INTERNATIONAL URDU MONTHLY
KHILAFAT-E-RASHDA
Faisalabad Pakistan.

کلمۂ اسلام لاالٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ

"اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامو اور تفرقہ نہ ڈالو"

ماہنامہ
سپاہِ صحابہؓ کا ترجمان

خلافتِ راشدہ

فیصل آباد (پاکستان)
ماہ جولائی 1998ء

بیاد: مجدد العصر امیر عزیمت مولانا حق نواز جھنگوی شہیدؒ
بانی: شہید ملتِ اسلامیہ مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی شہیدؒ

ایٹمی دھماکے کے بعد درپیش اقتصادی مشکلات اور ان کا حل

قائدین سپاہِ صحابہؓ پر ظلم و تشدد • ملک کو خونی انقلاب کی طرف دھکیلنے کی حکومتی سازش

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات
اسلامی تاریخ کا عظیم سانحہ ہے

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت معلمِ اخلاق

جب حضورؐ آئے! نامور علماء، ادبا اور مصنفین کا خراجِ تحسین

بڑھتی ہوئی فحاشی ایک یہودی چال ہے

فتح آخر حق کی ہوتی ہے

اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد کے وائس چانسلر کے نام کھلا خط

حکمرانو! حق کہنا میری مجبوری ہے • جرنیل سپاہِ صحابہؓ حضرت مولانا محمد اعظم طارق

Sunni 313
دفاع اہلسنت و ردِ رافضیت
www.Sunnilibrary.com

حکمرانو!

حق بات کہنا میری مجبوری ہے

اٹک جیل سے شیر دل، مردِ آہن

مولانا اعظم طارق ایم پی اے

کی جرات مندانہ تحریر

ذمہ دار ساتھیوں نے آگاہ کیا ہے کہ اور اس بات پر سخت تشویش کا بھی اظہار کیا ہے کہ حکام وقت کے دل میں آپ کے لئے نرمی کا کوئی مادہ ابھی تک پیدا نہیں ہوا ہے۔ لیکن اس میں بھلا پریشان ہونے کی کونسی بات ہے۔

اگر کیکر کے درخت پر پھول نہ اگیں، آگ کے تنور سے ٹھنڈی ہوا نہ آئے، تموں سے تربوز کی چاشنی و مٹھاس حاصل نہ ہو تو اس پر سر پکڑ کر بیٹھ جانے اور غیر مسئلہ کو مسئلہ بنا کر اس کا حل ڈھونڈنے کی کوشش کرنے اور مغز کھپانے سے کیا حاصل؟

کبھی عادات بھی بدلی ہیں؟ کبھی آتش انتقام سے پیار و محبت سے مہکتے پھول بھی برسے ہیں؟ کبھی غیض و غضب کے تپتے صحرا سے، ہمدردی و غمگساری کے چشمے بھی پھوٹے ہیں؟ اس لئے میں تو ایک ہی بات ان ظالم حکمرانوں سے کہوں گا۔

حوصلے چھن نہیں سکتے کبھی تعزیروں سے ۔۔۔ خواب ٹوٹے ہیں بھلا ظلم کی تدبیروں سے
سچ تو خوشبو ہے ہواؤں میں بکھر جائے گا ۔۔۔ کیسے باندھو گے اسے آہنی زنجیروں سے
مجھ پہ ہوتا ہے عیاں اس وقت راز زندگی ۔۔۔ جب نظام سلطنت کا حکم ٹھکراتا ہوں میں
نغمہ توحید گاتا ہوں کچھ اس انداز سے ۔۔۔ خرمن باطل پہ گویا آگ برساتا ہوں

کوئی ان سے جاکر کہہ دے اور میرا پیغام انہیں سنا دے

ظلمت شب ہے پھیلی ہوئی چار سو ۔۔۔ تم بضد ہو کہ میں اسے سویرا کہوں
میں جب اندھا نہیں ہوں تو پھر اسکے سوا چارہ ہے کیا ۔۔۔ تم جو جھوٹے ہو تو تم کو جھوٹا کہوں

سنو! اے اسلامی جمہوری اتحاد کے نام پر شریعت بل کے پاس کرانے اور قرآن و سنت کی بالادستی قائم کرنے کے نام پر 1990ء میں قوم سے ووٹ لیکر حکومت بنا کر اللہ اور اس کے رسول سے کئے ہوئے وعدوں کو فراموش کرنے والو!

وفاقی شرعی عدالت سے سودی نظام کے خاتمہ کے فیصلہ کو تسلیم نہ کرکے سپریم کورٹ میں اس کے خلاف اپیل کرنے والو! ایک عورت کو پوری قوم کی سفیر بنا کر امریکہ بھیج کر کلنٹن کے ساتھ رقص کرانے والو! قرآن مجید کو نذر آتش کرنے والے اصل ملزمان کو چھوڑ کر علماء کرام پر یہ الزام لگا کر ظلم کرنے والو! دوبارہ 1997ء میں نظام خلافت راشدہ کے نعرہ پر عوام سے ووٹ لینے والو! جمعہ کی چھٹی کا خاتمہ کرکے اتوار کی چھٹی کرکے یہود و نصاریٰ کے طریق اپنانے والو! گستاخان صحابہ اور علماء اہل سنت کے قاتلوں، غیر ملکی ایجنٹوں اور تخریب کاروں کو گلے لگانے والو! جاگیرداروں، وڈیروں، صنعت کاروں کو اسمبلیوں میں پہنچا کر غریب قوم سے مذاق کرنے والو! معصوم بے گناہ بچوں اور دین محمدؐ کے پاسدار علماء کرام اصحاب رسول کے عاشقوں کو چوہنگ کے ٹارچر سیلوں میں نوے نوے گھنٹے کھڑا رکھنے، الیکٹرک شارٹ لگانے اور ظلم و تشدد کے نئے نئے حربے آزمانے والو! حق کہنے والے ممبران اسمبلی کو کال کوٹھڑیوں کا مہمان بنانے والو! تمہارے اس ظلم و ستم پر مبنی اوچھے ہتھکنڈوں کا شکار ہو کر بھی کلمہ حق کہنا میری مجبوری ہے تمام پابندیوں کا شکار ہو کر بھی زبان و قلم پر پابندی قبول نہ کرنا میری مجبوری ہے۔

کیونکہ مجھے اپنی قبر میں اکیلے جانا ہے، وہاں تمہاری رضامندی اور وزارت عہدہ میرے کام نہیں آئے گا۔ مجھے اپنے رب کے سامنے پیش ہونا ہے، وہاں تم میرے سفارشی نہیں بن سکو گے، مجھے پل صراط سے اکیلے گزرنا ہے وہاں تم میرے کام نہیں آؤ گے، جب اگلے تمام سفر اکیلے ہی طے کرنا ہیں اگر یہ زندگی کا سفر بھی قید تنہائی میں گزر گیا تو کوئی فکر والی بات نہیں ہے لیکن اتنا بتا دو! جب تم قبر، حشر اور پل صراط سے گزرو گے تو کیا تم اس وقت بھی حکمران ہو گے اور کیا میں اس وقت بھی بے بس ہوں گا۔ نہیں خدا کی قسم ہرگز ایسا نہیں ہو گا بلکہ ان گھاٹیوں پر معاملہ اس کے برعکس ہو گا۔ ہم اپنے پیاروں کے ساتھ ہوں گے تم اگر باز نہ آئے تو پھر اپنے برے اعمال کے ساتھ ہو گے۔ آخر میں اپنے کارکنوں سے کہتا ہوں کہ

تند موج کے تھپیڑوں سے ہراساں مت ہو ۔۔۔ یہ تھپیڑے کبھی ساحل سے لگا بھی دیں گے

والسلام تمہارا بھائی............ محمد اعظم طارق

رات نو بجے ۱۲ جون اٹک جیل چکی نمبر ۱۴ قاسم پارک

ماہنامہ

غلبہ اسلام کی جدوجہد خلافت راشدہ کا نفاذ ناموس صحابہ کے تحفظ کا علمبردار

خلافت راشدہ

فیصل آباد (پاکستان)

بانی ؒ: شہید ملت اسلامیہ علامہ ضیاء الرحمان فاروقی

بیاد

مولانا حق نواز جھنگوی شہید

مولانا ایثار القاسمی شہید

جلد نمبر 9 | شمارہ نمبر 7

زیر پرستی: علامہ علی شیر حیدری، مولانا محمد اعظم طارق

اس شمارے میں

نمبر	مضامین	صفحہ
1	اداریہ	5
2	آخر فتح حق کی ہوتی ہے	10
3	جب حضورؐ آئے	11
4	وقت والدین اور اولاد	19
5	بڑھتی ہوئی فحاشی	22
6	خیر امت	23
7	معلومات عالم	24
8	حضورؐ بحیثیت معلم اخلاق	25
9	اسلامی تاریخ کا عظیم سانحہ	27
10	اسلام میں پردے کی اہمیت	31
11	مسلمانوں کی کامیابی کا راز	33
12	سوالوں کے جوابات	35
13	رسالت کے امین	39
14	جیت اب بھی ہماری ہوگی	40

چیف ایڈیٹر: انجینئر طاہر محمود

ایڈیٹر: ایس - اے صدیقی

سرکولیشن منیجر: عبدالغفار سلیم

مجلس مشاورت

مولانا ضیاء القاسمی، شیخ حاکم علی، شیخ محمد اشفاق، علامہ شعیب ندیم، محمد یوسف مجاہد، مولانا حبیب الرحمان انقلابی، مولانا علی اکبر مینگل، مولانا نیاز الرحمان حیدری، مولانا محمد احمد لدھیانوی، مولانا نیاز محمد ناطق، مفتی عبدالخالق، مولانا محمد صدیق ہزاروی (دوبئی)، حافظ عبدالحمید (برطانیہ)، قاری امان اللہ (سعودی عرب)، قاری عطاء الرحمان فاروقی (سمندری)، ارشد محمود (امریکہ)، مولانا حبیب الرحمان (بنگلہ دیش) مولانا عبداللطیف نعمانی (کینیڈا)، مولانا عبدالحفیظ مکی (سعودی عرب) عبدالرحمان (نیویارک)، مولانا مسعود الرحمان (چارسدہ) قاضی طاہر الہاشمی (حویلیاں)

مجلس ادارت

مولانا محمد الیاس بالاکوٹی، مولانا ثناء اللہ شجاع آبادی

مولانا محمود، رشید صدوقی، اظہر اقبال

قانونی مشیران

محمد سلیم بٹ ایڈووکیٹ، حافظ احمد بخش ایڈووکیٹ

بدل اشتراک سالانہ

اندرون ملک: 144 روپے متحدہ عرب امارات: 100 درہم امریکہ 50 ڈالر،
سعودی عرب: 150 ریال برطانیہ: 25 پونڈ بھارت و بنگلہ دیش: 200 روپے

ترسیل زر و خط و کتابت کے لئے: دفتر ماہنامہ "خلافت راشدہ" ریلوے روڈ فیصل آباد فون نمبر 640024

قیمت 12/ روپے

اکاؤنٹ: حافظ عبدالغفار انور 3-776 الائیڈ بنک، ریجنسی پلازہ فیصل آباد

انجینئر طاہر محمود نے اسود پرنٹنگ پریس سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ "خلافت راشدہ" ریلوے روڈ فیصل آباد

Scanned with CamScanner

فیصلہ آپ کریں

قارئین کے لئے اہل تشیع کی ایک قابل اعتراض کتاب کی فوٹو سٹیٹ کاپی شائع کرنے کا سلسلہ شروع کیا گیا ہے۔ جس میں قابل اعتراض کتاب کا ٹائٹل اور قابل اعتراض عبارت کا مکمل صفحہ شائع کیا جاتا ہے۔ جس سے قارئین کو شیعہ راہنماؤں کے اسلام سے متصادم عقائد و نظریات سے تسلی بخش آگاہی حاصل ہوتی جارہی ہے۔

إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا

جلاء العیون

جلد دوم

تالیف خاتم المحدثین ملا محمد باقر مجلسی رحمۃ اللہ علیہ ابن علامہ محمد تقی مجلسی طہرانی

ایرانی اعلی اللہ مقامہا و مترجمہ علامہ سید عبدالحسین مرحوم اعلی اللہ مقامہ

نظرثانی مقدمہ وحاشیہ

سید الواعظین رئیس المتکلمین زبدۃ العلماء فاضل جلیل جناب ابوالبیان

مولانا السید ظہور الحسن صاحب قبلہ کوثر بریلوی خطیب شیعہ ملتان

ملنے کا پتہ

حمایت اہلبیت وقف رجسٹرڈ

شیعہ جنرل بک ایجنسی انصاف پریس لاہور

گفتگو تحریر کرتا ہے وہ ہر مسلمان سے ہے رسالت اور امامت ایک عہدہ ہے کمالات دو قسم کے ہوتے ہیں ایک کمالات ذات اور ایک کمالات عہدہ تبلیغ احکام الٰہی تعلیم فرمان الٰہی یہ کمالات عہدہ رسالت اور امامت ہیں نہ کہ کمالات ذات مشکل کشائی حاجت روائی عالم الغیب حاضر و ناظر وغیرہ یہ ہیں کمالات ذات اور عہدے ہمیشہ کمالات ذات کی وجہ سے ملا کرتے ہیں عہدے سے کمالات نہیں ملتے قابلیت ہے تو ایم۔ اے کی ڈگری ملتی ہے شعور بھر دماغ ماہر کی ڈگری ہے تو عہدہ جسٹس یا کمشنری یا وزارت ملتا ہے اگر ذات میں یہ کمالات نہیں تو عہدہ نہیں ملتا اور جسٹس یا کمشنر بن کے کبھی ایم۔ اے وغیرہ کی ڈگری نہیں ملتی لہٰذا خداوند عالم نے تمام عالمین میں محمد و آل محمد علیہم السلام کو علم غیب۔ حاجت روائی مشکل کشائی۔ حاضر و ناظر و مدبر و عدل و انصاف جمعیت میں بلند دیکھا تو ان کو امامت۔ خلافت۔ ولایت۔ شہادت کے عہدے دیدیئے اپنی حکومت کا مختار بنا کر اپنا نائب اعظم وزیر اعظم بنا دیا اب جو یہ چاہیں وہ چاہے اور جو وہ چاہے یہ چاہیں انکا کرنا اس کا کرنا اور اس کا قول انکا قول ہے میں علوم دینیہ کی اسناد بھی رکھتا ہوں پیشنماز اور مقرر۔ مبلغ بھی ہوں اور تعلیم طب رکھتا ہوں ڈاکٹر بھی ہوں پیشنمازی ایک عہدہ ہے جو قوم نے مجھے دیا ہے اور ڈاکٹری میرا ذاتی پیشہ ہے کمال ہے اب جو یہ کہے پیشنماز ڈاکٹر نہیں ہو سکتا کیونکہ پیشنمازی کے فرائض میں ڈاکٹری نہیں وہ لاعلم بے سمجھ ہے اسی طرح رسالت امامت کا عہدہ تبلیغ احکام ہے۔ حاضر ناظر مشکل کشائی وغیرہ ذاتی کمالات ہیں۔ لہٰذا جو کہے نبی اور امام مبلغ احکام خدا ہے وہ کسی کو کچھ دینے لینے کی طاقت نہیں رکھتا غیب نہیں رکھتا مشکل کشائی نہیں کر سکتا وہ جاہل بے علم معرفت سے دور ہے کیونکہ رسالت امامت عہدہ ہے اور یہ امور ذاتی کمالات ہیں لہٰذا میں حاضر و ناظر کے متعلق لکھتا ہوں۔ حاضر کے لغوی معنی سامنے موجود ہونا حضرۃ المجلس العالمی و حاضر الغائب معنو ضا تکلم من غیبتم لغات الصباح المنیر اور چند معنی ناظر کے ہیں دیکھنے والا۔ آنکھ کا تل۔ نظر۔ ناک کی رگ آنکھ کا پانی۔ والنا ظر السواد الاصغر من العین الذی یبصر بہ الانسان شخصہ المصباح المنیر والناظر السواد فی العین او البصر بنفسہ وعرق فی الانف وفیہ ماء البصر قاموس اللغات الناظر فی المقلۃ السواد الاصغر الذی فیہ انسان العین مختار الصحاح ابن ابی بکر رازی جہاں تک ہماری نظر کام کرے ہم ناظر ہیں اور جس جگہ تک ہماری دسترس

نام کتاب: جلاء العیون' مصنف: ملا باقر مجلسی' ناشر: شیعہ جنرل بک ایجنسی' انصاف پریس' لاہور

محترم قارئین! جلاء العیون شیعہ مذہب کی معتبر ترین کتاب ہے۔ جس کا مصنف ملا باقر مجلسی کتاب کے جلد دوئم صفحہ نمبر ۸۱ پر لکھتا ہے۔

"حاضر ناظر مشکل کشائی وغیرہ ذاتی کمالات ہیں۔ لہٰذا جو کہے نبی اور امام مبلغ احکام خدا ہے وہ کسی کو کچھ دینے لینے کی طاقت نہیں رکھتا۔ غیب نہیں رکھتا' مشکل کشائی نہیں کر سکتا۔ وہ جاہل' بے علم' معرفت سے دور ہے' کیونکہ رسالت امامت عہدہ ہے اور یہ امور (حاضر ناظر' مشکل کشائی' علم غیب وغیرہ) ذاتی کمالات ہیں۔"

مذکورہ بالا عبارت پڑھنے کے بعد فیصلہ آپ کریں کہ انبیاء اور آئمہ کو مشکل کشا' حاجت روا اور حاضر ناظر ماننے والا نیز ان صفات کو اپنے آئمہ کے لئے ذاتی سمجھنے والا گروہ مسلمان ہو سکتا ہے؟

(از قاری عطاء الرحمٰن شہباز' مرکزی راہنما سپاہ صحابہ پاکستان)

Scanned with CamScanner

کلمۃ الحق

پاکستان کا ایٹمی دھماکہ

جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور ان کے تمام معاونین قابل صد تحسین ہیں

28 مئی بروز جمعرات بلاشبہ پاکستان کی تاریخ کا ایک روشن ترین دن تھا۔ جب ملک کے وزیر اعظم محمد نواز شریف نے شدید عوامی خواہشات کے آگے سرنگوں ہو کر صوبہ بلوچستان کے ضلع چاغی کے پہاڑی علاقے میں پانچ ایٹم بم برسا کر اور دو دن کے وقفہ کے بعد چھٹا ایٹمی دھماکہ کرا کر وطن عزیز کو تمام اسلامی ممالک میں بالخصوص اور پورے عالم میں سربلند کردیا۔

ہم سمجھتے ہیں کہ محترم وزیر اعظم نے عوامی خواہشات کے احترام سے زیادہ اپنے اقتدار کی سلامتی کے لئے یہ قدم اٹھایا۔ کیونکہ حالات اس نہج پر پہنچ چکے تھے کہ اگر نواز شریف کے علاوہ کوئی بھی اور شخصیت وزارت عظمیٰ کے عہدہ پر براجمان ہوتی تو انڈین دھماکوں کے بعد پاکستان کی طرف سے جوابی دھماکے کا اقدام اس کے لئے انتہائی ضروری اور مجبوری ہوتا۔۔۔۔ اور یہ اقدام اٹھائے بغیر اس کے لئے عزت و آبرو کے ساتھ جینا انتہائی محال ہو جاتا جتنا جناب محمد نواز شریف کے لئے ہو چکا تھا۔ چنانچہ معروف صحافی اور روزنامہ نوائے وقت کے چیف ایڈیٹر جناب مجید نظامی صاحب نے سچ کہا تھا کہ "جناب وزیر اعظم اگر آپ جوابی دھماکے نہیں کرتے تو قوم آپ کا دھماکہ کردے گی۔" بہرحال پاکستان کے یہ چھ ایٹمی دھماکے اس کی عزت و وقار اور بقا کے لئے ناگزیر تھے۔ چنانچہ ان دھماکوں کے وقوع پذیر ہونے کے ساتھ نہ صرف دوست و دشمن اغیار و اشرار نے پاکستان کو ایٹمی قوت مان لیا بلکہ ملکی سلامتی کے بارے میں پائے جانے والے تمام تر خدشات دم توڑ گئے۔ ساتھ ہی لالے واجپائی کی دھوتی گیلی اور اس کی حکومت کی چولیں ڈھیلی ہو گئیں، صرف یہی نہیں بلکہ عالم اسلام اور بعض یورپین ممالک کی طرف سے امریکہ سے بغاوت کا آغاز ہو گیا اور یوں پاکستان کے غریب مگر حساس اور باحمیت مسلمانوں نے دنیا پر امریکی بالادستی اور انا ولا غیری کے زعم باطل اور خواب پریشان کو چکنا چور کردیا۔ تمام غیر مسلم اقوام اور اسلام دشمن طاقتوں کے انجر پنجر ہل گئے۔ یہود و نصاریٰ اور انکے ایجنٹ لرزہ براندام ہو گئے۔

میرے چارہ گر کو نوید ہو صف دشمناں کو خبر کرو
وہ جو قرض رکھتے تھے جان پر وہ حساب آج چکا دیا

مبارک، صد مبارک۔۔۔ وطن کے رجل عظیم جناب ڈاکٹر عبدالقدیر خان اور ایٹم بم کی تشکیل و تعمیر میں حصہ لینے والے ایک ایک سائنس دان کو، جس نے اپنے ذہن و فکر کی صلاحیتوں اور شبانہ روز کوششوں اور جہد عمل سے پوری قوم کو نفسیاتی اور اعصابی فتح سے ہمکنار کیا۔ قوم کے قابل فخر فرزند وا روشن ضمیر سپوتو! تمھاری پیشانیوں پر فتح و نصرت کا ستارہ ہمیشہ چمکتا دمکتا رہے۔

تم سلامت رہو ہزار برس
اور ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

دشمن کی جارحیت کے جواب میں پاکستان کے ایٹمی دھماکے سپاہ صحابہ کے ایک ایک جانثار رضاکار کے دل کی آواز ہیں اور سپاہ صحابہ کے تمام کارکن یہ عزم بالجزم رکھتے ہیں کہ اگر مادر وطن کی عزت و آبرو کی طرف ناپاک دشمن کی نظریں اٹھیں تو اصحاب پیغمبر ﷺ کی ناموس کے تحفظ کی خاطر جانیں لڑانے والے یہ متوالے وطن کے دفاع کی خاطر ہراول دستے کا کردار ادا کریں گے۔

ایٹمی دھماکے کے بعد درپیش اقتصادی مشکلات اور ان کا حل

۲۸ مئی کو پاکستان کے ایٹمی دھماکوں کے بعد دنیا بھر کے مختلف ممالک کی طرف سے پاکستان کے خلاف مذمتی اور دھمکی آمیز بیانات کا سلسلہ جاری ہو گیا، امریکہ جاپان آسٹریلیا، سویڈن، کینڈا، نیوزی لینڈ، اور دیگر ممالک نے اعلان کیا کہ بہت جلد پاکستان پر اقتصادی پابندیاں عائد کردی جائیں گی۔ پھر اگلے روز امریکی صدر نے پابندیوں کی دستاویز پر دستخط کردیے اور جاپان نے بھی تقریباً ۵۰ کروڑ ڈالر کی امداد بند کرنے کا اعلان کردیا مگر باعث

Scanned with CamScanner

حیرت یہ امر ہے کہ امریکی دباؤ کے باوجود یورپی یونین بالخصوص برطانیہ' جرمنی اور فرانس نے پاکستان پر پابندیاں لگانے سے صاف انکار کر کے امریکہ کے دانت کھٹے کردئے اور یوں اس کے ناپاک عزائم کا راستہ کافی حد تک رک گیا۔

جہاں تک امریکہ کی عائد کردہ پابندیوں کا مسئلہ ہے تو یہ کوئی زیادہ پریشان کن بات نہیں ہے' کیونکہ اول تو اس خطے کے ساتھ امریکہ کے اچھے خاصے مفادات وابستہ ہیں۔ جن کی وجہ سے زیادہ عرصہ تک وہ لاتعلق رہ ہی نہیں سکتا مثلاً امریکی مصنوعات کی پاکستان میں اچھی خاصی کھپت موجود ہے۔ بایں وجہ امریکی صنعت کار اور تاجر اتنی بڑی منڈی سے صرف نظر نہیں کرسکتے اور نہ ہی امریکی سرمایہ کار یہ نقصان برداشت کرسکتے ہیں' محض امریکی صدر کی ہٹ دھرمی کب تک برقرار رہے گی؟ نیز اپنے سیاسی عزائم کی بناء پر بھی امریکہ کبھی پاکستان کو مکمل طور پر اپنے حلقہ اثر سے نہیں نکالے گا۔ پاکستانی سیاستدانوں کی چاپلوسانہ طبائع سے وہ اچھی طرح آشنا ہے۔

پاکستان جن عالمی اداروں سے اب تک "امداد" کی بھیک مانگتا رہا ہے ان میں ورلڈ بینک' آئی ایم ایف اور ایشین بنک کے نام نمایاں ہیں' طے شدہ معاہدے کے تحت اول الذکر ورلڈ بینک نے پاکستان کو 750 ملین ڈالر دینے تھے۔ مقام شکر ہے کہ تاحال ورلڈ بینک نے اپنے معاہدے کو توڑنے کا کوئی اعلان نہیں کیا اور بظاہر اب امکان بھی نہیں ہے۔ جبکہ آئی ایم ایف کے ساتھ ایک ارب ساٹھ کروڑ ڈالر کا معاہدہ تھا۔ جس کی کچھ قسطیں وصول ہو چکی تھیں۔ باقی کے بارے میں کچھ نہیں کہا جاسکتا' ایشین بنک نے 2000ء تک پاکستان کو اپنے پروگرام کے مطابق 1.8 بلین ڈالر کی امداد دینی تھی' امید کی جاتی ہے کہ یہ رقم پاکستان کو مل جائے گی۔ جاپان نے اس سال پاکستان کو 500 ملین ڈالر کی امداد دینی تھی جو معطل ہو گئی ہے۔ ظاہراً یہ امر اہل پاکستان کے لئے قدرے پریشان کن ضرور ہے۔ کیونکہ یہ امداد آسان شرائط پر مل رہی تھی اور فی الحال اس کا کوئی متبادل بھی نہیں ہے۔

ان حالات میں ہماری توقعات زیادہ تر عرب ممالک سے وابستہ ہیں کیونکہ ماضی میں ہمارے معاشی استحکام کے لئے عرب ممالک دل کھول کر تعاون کرتے رہے ہیں۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ عرب ممالک کے ساتھ راہ و رسم زیادہ سے زیادہ مضبوط بنائے۔ اس لئے کہ اگر امداد لینی ہی ہے تو کیوں نہ ان سے لی جائے جن سے ہمارے دینی' مذہبی' معاشرتی اور ثقافتی رشتے قائم ہیں۔ دوسرے نمبر پر چین سے ہمارے تعلقات مزید مضبوط اور مستحکم ہونے چاہئیں کیونکہ چین بھارت کے ایٹمی دھماکوں کے بعد حقیقت پسندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بھارت ہی کو ایٹمی دوڑ شروع کرنے کا ذمہ دار گردانتا ہے اور ایک ہمسائے کی حیثیت سے اس کے ہمارے ساتھ تعلقات خوشگوار رہے ہیں۔

جہاں تک ہمیں ملکی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے قرضے لینے کا شوق ہے' تو ہمارا یہ شوق ہماری ذہنی پسماندگی یا طبعی عیاشی کی طرف دلالت کرتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ بعض مرتبہ ہم نے بلاجواز اور بلاضرورت بھی قرضے لئے مثلاً پینے کے صاف پانی کے لئے ہمیں بہت سی امداد ملتی ہے۔ کس قدر دلچسپ بات ہے کہ ہم ایٹم بم تو بنا سکتے ہیں اور بنا چکے ہیں لیکن اچھے سے اچھے لوہے اور قابل ترین انجینئرز کی موجودگی کے باوجود پانی صاف کرنے والی مشین نہیں بنا پائے۔ اس کے علاوہ ہمارا محکمہ صحت بھی اکثر بلاجواز غیر ممالک کی امداد وصول کرتا رہتا ہے۔ ہمارا "طبقہ اشرافیہ" تو اس قدر بے حمیت ثابت ہوا ہے کہ اگر زیادہ کھانا کھالینے سے پیٹ پھول جائے تو امریکہ اور برطانیہ میں علاج کی خاطر جا دھمکتا ہے اور اپنی اس عیاشی کا بل قوم سے وصولتا ہے۔ ہماری فضول خرچیوں اور قرض لینے کے شوق نے ہمیں پرائمری تعلیم کے فروغ کے لئے بھی اغیار کا دست نگر بنا رکھا ہے۔

بیرون ممالک کی مصنوعات بھی ہماری مارکیٹ میں عام چلتی ہیں جو ہمارے ملک میں بھی اچھی کوالٹی کی تیار ہوتی ہیں لیکن ہم اپنی چیز پر غیر ممالک کی چیز کو زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ اس وقت ہمارے ملک کی مارکیٹ میں اسمگل شدہ الیکٹرانک کا سامان کنفیکشنری کے آئٹمز' پرفیومز کاسمٹک کا سامان' شیمپو' صابن' شیونگ کا سامان' کراکری' مشروبات' کھلونے' بچوں کے استعمال کی اشیاء' عینک کے فریم' آڈیو' ویڈیو کیسٹس اور ادویات عام دستیاب ہیں اور عوام ان چیزوں کو اپنی ملکی مصنوعات پر یقیناً ترجیح دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے ہمارا بہت سا زر مبادلہ بیرون ممالک کو منتقل ہو جاتا ہے یہ ایک ایسا جرم ہے جس میں براہ راست ہماری حکومتیں ملوث رہی ہیں۔ جن کی چشم پوشی کی بناء پر بارہ مارکیٹوں نے ملکی مصنوعات کو ناقابل تلافی نقصان پہنچایا' یہ چند چیزیں ہم نے ذکر کیں' ورنہ درجنوں کے حساب سے دیگر غیر ملکی مصنوعات ہماری مارکیٹ میں چھائی ہوئی ہیں اب جبکہ ہم ایٹمی دھماکہ کرنے کے بعد خود انحصاری کے میدان میں آگے بڑھنا چاہ رہے ہیں تو ہمیں عقل و دانش کا ثبوت دیتے ہوئے اپنی ملکی مصنوعات ہی کو استعمال کرنا ہوگا اور اسمگلنگ کی لعنت کو یکسر ختم کرنا ہوگا۔ اس دھندے کو ختم کرنے کے لئے حکومت کو چاہیے کہ تاجر حضرات کے نام خصوصی نوٹس کے ذریعے چند ماہ کے اندر اندر غیر ملکی مصنوعات کے اسٹاک کو فروخت کر کے آئندہ کے لئے یہ کھاتہ بند کرنے کا حکم جاری کرے اور بعد میں اگر کسی تاجر سے اسمگلنگ کا

Scanned with CamScanner

سامان پایا جائے تو اسے قید اور جرمانے کی سزا کا مستحق قرار دے نیز خود انحصاری کا ڈھنڈورا پیٹنے والے وزیر اعظم کو چاہیے کہ اقتصادی بحران پر قابو پانے کے لئے ملک سے سودی نظام کے خاتمے کا فی الفور اعلان کریں۔ نیز ملک کے جن سیاسی ٹیمیوں نے اپنی "روزمرہ کی ضروریات" پوری کرنے کے لئے کروڑوں روپے کے ہلکے پھلکے قرض قومی خزانے سے لینے کے بعد واپس نہیں کئے یا معاف کروالئے ہیں وہ ان سے بہر صورت وصول کر کے ملک کو آئندہ درپیش حالات کے مقابلے کے لئے مضبوط بنایا جائے۔

انگریز کے ٹوڈی اور چاپلوس پاکستان کے زمینی خدا

ایٹمی دھماکوں کے دو ہفتے بعد وزیر اعظم پاکستان نے 11 جون کو اپنی ایک نشری تقریر میں ملک کے جاگیردار طبقے سے 12 لاکھ ایکڑ جاگیریں چھین کر غریبوں میں تقسیم کرنے کا اعلان کیا ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان کے قیام سے لے کر اب تک مذہبی اور معاشی دونوں سطحوں پر انتہائی حقیر اقلیت واضح ترین اکثریت پر حکومت کرتی آئی ہے۔ مذہبی لحاظ سے ہماری مراد واضح طور پر دشمنان اصحاب پیغمبر ﷺ ہیں۔ جو کبھی براہ راست اقتدار پر براجمان رہے ہیں اور کبھی حکمرانوں کی مونچھ کا بال بن کر اہل حق کو کچلتے اور مسلتے آئے ہیں اور ان ظالموں نے آج تک اپنی زندگی کا کوئی دن ایسا نہیں گذارا جس دن انہوں نے اسلام اور مسلمانوں کو نہ ستایا ہو۔

اسی طرح معاشی طور پر 1/2 فیصد جاگیردار شروع سے اس ملک کے سیاہ و سفید کے مالک بنے رہے ہیں' یہ لوگ ہر دور میں غریبوں کی بیٹیوں کو ننگا نچواتے رہے ہیں اور ان کی کمائی کا پھل کھاتے رہے ہیں۔ ان جاگیرداروں میں سے اکثر کا پس منظر یہ ہے کہ ان کے آباؤ اجداد نے انگریز سے وفاداری اور اسلام سے غداری کو اپنے لئے باعث عزو شرف جانتے ہوئے 1857ء کی جنگ آزادی کے دوران انگریز کے مخبر و جاسوس اور اس سے بھی بڑھ کر سپاہی باصفائی ہونے کا ثبوت دیا اور اسلامی حریت پسندوں کو جی بھر کر کچلا اور اپنے آقائے ولی نعمت سے اپنی خدمات کے صلے میں جاگیریں اور خطابات حاصل کئے ان جاگیرداروں کی فہرست میں بڑے بڑے تمن دار' خانقاہ نشین' سجادہ نشین پیرزادے اور مشائخ بھی شامل ہیں۔ پنجاب کے بڑے بڑے جاگیرداروں میں دریشک' چیمے' چٹھے' ممدوٹ' چوہدری' ٹوانے' جنجوعے' پراچے' دولتانے' روکڑی' سردار' قزلباش' وٹو' مزاری' لغاری' گردیزی' گیلانی' نوابزادے' قریشی' کھر' کھرل' کھوسے' عباسی' سید اور رئیس شامل ہیں۔

سندھ میں بھٹو' ارباب' انڑ' بجارانی' پیران' پگاڑہ' پٹھان' تالپور' جتوئی' جاموٹ' جام' تھرپارکر ٹمیاری اور نواب شاہ کے شاہ' مخدوم' وسان' کھوڑو' سومرو' قاضی' مہر' اور لونڈ وغیرہ شامل ہیں۔

سرحد سے شیرپاؤ' ہوتی' ارباب' تنولی' ترین خٹک' جدون اور محمد زئی شامل ہیں جبکہ بلوچستان سے اچکزئی' بزنجو' بگٹی' رند' خان' جوگیزئی' جام مینگل' مگسی' رئیسانی' کھوسہ' زہری اور کھیتران شامل ہیں۔

ملتان کے قریشی خاندان (جو اس وقت مخدوم سجاد حسین قریشی اور مخدوم شاہ محمود قریشی کے حوالے سے پہچانا جاتا ہے) کے جد اعلیٰ نے 1857 کی جنگ آزادی کو کرش کرنے کے لئے انگریزوں کی غلامانہ خدمات سرانجام دیں۔ مخبری' جاسوسی اور سپاہیوں کی فراہمی کے صلہ میں 1800 روپے (موجودہ دور کی تقریباً 1800000 مالیت کی جاگیر اور آٹھ کنوؤں پر مشتمل زمین بطور انعام وصول کی لیکن اس پر بھی اکتفاء نہیں ہوا تو 1860ء میں وائسرائے کا دربار لگا تو لاہور میں بھنگی والا باغ اور ڈیڑھ سو روپے کا تحفہ حاصل کیا۔

حامد ناصر چٹھہ کے بزرگوں کو ایسی ہی خدمات کے صلے میں گاجر گولہ کی 2700 ایکڑ زمین دی گئی۔ اس کے علاوہ 1200 گھماؤں اراضی اور لائل پور (موجودہ فیصل آباد) کے کئی مکانوں اور دکانوں کی ملکیت کے علاوہ دیگر نقد انعامات بھی دیئے گئے۔

ٹوانہ خاندان کو بھی انہیں خدمات کے صلے میں 30000 ایکڑ زمین خوشاب میں اور 500 ایکڑ جہلم میں ملی نواب زادہ نصراللہ خان کے بزرگوں کی بھرپور خدمات کے صلے میں دو مرتبہ دربار لگایا گیا۔ وسیع و عریض جاگیریں "نواب" کا خطاب اور بے حساب انعامات سے نوازے گئے۔

لاہور کے قزلباش بھی مالا مال ہو گئے۔ انہیں جولیانہ (لاہور) کے مالکانہ حقوق سے نوازا گیا۔ جبکہ 147 دیہاتوں کی تعلقہ داری انہیں پہلے سے

مل چکی تھی۔

جھنگ کے نواب' سیال اور سید خاندانوں نے بھی وسیع و عریض زرعی اراضی ہتھیائی اور عابدہ حسین کے والد عابد حسین کو کرنل کے خطاب سے بھی نوازا گیا۔ آج ان لوگوں نے پورے ضلع جھنگ کو یرغمال بنا رکھا ہے۔ علاوہ ازیں عابدہ حسین نے 600 ایکٹر اراضی لیز پر لی ہوئی ہے۔

سندھ میں 92ء کی فوجی رپورٹ کے مطابق جتوئی خاندان کیے کی 48 لاکھ 50 ہزار ایکٹر' ممتاز بھٹو 34 ہزار ایکڑ' پاشا کھوڑو 10 ہزار اور کلھوڑو بجیو قبائل 30' 30 ہزار ایکٹر اراضی پر ناجائز قابض ہیں۔

1979ء کی مارشل لاء حکومت کے الزامات کے تحت بھٹو صاحب اور ان کا خاندان 2200 ایکٹر اراضی پر ناجائز قابض تھا۔ اس وقت سے لے کر اب تک بھٹو خاندان اور ان کے داماد بد نہاد زرداری خاندان نے ملکی املاک کو جس طرح شیر مادر کی طرح ہضم کیا ہے۔ اور لوٹ مار کی تاریخ میں جس طرح نام کمایا ہے اس کا صحیح اندازہ لگانا بھی مشکل ہے۔ بلوچستان کے یوسف مگسی کے پاس ایک لاکھ بیالیس ہزار ایکٹر زمین موجود ہے۔ بالائی سندھ کے ضلع جیکب آباد سے زیرین سندھ کے ضلع ٹھٹھ تک دریائے سندھ کے اطراف کی لاکھوں ایکڑ زمین بھٹو' پیر آف رانی پور' کھوڑو فیملی' نادر مگسی' احمد سلطان چانڈیو' غلام مصطفےٰ جتوئی' صحرائے تھر کے ارباب' سردار اکبر بگٹی اور مخدوم فیملی کے قبضے میں ہے۔

یہ ہیں وہ زمینی خدا...... جو حقیقی خدا کے مقابلے میں "مالک الملک" بنے بیٹھے ہیں' رعونت میں فرعون کو بھی پیچھے چھوڑ جانے والے' غرور و تکبر کے مجسمے سرکشی اور عداوت کے پیکر' شرافت و دیانت کے دشمن' عریانی فاشی' عیاشی کے دلدادہ..... دنیا کی ہر برائی کے سرچشمے آج خلق خدا پر حکمران ہیں۔

ہم نہائت ادب کے ساتھ ان علماء کرام سے بھی گذارش کریں گے' جنھوں نے "رد شرک" کے موضوع کو زندگی کا نصب العین قرار دے کر جماعتیں بنائی ہوئی ہیں۔ خدا را بزعم خود خدا کے ان شریکوں (خاکم بدہن) سے دو دو ہاتھ کرنے کی بجائے ان کی جھوٹی طاقت سے خائف نہ ہوں۔ ان کے خلاف جہاد بالخصوص آپ کو تو فرض قرار دینا چاہیے اور جو علماء حکومت کے حلقہ بگوش ہیں انھیں چاہیے کہ وہ قرآن مجید کی آیات بینات' رحمت عالم ﷺ کے فرمودات طیبات اور حضرت امام ابو حنیفہؒ اور حضرت امام مالکؒ کی تشریحات کے حوالے سے جاگیرداری نظام کے خاتمے کے لئے وزیر اعظم کو بریف کریں اور ان پر دباؤ ڈال کر یہ اہم مسئلہ حل کروائیں تاکہ خلق خدا سکون کا سانس لے سکے۔

وزیر اعظم نے جاگیریں چھین کر غریبوں اور کسانوں میں تقسیم کرنے کا جو اعلان کیا ہے۔ ہم ضرور اس کا خیر مقدم کرتے۔ لیکن افسوس کہ وزیر اعظم کی پارٹی میں ان کے ننانوے فیصد ہمراہی خود جاگیردار ہیں اور یہ جاگیردار کبھی اس اعلان پر عمل درآمد نہیں ہونے دیں گے اگر واقعی وزیر اعظم اپنی اعلان پر عمل کر بھی گذرے تو بھی ان کی بچگانہ سوچ اس وقت بہت جلد بے نقاب ہو جائی گی جب زمینوں سے محروم ہونے والے جھوٹے خدا عدالتی چارہ جوئی کے لئے قدم بڑھائیں گے اور ہمارے ملک کا نظام عدل اپنے اندر ان جاگیرون کی ضبطی کی کوئی شق نہ پاکر اور ہر معاملے میں قانون کی خلاف ورزی کا ثبوت نہ جھٹلاتے ہوئے دوبارہ ان جاگیروں کے کاغذات ان کے مالکوں کے حوالے کردے گا تب وزیر اعظم کو شاید نظام جمہوریت کی خامیوں کا ادارک ہو گا۔ لیکن تب تک ان کے ہاتھوں "ڈسا" ہوا یہ طبقہ ان کا اس قدر مخالف ہو چکا ہو گا کہ محترم وزیر اعظم کا اقتدار کا بھی دھڑن تختہ کردے گا۔ کل شئی ھالک الا وجھہ لہ الحکم والیہ ترجعون ○

ارباب اقتدار قائدین سپاہ صحابہ پر ظلم و تشدد کے ذریعے ملک کو خونی انقلاب کیطرف دھکیل رہے ہیں

وزیر اعظم پاکستان جناب محمد نواز شریف جنوری 1997ء میں جب دوسری بار بھاری مینڈیٹ کے ملنے کے ساتھ بر سر اقتدار آئے تو ہم نے اسی وقت سوچ لیا تھا کہ آنجناب کا یہ دور سپاہ صحابہ پر ان کے پہلے دور سے کئی گنا زیادہ بھاری ہو گا کیونکہ ہم نے اور ساری دنیا نے دیکھا تھا کہ علماء اسلام کا قاتل اور ملک عزیز میں ہونے والی مذہبی دہشت گردی کا سرپرست اور قتل کے 18 مقدمات میں ایماء کا نامزد ملزم ساجد علی نقوی ان کے حلیف ہونے کی حیثیت سے پہلو بہ پہلو بیٹھا ہوا ہے۔

چنانچہ محترم نواز شریف صاحب نے ہمارے اس خدشے کو سچ ثابت کر دکھایا' اس وقت موصوف کی وزارت عظمیٰ کو تقریباً ڈیڑھ سال کا عرصہ بیت چکا ہے اور سپاہ صحابہ کے قائدین روز اول سے ظلم کی چکی میں پیسے جا رہے ہیں۔ جرنیل سپاہ صحابہ مولانا محمد اعظم طارق تقریباً چودہ ماہ سے (اور سابقہ

Scanned with CamScanner

دور کو ملا کر تقریباً چار سال سے) مسلسل اذیتوں کا نشانہ بنے ہوئے ہیں۔ اور قائد سپاہ صحابہ علامہ علی شیر حیدری صاحب بھی گزشتہ چھ ماہ سے مختلف عقوبت خانوں میں تشدد و اذیت سے نوازے جا رہے ہیں۔ اور مقام افسوس یہ ہے کہ ایک تقریر کے الزام میں انہیں تین سال قید اور دس ہزار روپے جرمانہ کی سزا سنانے کے بعد حکومت نے ان کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دی ہیں' ملاقاتوں پر پابندی لگا دی ہے حتیٰ کہ خط و کتابت کا حق بھی چھین لیا گیا ہے یہی سلوک جرنیل سپاہ صحابہ مولانا محمد اعظم طارق سے اٹک جیل میں اور جناب محمود اقبال اور مولانا مجیب الرحمان انقلابی سے کوٹ لکھپت جیل میں روا رکھا جا رہا ہے۔ ہم مسلسل وزیر اعظم تک اپنا احتجاج پہنچا رہے ہیں۔ لیکن ایٹمی دھماکوں' جاگیرداروں سے جاگیریں چھین کر غریب کسانوں کو دینے اور کالا باغ ڈیم بنانے کا اعلان کر کے قوم کے ہیرو بننے کی کوشش میں مصروف عمل وزیر اعظم اور ان کے چھوٹے بھائی وزیر اعلیٰ پنجاب مسٹر شہباز شریف کے کانوں پر جوں تک نہیں رینگ رہی۔ سپاہ صحابہ کی طرف سے اسلام آباد میں پارلیمنٹ ہاؤس کے سامنے اور 6 جون کو مسجد شہداء لاہور کے سامنے مال روڈ پر ہونے والے احتجاجی مظاہروں سے خائف ہو کر حکومت نے قائدین سپاہ صحابہ پر جیل قوانین کے مطابق نرم رویہ رکھنے اور رہائی کی کوششوں میں روڑے نہ اٹکانے کا جو معاہدہ کیا تھا۔ اس پر قطعاً عمل در آمد نہیں ہوا۔ ہم محترم وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ کو وہ وقت یاد دلانے پر مجبور ہیں جب ان کے والد محترم میاں محمد شریف کو بے نظیر دور میں صرف ایک دن کے لئے جیل یاترا کے لئے بھیج دیا گیا تھا' کیا دونوں بھائی بتا سکتے ہیں کہ وہ لمحے ان کے لئے کتنے اذیت ناک تھے؟ انہیں یقین کر لینا چاہئے کہ قائدین سپاہ صحابہ کی حیثیت قوم کے نزدیک وہی ہے جو ان کے نزدیک میاں محمد شریف کی ہے۔ پھر کس ضابطے کے تحت پوری قوم کو اتنے طویل عرصے سے اس اذیت میں مبتلا رکھا ہوا ہے؟

ہم یہ کہنے میں قطعاً کوئی باک نہیں محسوس کرتے کہ حکومت قائدین سپاہ صحابہ پر ظلم و ستم روا رکھ کر ملک کو ایک خوفناک خونی انقلاب کی طرف دھکیل رہی ہے اور عقل و دانش کا قطعاً کوئی مظاہرہ نہیں کیا جا رہا۔ اس سے بڑھ کر ظلم اور جانبداری اور کیا ہو گی کہ 18 مقدمات قتل کا نامزد ملزم ساجد علی نقوی ملکی قانون سے بالا تر ہے۔ آخر کیوں؟ کیا محترم نواز شریف اور ان کے حواری یہ بھول چکے ہیں کہ کفر کی حکومت تو قائم رہ سکتی ہے لیکن ظلم کی حکومت زیادہ عرصہ نہیں چل سکتی۔

محترم وزیر اعظم اور جناب وزیر اعلیٰ پنجاب! کچھ تو خدا کا خوف ہونا چاہیے آخر آپ بھی مسلمان ہیں اور روز محشر اپنے پروردگار کی عدالت میں حاضری کا یقین رکھتے ہیں' آپ کو اقتدار کی مے میں مست ہو کر نازیبا اور غیر منصفانہ رویہ اختیار نہیں کرنا چاہیے۔ مظلوم جب مایوس ہوتا ہے تو ظالم کو اٹھا کر پٹخ دیتا ہے۔ پھر ظالم کو مظلوم کے غیض و غضب سے دنیا کی کوئی طاقت بچا نہیں سکتی! یہ حقیقت آپ کو یاد رکھنی چاہئے!

ادارہ اشاعت المعارف پر پولیس کا چھاپہ اور قاری عبدالغفار سلیم کی گرفتاری

ماہ جون کا ماہنامہ "خلافت راشدہ" زیور طبع سے آراستہ ہو کر ترسیل کے مراحل سے گزر رہا تھا کہ ۱۰۔ جون بروز بدھ بوقت ۳ بجے سہ پہر فیصل آباد پولیس کی بھاری نفری نے ادارہ اشاعت المعارف میں چھاپہ مار کر ماہنامہ "خلافت راشدہ" کے سرکولیشن مینجر حضرت قاری عبدالغفار سلیم صاحب کو گرفتار کر لیا۔ ساتھ ہی "خلافت راشدہ" کے تازہ پیک شدہ ۳۰۰ پرچے اور وہ لفافے جن پر قارئین اور ایجنسی ہولڈرز کے پتہ جات درج تھے' مختلف کتب اور ان کے اصل مسودہ جات بھی اٹھا لئے نیز پریس پر چھاپہ مار کر ایک کمسن بچے سمیت چار افراد کو گرفتار کر لیا' اور ۱۶ ایم پی او کے تحت دو دن تھانہ فیکٹری ایریا کی حوالات میں رکھنے کے بعد دفعہ ۹ لگا کر دہشت گردی ایکٹ (المعروف شہباز شریف ایکٹ) کے تحت چالان کر کے ڈسٹرکٹ جیل بھیج دیا۔ جہاں پہنچتے ہی تمام حضرات کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دی گئیں۔

سپاہ صحابہ پنجاب کے صدر حضرت مولانا محمد احمد لدھیانوی نے اس سلسلہ میں وزیر قانون راجہ بشارت اور صوبائی وزیر اوقاف حاجی فضل کریم سے ملاقاتیں کیں اور انہیں قاری صاحب اور باقی اسیروں کی بے گناہی کی یقین دہانی کرائی۔ سپریم کونسل سپاہ صحابہ کے چیئرمین مولانا ضیاء القاسمی' دیگر رہنماؤں میں مولانا مجیب الرحمان لدھیانوی اور علامہ طاہر الحسن کی بھرپور کوششوں سے ایک ہفتے بعد قاری عبدالغفار صاحب اور باقی چاروں ساتھیوں کی رہائی عمل میں آئی۔ ادارہ فیصل آباد پولیس کی اس کاروائی کی بھرپور مذمت کرتا اور تمام معاونین کی کوششوں کو نظر تحسین سے دیکھتا ہے۔ اللہ پاک انہیں جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

جن ساتھیوں کو رسالہ کے انتظار کی زحمت اٹھانا پڑی وہ مذکورہ بالا وجوہات کی بنا پر اراکین ادارہ سے درگزر کا معاملہ فرمائیں۔ جزاکم اللہ

Scanned with CamScanner

تاریخ اسلام گواہ ہے کہ

آخر! فتح حق کی ہوتی ہے

تحریر:- مردآہن مولانا محمد اعظم طارق ایم پی اے اٹک جیل

اس کائنات رنگ و بو میں سنت اللہ کچھ اس طرح جاری ہے کہ پہلے حق کے علمبرداروں کو ابتلاء و آزمائش تکالیف و مصائب کے تلاطم خیز دریا سے گزارا جاتا ہے۔ وقت کے آمروں' جابروں' فرعونوں اور چنگیزوں کو اتنی مہلت ضرور دی جاتی ہے کہ وہ جی بھر کر کلمہ حق بلند کرنے والوں کو ستا کر پٹوا کر کوڑے لگا کر اور ظلم و ستم کی سولی پر چڑھا کر اپنے انتقام کی آگ کو ٹھنڈا کرلیں اپنے غیض و غضب اور بغض و عداوت کے ارمانوں کو پورا کرلیں تاکہ انکے دل میں کوئی حسرت باقی نہ رہے اور مکافات عمل کا شکار ہوتے وقت وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ "کاش ہم نے یہ بھی حربہ آزمالیا ہوتا یا اگر ہمیں مزید موقع ملتا تو ہم ایسے بھی کردیکھتے۔

پھر.... اس کے بعد خدا کی بے آواز لاٹھی حرکت میں آتی ہے اور ان بطش ربک لشدید۔ کے رنگ اس انداز میں دکھاتی ہے کہ چشم فلک یہ حیرت انگیز نظارے دیکھ کر انگشت بدنداں رہ جاتی ہے کہ انا ربکم الاعلی کے دعوے دار چلا چلا کر پکار رہے ہوتے ہیں امنت برب موسی و ہارون وقت کے ابوجہل حسرت سے کہہ رہے ہوتے ہیں افسوس مجھے بچوں نے مار دیا۔ دیکھو مجھے جو دیدہ عبرت نگاہ ہو۔

ایسا ہی ایک واقعہ 218ھ میں رونما ہوا۔ عباسی خلیفہ مامون الرشید نے سرکاری مولوی عبدالرحمان بن اسحاق اور قاضی احمد بن ابی داؤد کے اکسانے پر اہلسنت والجماعت کے امام احمد بن حنبل" کو ہتھکڑیوں اور بیڑیوں کے زیور پہنا کر بغداد لانے کا حکم دے دیا امام احمد بن حنبل" ابھی راستہ ہی میں تھے کہ خلیفہ مامون الرشید کا انتقال ہوجاتا ہے۔ اس کے بعد اس کا بھائی خلیفہ معتصم زمام اقتدار سنبھالتے ہی اپنے نظریاتی مخالف احمد بن حنبل" کو پیش کرنے کا حکم دیتا ہے جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑیوں سے نکل کر جب یہ علم و عمل کا مہتاب خلیفہ کے دربار میں کھڑے ہو کر کلمہ حق کہتا ہے اور چار دن تک نئے نئے انداز بدل بدل کر آنے والے سرکاری مولویوں کو اپنے دلائل و براہین سے لاجواب کردیتا ہے تو اسے اس فتح عظیم پر مبارک باد ایسے کوڑوں کی مار سے ملتی ہے جو اس کے جسم سے گوشت و خون کے لوتھڑے الگ کردیتے ہیں۔

خلیفہ معتصم کبھی تخت سے اتر کر وارث علوم نبوت کی منت و سماجت اور خوشامد کرکے اسے مجبور کرتا ہے کہ وہ سرکاری موقف یعنی قرآن مخلوق ہے کو تسلیم کرلے اور کبھی طیش میں آکر نحیف و کمزور جسم کے مالک احمد بن حنبل" کے رخساروں پر اس قدر زور سے تماچے مارنے لگتا ہے کہ آپ بے ہوش ہوکر گر جاتے ہیں۔ آخر آپ نے ادھر 28۔ ماہ قید کا عرصہ کاٹا تو ادھر معتصم قید زندگی سے آزاد ہوگیا۔ اس دوران سرکاری معالج نے امام اہل سنت کا علاج کرنا شروع کیا تو اس نے جسم پر لگے کوڑوں کی تعداد ایک ہزار شمار کی۔ (بحوالہ حیوۃ الحیوان جلد اول) معتصم کے بعد اس کا بیٹا ہارون واثق باللہ تخت نشین ہوا تو اس نے حضرت احمد بن نصر خزاعی کو خلق قرآن کا قائل نہ ہونے پر قتل کرادیا اور امام اہل سنت کو نظر بندی کی زندگی گزارنے پر مجبور کردیا یہاں تک کہ واثق باللہ کا بھی انتقال ہوگیا اس کے بعد اس کے جانشین متوکل باللہ نے امام صاحب پر عائد پابندیاں نہ صرف اٹھا دیں بلکہ آپ کی خدمت میں بیش بہا تحائف بھیج کر اپنے آباؤاجداد کے تاریک کردار پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی۔

لیکن آج پوری دنیا میں گھوم کر دیکھ لیا جائے کہ نظریہ امام مظلوم ہی کا زندہ ہے وقت کے آمروں جابروں اور ظالموں کے نظریات اور سرکاری مولویوں کے سرکاری نعرے گردش ایام کی دبیز تہوں میں چھپ چکے ہیں۔

دوسرا واقعہ دسویں صدی ہجری کا ہے جب ابوالفضل اور فیضی جیسے ذہین و متین سرکاری مولویوں نے اکبر بادشاہ جیسے جاہل وان پڑھ شخص کو "دین الٰہی کا پیغمبر بنا کر خود ساختہ شریعت کو نافذ کرنے کے لئے تیار کرلیا۔

اکبر بادشاہ کے لئے سجدہ کرنے کو رعایا پر فرض کردیا اور حقہ کی عام اجازت دے دی۔ ڈاڑھی منڈانا لازم شراب نوشی کی اجازت' غسل جنابت کا خاتمہ' ختنہ کی مخالفت' آفتاب کی پرستش' گائے بھینس اونٹ کا گوشت حرام جواء کے جواز

بقیہ صفحہ 48 نمبر

Scanned with CamScanner

آقائے دوجہاں ﷺ کے حضور نامور ادیبوں کا خراج تحسین

جب حضور ﷺ آئے

جناب محمد متین خالد صاحب لاہور

قیصرو کسریٰ کے خود ساختہ نظاموں میں زلزلہ

انسانیت ایک سرد لاشہ تھی جس میں کہیں روح کی تپش' دل کا سوز اور عشق کی حرارت باقی نہیں تھی۔ انسانیت کی سطح پر خود رو جنگل اگ آیا تھا' ہر طرف جھاڑیاں تھیں۔ جن میں خونخوار درندے اور زہریلے کیڑے تھے یا ہر طرف دلدلیں تھیں' جن میں جسم سے چمٹ جانے والی اور خون چوسنے والی جونکیں تھیں۔ اس جنگل میں ہر طرح کا خوفناک جانور' شکاری پرندہ اور دلدلوں میں ہر قسم کی جونک پائی جاتی تھی لیکن آدم زادوں کی اس بستی میں کوئی آدمی نظر نہیں آتا تھا۔

دفعتا انسانیت کے اس سرد جسم میں گرم خون کی ایک رو دوڑی نبض میں حرکت اور جسم میں جنبش پیدا ہوئی۔ جن پرندوں نے اس کو مردہ سمجھ کر اس کے بے حس جسم کی ساکن سطح پر بسیرا کر رکھا تھا ان کو اپنے گھر ہلتے ہوئے اور اپنے جسم لرزتے ہوئے محسوس ہوئے۔ قدیم سیرت نگار اس کو اپنی خاص زبان میں یوں بیان کرتے ہیں کہ کسریٰ شاہ ایران کے محل کے کنگرے گرے اور آتش فارس ایک دم بجھ گئی۔ زمانہ حال کا مورخ اس کو اس طرح بیان کرے گا کہ انسانیت کی اس اندرونی حرکت سے اس کی بیرونی سطح میں اضطراب پیدا ہوا۔ اس کی ساکن دبے کا ہر حال لوٹتا اور تنکوں کا ہر گھونسلا بکھرتا نظر آیا۔ زمین کی اندرونی حرکت سے اگر سنگین عمارتیں اور آہنی برج خزاں کے پتوں کی طرح جھڑ سکتے ہیں تو پیغمبر ﷺ کی آمد آمد سے کسریٰ و قیصر کے خود ساختہ نظاموں میں تزلزل کیوں نہ ہوگا"۔

عروس کائنات کی مانگ میں موتی بھر گئے

رات لیلۃ القدر بنی ہوئی نکلی اور خیر من الف شھر کی بانسری بجاتی ہوئی ساری دنیا میں پھیل گئی۔ موکلان شب قدر نے تنزل الملئکه والروح فیھا کی شہنائیاں شام سے بجانی شروع کردیں۔ حوریں باذن ربھم کے پروانے ہاتھوں میں لے کر فردوس سے چل کھڑی ہوئیں اور ھی حتی مطلع الفجر کی میعادی اجازت نے فرشتگان مغرب کو دنیا میں آنے کی رخصت دے دی۔ تارے نکلے اور طلوع ماہتاب سے پہلے عروس کائنات کی مانگ میں موتی بھر کر غائب ہوگئے۔ چاند نکلا اور اس نے فضائے عالم کو اپنی نورانی چادر سیمیں سے ڈھک دیا۔ آسمان کی گھومنے والی قوسیں آپ اپنے مرکز پر ٹھہر گئیں۔ بردج نے سیاروں کے پاؤں میں کیلیں ٹھونک دیں۔ ہوا جنبش سے' افلاک گردش سے' زمین چکر سے' دریا بہنے سے' رک گئے اور کارخانہ قدرت کسی مقدس مہمان کا خیر مقدم کرنے کے لیے رات کے بعد اور صبح سے پہلے بالکل خاموش ہوگیا۔ انتظام و اہتمام کی تکان نے چاند کی آنکھوں کو جھپکا دیا' نسیم سحری کی آنکھیں بوجھل خواب سے بند ہونے لگیں۔ پھولوں میں نکہت' کلیوں میں خوشبو' کونپلوں میں بو محو خواب ہوگئی۔ درختوں کے مشام خوشبوئے قدس سے ایسے مہکے کہ پتا پتا مخمور ہو کر سر بسجود ہوگیا۔ ناقوس نے مندروں میں بتوں کے سامنے' سر جھکا دینے کے بہانے آنکھ جھپکائی۔ قطرہ قطرہ ایک منٹ کے لیے جیسے سر بہ زمین ہوگیا۔ اس کے بعد وہ منٹ آگیا' جس کے لیے یہ سب انتظامات تھے۔ فرشتوں کے پرے خوشیوں سے بھرے آسمانوں سے زمین پر اترنے لگے اور دنیا کے جمود میں ایک بیدار انقلاب پوشیدہ طور پر کام کرتا ہوا نظر آنے لگا۔ علم غیب نے منادی کی کہ افضل البشر' خاتم الانبیاء' سراپردہ اے لاحوت سے عالم ناسور میں تشریف لانے والے ہیں رات نے کہا۔ میں نے شام سے ایک سا انتظار کیا ہے اس گوہر رسالت کو میرے دامن میں ڈال دیا جائے دن نے کہا میرا رتبہ رات سے بلند ہے مجھے کیوں محروم رکھا جائے۔ دونوں کی حسرتیں قابل نوازش نظر آئیں کچھ حصہ دن کا لیا اور کچھ رات کا' نور کے تڑکے نور علی نور کی نورانی آوازوں کے ساتھ دست قدرت نے دامن کائنات پر وہ لعل باہار رکھ دیا اس کے سرسری جلوے سے دنیا بھر کے ظلمت کدے منور اور روشن ہو گئے سرزمین حجاج جلوہ حقیقت سے لبریز ہوگئی۔

دنیا جو سرور جمود و کیفیت میں تھی ایک دم متحرک نظر آنے لگی۔ پھولوں نے پہلو کھول دیئے کلیوں نے آنکھیں وا کیں دریا بہنے لگے' ہوائیں چلنے لگیں'

آتش کدوں کی آگ سرد ہو گئی' زم خانوں میں خاک اڑنے لگی' لات و منات جبل و عزات کی توقیر پامال ہو گئی قیصر و کسریٰ کے فلک بوس بروج گر کر پاش پاش ہو گئے' درختوں نے سجدہ شکر سے سر اٹھایا رات کچھ روٹھی ہوئی سی' چاند کچھ سرمایہ ہوا سا' تارے نادم و محجوب سے رخصت ہوئے اور آفتاب شان و فخر کے ساتھ مسرت و مباہات کے اجالے لئے ہوئے کرنوں کے ہار ہاتھ میں' قرص نور تھال میں' ہزاروں ناز و ادا کے ساتھ افق مشرق سے نمایاں ہوا حضرت عبداللہ کے گھر میں آمنہ کی گود میں' عبدالمطلب کے گھرانے ہاشم کے خاندان میں اور مکہ کے ایک مقدس مقام میں' خلاصہ کائنات' مفخر موجودات' محبوب خدا' امام الانبیاء' خاتم النبیین' رحمت اللعالمین' یعنی حضرت محمد احمد مجتبیٰ ﷺ تشریف فرما کے عزو جلال ہوئے سبحان اللہ ربیع الاول کی بارہویں تاریخ کتنی مقدس تھی' جس نے ایسی سعادت پائی اور پیر کا روز کتنا مبارک تھا جس میں حضور نے نزول و اجلال فرمایا۔

فتبارک اللہ احسن الخالقین"

(مولانا ابو الکلام آزاد)

کعبہ نور سے معمور ہو گیا

"آپ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ بنت وہب سے روایت ہے کہ جب آپ حمل میں آئے تو ان کو خواب میں بشارت دی گئی کہ تم اس امت کے سردار کے ساتھ حاملہ ہوئی ہو جب وہ پیدا ہوں تو یوں کہنا اعیذہ بالواحد من شرکل حاسد اور اس کا نام محمد رکھنا

نیز حمل رہنے کے وقت آپ کی والدہ ماجدہ نے ایک نور دیکھا جس سے شہر بصریٰ علاقہ شام کے محل ان کو نظر آئے۔

یا رب صل وسلم دائما ابدا علی حبیبک من زانت بہ العصر

محمد بن سعد نے ایک جماعت سے حدیث بیان کی ہے کہ اس میں سے عطاء اور ابن عباس رضی اللہ عنہما بھی ہیں کہ آمنہ بنت وہب (آپ کی والدہ ماجدہ) کہتی ہیں کہ جب آپ نبی ﷺ میرے بطن سے جدا ہوئے تو آپ کے ساتھ ایک نور نکلا جس کے سبب مشرق و مغرب کے درمیان سب روشن ہو گیا۔ پھر آپ زمین پر آئے اور دونوں ہاتھوں پر سہارا دیئے ہوئے تھے۔ پھر آپ نے خاک کی ایک مٹھی بھری اور آسمان کی طرف سر اٹھا کر دیکھا۔

اسی نور کا ذکر ایک دوسری حدیث میں اس طرح ہے کہ اس نور سے آپ کی والدہ نے شام کے محل دیکھے۔ حضور ﷺ نے اسی واقعہ کی نسبت خود ارشاد فرمایا ہے " ورؤیا امی التی رات" اور اسی میں یہ بھی آپ کا ارشاد ہے وکذالک امہات الانبیاء یرین" یعنی انبیاء علیہم السلام کی مائیں ایسا ہی نور دیکھا کرتی تھیں۔

عثمان بن ابی العاص اپنی والدہ ام عثمان ثقفیہ سے جس کا نام فاطمہ بنت عبداللہ ہے' کہتی ہیں کہ جب آپ کی ولادت شریفہ کا وقت آیا تو آپ کے تولد کے وقت میں نے خانہ کعبہ کو دیکھا کہ نور سے معمور ہو گیا اور ستاروں کو دیکھا کہ زمین سے اس قدر نزدیک آ گئے کہ مجھ کو گمان ہوا کہ مجھ پر پڑیں گے۔

ابو نعیم نے عبدالرحمن بن عوف ؓ سے روایت کیا ہے اور وہ اپنی والدہ شفا سے نقل کرتے ہیں' وہ کہتی ہیں کہ جب حضرت آمنہ سے آپ ﷺ پیدا ہوئے تو میرے ہاتھوں میں آئے اور (موافق بچوں کے) آپ کی آواز نکلی تو میں نے ایک کہنے والے کو سنا کہ کہتا ہے رحمک اللہ (یعنی اے محمد ﷺ آپ پر اللہ کی رحمت ہو) شفا کہتی ہیں کہ تمام مشرق و مغرب کے درمیان روشنی ہو گئی۔ یہاں تک کہ میں نے روم کے بعضے محل دیکھے پھر میں نے آپ کو دودھ دیا (یعنی اپنا نہیں بلکہ آپ کی والدہ کا کیونکہ شفا کو کسی نے مرضعات میں ذکر نہیں کیا) اور لٹا دیا تھوڑی دیر بھی نہ گزری تھی کہ مجھ پر ایک تاریکی رعب اور زلزلہ چھا گیا اور آپ میری نظروں سے غائب ہو گئے۔ سو میں نے ایک کہنے والے کی آواز سنی کہ کہتا ہے کہ ان کو کہاں لے گئے تھے' جواب دینے والے نے کہا کہ مشرق کی طرف' وہ کہتی ہیں کہ اس واقعہ کی عظمت برابر میرے دل میں رہی' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا۔ پس اول اسلام لانے والوں میں ہوئی۔

اور من جملہ آپ کے عجائبات ولادت کے یہ واقعات روایت کئے گئے ہیں۔ کسریٰ کے محل میں زلزلہ پڑ جانا اور اس سے چودہ کنگروں کا گر جانا اور بحیرہ طبریہ کا دفعتہ خشک ہو جانا اور فارس کے آتش کدہ کا بجھ جانا جو ایک ہزار سال سے برابر روشن تھا کہ کبھی نہ بجھا تھا۔

بیہقی اور ابو نعیم نے حضرت حسان بن ثابت ؓ سے نقل کیا ہے کہ میں سات آٹھ برس کا تھا اور دیکھی سنی بات کو سمجھتا تھا۔ ایک دن صبح کے وقت ایک یہودی نے یکایک چلانا شروع کیا کہ اے جماعت یہود! سنو میری بات سب جمع ہو گئے اور میں سن رہا تھا۔ کہنے لگے تجھ کو کیا ہوا۔ کہنے لگا کہ محمد (ﷺ) کا وہ ستارہ آج شب طلوع ہو گا جس کی ساعت میں آپ پیدا ہونے والے تھے۔ سیرۃ ابن ہشام میں یہ بھی ہے کہ محمد بن اسحاق صاحب اکسیر کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن عبدالرحمن بن حسان بن ثابت سے پوچھا کہ جب حضور ﷺ مدینہ طیبہ میں تشریف لائے تو حسان بن ثابت کی عمر کیا تھی' انہوں نے کہا کہ ساٹھ سال کی اور حضور اکرم ﷺ ترپن سال کی عمر میں تشریف لائے ہیں تو اسی حساب سے حسان بن ثابت ؓ حضور ﷺ سے سات سال عمر میں زیادہ ہوئے تو انہوں نے یہ مقولہ یہودی کا سات سال کی عمر میں سنا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک یہودی مکہ میں آ رہا تھا۔ سو جس شب حضور ﷺ پیدا ہوئے اس نے کہا اے گروہ قریش کیا تم میں آج کی شب کوئی بچہ پیدا ہوا ہے۔ انہوں نے کہا ہم کو معلوم نہیں۔ کہنے لگا کہ تم میں آج کی شب اس امت کا نبی پیدا ہوا ہے۔ اس کے دونوں شانوں کے درمیان میں ایک نشانی ہے (جس کا لقب مہر نبوت ہے) چنانچہ قریش نے اس کے پاس جا کر تحقیق کی تو خبر ملی کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے گھر ایک لڑکا پیدا ہوا ہے۔ وہ یہودی آپ کی والدہ کے پاس آیا انہوں نے آپ کو ان لوگوں کے سامنے کر دیا جب اس یہودی نے وہ نشانی دیکھی تو بے ہوش ہو کر گر پڑا اور کہنے لگا کہ بنی اسرائیل سے نبوت رخصت ہوئی۔ اے گروہ قریش سن رکھو واللہ یہ تم پر ایسا غلبہ حاصل کریں گے کہ مشرق اور مغرب سے

Scanned with CamScanner

اس کی خبر شائع ہوگی۔"

(مولانا اشرف علی تھانوی)

دعائے خلیل اور نوید مسیحا

"وجدان نے چودہ سو سال کی الٹی زقند لگا کر واقعات کو تخیل کی نظر سے دیکھا۔ دنیا بد اعمالوں سے ظلمت کدہ بنی ہوئی تھی۔ کفر کی کالی گھٹا ہر طرف تلی کھڑی ہوئی تھر تھر کانپ رہی تھی کہ کہیں روشنی کی کرن پھوٹنے اور اس کی حالت میں ادھر ادھر دیکھ رہی تھی کہ کہیں روشنی کی کرن پھوٹنے اور اسے سلامتی کی راہ مل جائے وہ کفر کے اندھیرے میں ڈرتے ڈرتے قدم اٹھا رہی تھی۔ دیکھو وہ چند قدم چل کر رک گئی۔ سر راہ دو زانو ہو کر عالم یاس میں سینے پر ہاتھ باندھے 'گردن جھکائے' معروف دعا ہوگئی اور نہایت عجز و الحاح سے بولی' اے نور و ظلمت کے پروردگار! میں غریب اس پر ہول اندھیرے میں کب تک بھٹکتی پھروں۔ اے آقا! اپنے کرم سے اس نور کا ظہور کر جو ظلمت کدہ دہر کو منور کر دے۔ وہ نور پیدا کر جو بے بصر کو طاقت دید بخشے۔ اس نے آمین آمین کہہ کر سر جھکایا۔ یک بیک اس کے دل میں خوشی کی لہر اٹھی اور اس کے رخسار نو شگفتہ گلاب کی پنکھڑیوں کی طرح شاداب نظر آنے لگے کیونکہ اسے قبولیت دعا کا القاء ہو رہا تھا۔ پھر اس نے آہستہ آہستہ ستاروں سے زیادہ روشن آنکھیں اٹھائیں' کفر کی گھٹائیں چھٹ رہی تھیں۔ افق مشرق پر محبت کی کہانی سے زیادہ دلکش پو پھٹ رہی تھی۔ آفتاب ہدایت کے طلوع کی تیاریاں ہو رہی تھیں!

20 اپریل 671ھ بمطابق 9 ربیع الاول دو شنبہ کی مبارک صبح کو قدسی آسمان پر جگہ جگہ سرگوشیوں میں معروف تھے کہ آج دعائے خلیل اور نوید مسیحا مجسم بن کر دنیا میں ظاہر ہوگی۔ حوریں جنت میں تزئین حسن کیے بیٹھی تھیں کہ آج صبح کائنات کا غازہ نمودار ہوگا۔ جس کے عالم وجود میں آتے ہی شرک اور کفر کی ظلمت کافور ہو جائے گی۔ لوگ اپنے پروردگار کو جاننے لگیں گے' نسل اور خون کے امتیاز کی لعنت مٹ جائے گی۔ غلام اور آقا ایک ہو جائیں گے' شبنم نے عالم ملکوت کی ان باتوں کو سنا اور یہ پیام مسرت کرہ ارض کے کانوں تک پہنچا دیا۔ وہ خوشی سے کھل گئے' کلیاں مسکرانے لگیں۔ دن کے دس بجے بی بی آمنہ کے بطن سے وہ لعل جہاں تاب پیدا ہوا' جس کے لیے قعر مزلت میں گری ہوئی انسانیت کو اٹھانا' غریب اور غلام کو بڑھانا عورت کو مرد کے برابر کر دکھانا' ازل سے مقدر ہو چکا تھا۔

وہ نو مولود زچہ خانہ میں مسکرایا۔ اس کائنات ارضی کا ذرہ ذرہ کیا' فضائے ملکوت میں بھی مسرت کی لہر دوڑ گئی کیونکہ دنیا کو سچی خوشی کا سبق اس سے ملنے والا تھا۔ کفر سجدہ میں گر گیا' ادیان باطلہ کی نبضیں چھوٹ گئیں۔ عبداللہ کا بیٹا' آمنہ کا جایا دنیا میں جلوہ گر ہوا۔ دنیا پر مستقل ترقی کے دروازے کھل گئے۔ کائنات کی خوابیدہ قوتیں بیدار ہو کر معروف عمل ہوگئیں۔ انسانیت کی تعمیر اخوت و مساوات کی خوشگوار بنیادوں پر شروع ہوئی۔ متلاشیان حق کو ایسا عرفان الٰہی عطا ہوا کہ ماسوا اللہ کا خوف خود بخود دلوں سے جاتا رہا۔

عبدالمطلب کو جب معلوم ہوا کہ عمل و اخلاق کی حد کمال نے انسانی طریقہ اختیار کر لیا ہے تو دل نے دعاؤں کی پرورش کی۔ اس خیال سے کہ یہ مولود انسان کا ممدوح ہے' اس کا نام محمد ﷺ رکھا۔ انسانیت کے اس کمال کا عالم وجود میں آنا انسانوں کے لیے کس قدر باعث برکت ہوا' اس کا حال دنیا میں پھیلی ہوئی روشنی علم اور ترقی تہذیب سے پوچھو۔ مسلمان اس دن کو یاد کر کے جتنا مسرور ہو کم ہے کیونکہ حضرت محمد ﷺ کی تعلیم نے دنیا کو مسرتوں سے بھر دیا لیکن نعتیں سن کر رات آنکھوں میں کاٹ لی لیکن جب عین فجر کا وقت ہوا تو سو گئے۔

ہمارے ملک میں میلاد کی محفلوں پر اربوں روپے صرف ہوئے' مگر مسلمانوں کے پاس اپنی اور انسانیت کی تعمیر کے لیے پائی تک نہیں۔ کاش! مسلمان اس دن اپنے چندوں سے تربیت اطفال کے لیے مرکز قائم کریں تاکہ اولوالعزم بچے پیدا ہوں' جو تعلیم اسلام کو عام کریں اور دنیا سے اپنا لوہا منوائیں۔ دنیا کے سب سے بڑے خادم کی یاد تعمیری کام سے منانی چاہیے' صرف نعتیں پڑھ دینے سے حضرت محمد ﷺ کے مشن کو تقویت نہیں پہنچ سکتی۔ باتوں سے نہیں' عمل سے اسلام کا بول بالا کرو۔ مخلوق کی خدمت کے لیے مواقع تلاش کرو"۔

(چوہدری افضل حق)

آفتاب ہدایت نمودار ہوا

"خدایا' وہ صبح کیسی سعادت افروز تھی' جس نے کائنات ارضی کو رشد و ہدایت کے طلوع کا مژدہ جاں فزا سنایا۔ وہ ساعت کیسی محمود تھی جو معمور عالم کے لیے پیغام بشارت بنی۔ عالم کا ذرہ ذرہ زبان حال سے نغمے گا رہا تھا کہ وقت آ پہنچا کہ اب دنیائے ہست و بود کی شقاوت دور اور سعادت مجسم سے عالم معمور ہو۔ ظلمت شرک و کفر کا پردہ چاک اور آفتاب ہدایت' برج سعادت سے نمودار ہوا اور چار جانب چھائی ہوئی شرک و جہالت اور رسم و رواج کی تاریکیوں کو فنا کر کے عالم و بود کو علم و یقین کی روشنی سے منور کر دیا"۔

(مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی)

ظلمت چھٹ گئی

"وہ برق تجلی جو صبح آفرینش کو ازل کے افق پر جھلملاتی اور جگمگاتی ہوئی نظر آئی تھی' سینا کے ذرے ذرے کو اپنی محشر خیز تڑپ سے بے قرار کر چکی تھی۔ اس کا مشعلہ جمال' شعیر کی فضا میں خاموشی سے چمک چمک کر' ارض بنی اسرائیل کے پردہ ظلمت پر اپنے منور نقوش چھوڑتا گیا تھا۔ اور اب وقت آ پہنچا تھا کہ اس کی گیتی فروز لمعانیاں ابر غلیظ کے اس سیاہ سائبان کو جو فاران کی چوٹیوں پر چھایا ہوا تھا' تار تار کر کے ایک نامتناہی چشمہ نور کی طرح صفحہ آفاق پر بہہ نکلیں۔

کیا عظیم الشان معجزہ ہے کہ اونٹوں کے وہ حدی خواں' جن کے جمود کا طلسم صدہا برس سے نہ ٹوٹا تھا' یک بیک آتش بجاں ہو کر اٹھے اور دنیا و دین اور حکمت و اخلاق کے ہر شعبے میں زمانے کو درس دینے لگے۔ جاہلیت کے وہی فرزند جو شاید کشت و خون اور جدال و قتال کے ہنگاموں میں اپنی عمریں کھو دیتے' ابوبکرؓ و عمرؓ اور عثمانؓ و علیؓ بن گئے اور آج لاکھوں اور کروڑوں دل ان کی

Scanned with CamScanner

عقیدت اور محبت سے لبریز ہیں - ایک نہایت ہی قلیل مدت کے اندر عرب کا نقشہ بدل گیا- گنگا کی روانی اب وہی ترانہ سنا رہی تھی جس سے مست ہو کر بحر اوقیانوس کی موجیں ساحل ہسپانیہ پر اپنا سر پٹخ پٹخ دیتی تھیں- ارض بطحا کے خشک اور بے برگ صحرا میں برق تجلی گری اور خس وخاشاک کو بھی منور کر گئی ' جس کے نورانی جلوے دہلی سے لے کر غرناطہ تک قدم قدم پر جھلکنے لگے- غزالی اور ابو حنیفہ جیسے ' فارابی ابن سینا اور ابن رشد ' عالمگیر ' الپ ارسلان اور عمر ابن عبدالعزیز جیسے بیسیوں پرستار حق کے نام حیات جاوداں کے آسمان پر درخشاں ستاروں کی طرح چمک رہے ہیں- یہ سب کچھ آفتاب کے پر تو تھے؟ کون کہتا تھا جس نے دنیا کو تاریکی سے نکال کر روشنی کا ' ظلمت سے نجات دے کر نور کا راستہ دکھایا؟ جاؤ حجاز کے بیابان میں پکار پکار کر یہ سوال دہراؤ ' اور پھر دہراؤ ' شاید فاران کی گھاٹیوں میں گونج پیدا ہو "محمدا"

یا ایھاالذین آمنو ا صلوا علیه وسلموا تسلیما

(پروفیسر حمید احمد خان)

خواب کو تعبیر مل گئی

"١١ ربیع الاول کو صرف ظہور قدسی نہیں ہوا بلکہ عالم نو طلوع ہوا- اس تاریخ کو حضور ﷺ نے جہان فانی میں قدم رکھا اور تاریخ عالم نے نئے سفر کا آغاز کیا- اس روز ایک ماں نے سعادت مند بیٹے ہی کو جنم نہیں دیا بلکہ مادر گیتی نے ایک انقلاب کو جنم دیا- اس دن محض آمنہ کا گھر منور نہیں ہوا بلکہ تیرہ و تار خاکدان ہستی روشن ہوا' جس کے قدم رنجہ فرمانے سے زندگی پر شباب آ گیا اور صدیوں سے دیکھے جانے والے خواب کو تعبیر مل گئی- اس کی تاب روسے شش جہت کائنات کو روشنی ملی اور اس کے حلقہ نو میں حیات منتشر کو آسودگی نصیب ہوئی-

آپ کی تشریف آوری سے دنیا کو شرف انسانی کا حقیقی اندازہ ہوا' ورنہ اس سے پہلے حضرت انسان کو دوسری ہر چیز کی عظمت و سطوت کا احساس تھا لیکن وہ اپنی حرمت اور اپنے مقام سے بے خبر تھا اسی بے خبری کے نتیجے میں وہ سورج چاند اور ستاروں کی چمک سے مرعوب ہو کر انہیں معبود بنائے ہوئے تھا پہاڑوں کی بلندی غاروں کی گہرائی سے متاثر ہو کر انہیں خدا کا درجہ دیئے ہوئے تھا راجوں' مہا راجوں نوابوں سرداروں شاہوں رہبانوں' کی جلالت وحشمت سے مسحور ہو کر انہیں خدا کا اوطار مانے ہوئے تھا انسان اتنا دبا ہوا تھا کہ ہر ابھرتی چیز کے سامنے جھک جاتا تھا- اتنا ڈرا ہوا تھا کہ ہر ڈراونی شے کی بندگی پر آمادہ ہو جاتا تھا اتنا سہما ہوا تھا ہر ایک زور اس پر چلتا تھا اتنا سمٹا ہوا تھا کہ اسے اپنی وسعت کا ادراک نہ ہو سکا اتنا مبہوت تھا کہ جن بھوت اس کے سجدوں کے حق دار قرار پائے اتنا گھٹا ہوا تھا کہ اس بیکراں کائنات میں سانس لیتے ڈرتا تھا اتنا جکڑا ہوا تھا کہ نئی زنجیر کو اپنے لئے تقدیر سمجھتا تھا-

حضور ﷺ نے آکر اسے بتایا کہ تیری حرمت کعبے سے افضل ہے تیری ذات راز الٰہی ہے تیری تخلیق صرف "کن سے نہیں خاص وسعت قدرت سے ہوئی تو امانت الٰہی کا حامل ہے تجھے ارادہ واختیار کا وصف عطا کیا گیا ہے تو اپنے ذرہ ہستی میں صحرا ہے اور قطرہ وجود میں قلزم ہے حضور ﷺ کی اس تعلیم اور خود آگہی کے اس درس کا یہ نتیجہ نکلا کہ وہ انسان جو مٹی کے مادھو (بت) کے سامنے سمٹا ہوا ہوتا تھا آج اس کی ہیبت سے پہاڑ سمٹ کر رائی بنے ہوئے ہیں جو انسان مورتیوں بھوت پریتوں اور وہموں کے خوف سے نیم جان تھا اب صحرا و دریا اس کی ٹھوکر سے دو نیم ہوئے جا رہے ہیں جو انسان دیوتا کے سامنے ہاتھ جوڑے رہتا تھا آج وہ "یزداں بکمند آور" کا نعرہ مستانہ لگاتا نظر آتا ہے سچی بات یہ ہے کہ کائنات کا اعتبار اور انسانیت کا وقار یہ سب کچھ صاحب لولاک ﷺ کے دم قدم سے ہے

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو
یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو خم بھی نہ ہو
بزم توحید بھی دنیا میں نہ ہو تم بھی نہ ہو
خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے
نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

آپ کی ولادت با سعادت اور بعثت باکرامت سے پہلے' یہی معمورہ ہستی جہان کا منظر پیش کر رہا تھا- یونان اپنی عظیم الشان تہذیب کے کھنڈر پر یکہ و تنہا کھڑا آنسو بہا رہا تھا اور اہل یونان اس کھنڈر تلے دبے ہوئے کراہ رہے تھے- یونانی حکماء نے اپنے فلسفہ کے زور پر ہر مسئلہ حل کرنا چاہا- اس دور کا یونان فلسفیوں سے بھرا پڑا تھا- یہ ارشمیدس' یہ اقلیدس' یہ طیلموس' یہ سقراط اور بقراط' یہ ارسطو اور افلاطون --- جس طرف نگاہ اٹھتی' فلسفیوں کی قطار بندھی نظر آتی مگر بات پھر وہی ہے جو حکیم الامت علامہ اقبال نے کہی ہے-

اپنی حکمت کے خم و پیچ میں الجھا ہوا
آج تک فیصلہ نفع و ضرر کر نہ سکا

یونان کی چمکتی دمکتی اکیڈمیوں نے اندھیرا اور گہرا کر دیا- یہ دنیا منور ہوئی تو غار حرا کے گوشے سے طلوع ہونے والے آفتاب نبوت سے ہوئی-

روما الکبریٰ کے قیصر اور فارس کے کسریٰ بھی انسانیت کی پیٹھ پر بوجھ ہی رہے- اگر کسی نے آکر انسان کو سبکدوش کیا تو آغوش آمنہ کے پروردہ نے کیا- یہ فغفور و خاقان انسانیت کے لیے ناداں ثابت ہوئے- دنیا کو امان ملی تو پیغمبر کے گوشہ داماں میں نصیب ہوئی- شاہی قبا و عبا' انسانی آبادی کے لیے وبا نکلی- وہ کالی کملی تھی' جو گرفتاران بلا کے لیے نسخہ شفا بنی- بادشاہوں کی وسیع سلطنتیں اپنے باشندوں کے لیے سخت اور تنگ شکنجے تھے جب کہ یتیم مکہ کی چھوٹی سی کوٹھڑی دنیا بھر کے مظلوموں کے لیے اپنے اندر افلاکی وسعتیں رکھتی تھی- حبش سے آنے والے' روم سے آنے والے' فارس سے آنے والے اور نجد سے آنے والے آتے گئے اور سماتے گئے- ارقم کے چھوٹے سے کمرے میں بحر و بر سمٹ گئے-

آج ہر آن پھیلتی ہوئی کائنات میں پھر سے تنگی کا احساس ہونے لگا ہے- سائنس کی بے کرانی میں دم گھٹنے لگا ہے- سیلائٹ' مریخ و مشتری کو گرفتار کرنے کے مشن پر ہیں مگر بد قسمت انسان ہوائے نفس کا اسیر ہو رہا ہے- نیو ورلڈ آرڈر کے پردے میں قبائے انسانی چاک ہوتی نظر آ رہی ہے-

Scanned with CamScanner

"انٹرنیشنل ویلیوز" کے چکر میں انسان اپنی رہی سہی قدر کھو رہا ہے۔ مولانا رضا خان بریلوی نے بڑی خوبصورت بات کی ہے۔

ٹھوکریں کھاتے پھرو گے' ان کے در پہ پڑ رہو
قافلہ تو اے رضا اول گیا' آخر گیا

واقعہ یہ ہے کہ آج کا "بو علی" غبار ناقہ میں گم ہو کر رہ گیا ہے۔ کوئی "مجنوں" ڈھونڈا جائے "محمل لیلیٰ" کو پا سکے۔ یہ مجنوں یورپ کی دانش گاہوں میں نہیں ملے گے۔ غبارہ حجاز کو آنکھوں کا سرمہ بنا کر دیکھا جائے تو شاید کہیں مجنوں نظر آ جائیں۔ وہ کون سا نظام ہے جو دنیا آزما کر نہیں دیکھا مگر حاصل کیا ہے؟ انسانیت کی بے قدری' ایک دوسرے سے بے گانگی' تری' خشکی اور محض برہمی' انسانی دنیا اگر فی الواقع خلوص دل سے چاہتی ہے کہ وہ مزید ٹھوکروں سے بچ جائے تو اس کا واحد حل یہی ہے کہ وہ اپنا بستر اس گلی میں لگا دے' جس کوچے کا ہر گدا' شکوہ قیصری رکھتا ہے۔ اس گلی کے پھیرے لگانے والے اپنے سر میں سکندری کا سودا سمائے رکھتے ہیں۔ یہ بند اور اندھی گلی نہیں' اس کا ایک سرا دنیا اور دوسرا عقبیٰ ہے۔ دربار شہی میں وہ عزت نہیں ملتی' جس قدر اس گلی میں عزت نفس کا احساس نصیب ہوتا ہے کیونکہ حضور انسانیت کی آبرو بڑھانے تشریف لائے تھے۔ جو آبرو حضرت انسان کو ملی' وہ بھی ان کے کرم سے ملی اور جو آبرو آج بھی ملے گی۔ غالب نے تو کہا تھا"

جس کو ہو جان و دل عزیز اس کی گلی میں جائے کیوں"

یہ تو غالب کے عشرہ طراز معشوق کا شیوہ تھا مگر محبوب خدا کا عالم تو یہ ہے کہ

"جس کو ہو جان و دل عزیز۔۔۔ اس گلی سے جائے کیوں"

"میں اور "سے" کے فرق کو اہل نظر خوب جانتے ہیں"۔

(خورشید احمد گیلانی)

گلشن' خوشبو سے مہک اٹھا

بہار کا موسم ہے' نہ سردی کی شدت' نہ گرمی کی تیزی۔ خشک زمین کو باران رحمت نے سیراب کر دیا ہے' بلبل چہچہا رہی ہے' غنچے مسکرا رہے ہیں کلیاں چٹک چٹک کر "یا مصور" کہہ رہی ہیں' پھول مہک مہک کر دماغ کو معطر کر رہے ہیں' چمن میں کیوڑہ اور گلاب کا چھڑکاؤ ہو رہا ہے۔ قبل اس کے کہ سحر ہو' شبنم نے پھولوں کی پنکھڑیوں پر ننھے ننھے خوبصورت موتی جڑ دیے ہیں' سارا گلشن خوشبو سے مہک رہا ہے ڈالیاں وجد کر رہی ہیں' رات کی سیاہی دور چلی' مغرب کا شاہسوار روشنی کی فوجیں ساتھ لے کر آنے والا ہے' ٹھنڈی نسیم چل رہی ہے' ہلکی ہلکی پھوار پڑ رہی ہے' صحرا سے' آسمان سے' بلبل کے چہچہانے سے' غنچوں کے مسکرانے سے غرض ہر طرف سے یہ صدا آ رہی ہے کہ آج نبی ﷺ آخر الزمان کا ظہور ہونے والا ہے"

(درد کوکوروی)

ظہور قدسی

چمنستان دہر میں بارہا روح پرور بہاریں آ چکی ہیں' چرخ نادرہ کار نے کبھی کبھی بزم عالم اس سرو سامان سے سجائی کہ نگاہیں خیرہ ہو کر رہ گئیں لیکن آج کی تاریخ وہ تاریخ ہے جس کے انتظار میں پیر کہن سال دہر نے کروڑوں برس صرف کر دیے۔ سیارگان فلک اسی دن کے شوق میں ازل سے چشم براہ تھے' چرخ کہن مدت ہائے دراز سے اسی صبح جان نواز کے لیے لیل و نہار کی کروٹیں بدل رہا تھا۔ کارکنان قضا و قدر کی بزم آرائیاں' عناصر کی جدت طرازیاں' ماہ و خورشید کی فروغ انگیزیاں' ابر و باد کی' تر دستیاں' عالم قدس کے انفاس پاک' توحید ابراہیم" جمال یوسف" معجز طرازی موسیٰ' جان نوازی مسیح سب اسی لیے تھی کہ یہ متاع ہائے گراں اور شاہنشاہ کونین ﷺ کے دربار میں کام آئیں گے۔

آج کی صبح وہی صبح جان نواز' وہی ساعت ہمایوں' وہی دور فرخ فال ہے۔ ارباب سیر اپنے محدود پیرایہ بیان میں لکھتے ہیں کہ آج کی رات ایوان کسریٰ کے 14 کنگرے گر گئے' آتش کدہ فارس بجھ گیا' دریائے ساوہ خشک ہو گیا لیکن سچ یہ ہے کہ ایوان کسریٰ نہیں' بلکہ شان عجم' شوکت روم' اوج چین کے قصرہائے فلک بوس گر پڑے۔ صنم خانوں میں خاک اڑنے لگی' بتکدے خاک میں مل گئے' شیرازہ مجوسیت بکھر گیا' نصرانیت کے اوراق خزاں دیدہ ایک ایک کر کے جھڑ گئے۔

توحید کا غلبہ اٹھا' چمنستان سعادت میں بہار آ گئی۔ آفتاب ہدایت کی شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں' عبداللہ کا جگر گوشہ آمنہ' شاہ حرم' حکمران عرب' فرمانروائے عالم' شہنشاہ کونین۔

شمسہ نہ مسند ہفت اختران
ختم رسل خاتم پیغمبران
امی و گویا بہ زبان فصیح
از الف آدم و میم مسیح
رسم ترنج است کہ در روزگار
پیش دہد میوہ پس آرد بہار

عالم قدس سے عالم امکان میں تشریف فرمائی' عزت و اجلال ہوا۔ اللھم صل علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم"

(شبلی نعمانی)

چمن انسانیت میں بہار

ربیع الاول وہ ماہ مبارک ہے جس کی ہر ساعت آنکھ کو ٹھنڈک اور ہر لمحہ دل کو سکون کی لازوال دولت عطا کرتا ہے۔ ہلال کے نمودار ہوتے ہی یوں محسوس ہونے لگتا ہے جیسے قدرت نے عرصہ گیتی پر تسکین پرور روشنی بکھیر دی ہے۔ ظلمتوں کے دبیز پردے چاک ہو رہے ہیں اور انوار تجلیات کی پیہم بارشیں ہو رہی ہیں۔ عالم قدس کی لطافتوں نے فضاؤں میں کیف بھر دیئے ہیں اور جنت النعیم کے دریچوں سے بھینی بھینی ٹھنڈی ٹھنڈی مشک بیز ہوائیں آ کر مشام جاں کو معطر کر رہی ہیں۔ اضطراب کی گھٹائیں چھٹ رہی ہیں اور رحمت و مرحمت کے بادل چھا رہے ہیں۔ چمن دہر ہی نہیں' چمن انسانیت میں بھی بہار آ رہی ہے۔ صحن گلستان کے غنچے ہی نہیں' دلوں کی لب بستہ کلیاں بھی تبسم آرا ہو رہی ہیں۔ لالہ و گل ہی نہیں حیات کے مرجھائے ہوئے چہرے پر بھی نکھار آ رہا ہے۔

12 ربیع الاول یہ فضائل و برکات سے بھرپور مطاہر دن ہے جس کی آمد ہمیں تقریباً ڈیڑھ ہزار سال قبل ماضی میں لے جاتی ہے۔ جب

Scanned with CamScanner

جب اللہ کا محبوب خدا احمد مجتبیٰ ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی۔ یہ وہ وقت تھا جب پوری کائنات پر جہالت کے بادل منڈلا رہے تھے۔ عقل و دانش ان کے نصیب میں نہ تھی۔ حسن اخلاق اٹھ چکا تھا اور عیاری و مکاری ان کا شعار بن چکی تھی۔ شرم و حیا کا جذبہ ختم ہو چکا تھا۔ خانہ خدا بت خانے میں تبدیل ہو چکا تھا۔ لوگ خدا فراموش ہی نہیں خود فراموش بھی ہو چکے تھے۔ انہیں جو ملتا بت بنا لیتے۔ بتوں سے لے کر سورج تک کی وہ عبادت کرتے تھے۔ سب ادارے زیر تسلط تھے۔ خانہ خدا کا برہنہ طواف کرتے اس کی توقیر کی بجائے تحقیر کی جاتی تھی۔ قتل و غارت گری کا بازار گرم رہتا۔ لڑکیوں کو زندہ دفن کر دیا جاتا۔ انسانیت نام کی کوئی شے اس قوم میں باقی نہ رہی تھی۔ ایسے میں بہار رحمت خداوندی جوش میں آگئی اور ریگستان عرب میں ایسا گل لالہ کھلا جس کی خوشبو سے نہ صرف اہل عرب بلکہ پوری کائنات معطر ہوئی۔ ایسا چشمہ نور پھوٹا جس کی روانیت نے پورے عالم سے ظلم و جہالت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں کو مٹا دیا اور دنیا کو گہوارہ نور کر دیا۔

محبوب خدا ﷺ کی ولادت باسعادت سے زمانے کی تقدیر بدل گئی۔ ظلمت کی تاریکی میں غرق لوگ روشنیوں کے متلاشی بن گئے۔ عیاری و مکاری کو چھوڑ کر ایمان کے طالب بن گئے۔ شرم و حیا ان کا زیور بن گیا۔ انہوں نے زمانے میں اپنی فصاحت و بلاغت اور دانش و حکمت کا سکہ منوایا۔ الغرض اس فصل بہار میں اہل عرب کی تقدیر بدلی۔ خاتون نے ایک ستارے کی شکل اختیار کر کے اقدار و حکمت کی مثال پیدا کر دی۔ ماں نے آپ کا نام احمد ﷺ اور دادا عبدالمطلب نے محمد ﷺ رکھا۔

باعث تخلیق کائنات

"سلام پہنچے امت کے اس گل [illegible] جس نے ہمیں اپنی رحمت سے عالمین میں پناہ دی۔ جس نے بادہ نوشوں کو ہوشمندی کی فاقہ کشی عطا کی۔ جس نے بھولوں کو راہ راست دکھائی۔ جس سے آفتاب و ماہتاب کی ضو مستعار ہے۔ جس ایمان کی لازوال دولت سے مالا مال کیا۔ جس پر قرآن کریم جیسی لازوال کتاب نازل ہوئی۔ جو مسکرایا تو چمنستان کونین کے پھولوں نے ہنسنا سیکھا۔ جو اٹھا تو پہاڑوں نے سربلندی پائی۔ جس کے خرام ناز سے صبا نے چلنا سیکھا۔ جس نے کائنات کو نورانی کیا۔ جو نور میں سب سے پہلے اور ظہور میں سب سے آخر تھا۔۔۔ جس کی توانائیوں نے ہمیں کائنات کی تسخیر پر قادر کیا۔ جس نے عرب کے بدوؤں اور حجاز کے ساربانوں کو شہنشاہوں کے گریبانوں سے کھیلنا سکھایا۔ جس نے عرب و عجم کی تیرگی مٹا ڈالی۔ جس نے انسانوں پر انسانوں کی فوقیت کو ختم کیا اور تقویٰ، دیانت، فراست کو انسانی شرف کی دلیل ٹھہرایا۔۔۔!

سلام پہنچے۔۔۔ اس محسن کائنات کو، جو کائنات کی تخلیق کا باعث ہے، جس کا عشق ہمارا قبلہ مراد اور کعبہ ذوق ہے۔ جو تمام نبیوں میں آخری نبی ہے، جس کی ختم المرسلینی پر ساڑھے تیرہ سو سال میں کئی رہزنوں نے دست درازی کرنا چاہی لیکن وقت کی غیرت نے انہیں نقش آب کی طرح محو کر دیا۔ جو بظاہر گنبد خضریٰ میں سو رہا ہے لیکن جس کی چشم یکساں ارض و سما کی وسعتوں اور پہنائیوں سے باخبر ہے۔۔۔ ہم حقیروں میں اتنی ہمت کہاں کہ حضور ﷺ کی ثناء کر سکیں۔ یہاں قلم عاجز اور زبانیں گنگ ہو جاتی ہیں۔

(آغا شورش کاشمیری)

تاریخ ہستی کا اہم ترین دن

"جو اجالا اجالے کے لیے آیا جو نور الٰہی چاند چاندنی کے لیے ظہور پذیر ہوا، جس کا وارث آب حسن و قدرت لا سکے، جس مرکز تجلیات کو سراج منیر کا لقب ملا، یہ سراج جو سورج ساری سے ممتاز ہے جب آسمانی سورج غروب ہوتا ہے تو اس سورج کا طلوع ہوتا ہے جہاں مکانات کی دیواروں کے حجاب اور ستر پردوں میں آسمانی روشنی پہنچنے سے قاصر ہے، وہاں اس دن رات کے سورج کی جامعہ کی کرنیں پہنچ چکی ہیں، آنحضرت کے عشق میں ڈوب کر لکھنے والے نے کیا خوب کہا۔

جس کی دانائی، عقل و فہم اور منفرد عالی کردار پر قرآن شاہد عدل ہے انجیل و توریت نے جس کے تقدس میں نعوت کے نغمے گائے ہیں۔ جس کی صداقت و عظمت کی گواہی شجر و حجر دیتے ہیں جس کے دشمن اعداء اوس کے وجود عظمت و رفعت کے معترف رہے جس کی تکذیب کرنے والے آخر تصدیق پر۔۔۔ مجبور ہو گئے جس کو سب و شتم کرنے والے رطب اللسان ہے جس نے مہد سے لحد تک انسانیت کی رہنمائی کی۔ جب اس کی سطوت کا پرتو پڑا تو بتوں کے عزائم خاک میں مل گئے۔ اسی عظیم نبی ﷺ نے قیصر و کسریٰ کے طلسم توڑ دیئے، خسرو اور ہرقل کی سلطنتیں لرزہ براندام کر دیں، دنیائے عالم کو ایک جامع اور ہمہ گیر نظام بخشا، بنی آدم کو حیوانیت کے اندھیروں سے نکال کر صانع توحید کے سامنے بٹھایا، امت محمدیہ کو زندگی کے اصول بتائے۔ رہن سہن کے طریقے سمجھائے، امن و آشتی کا سبق دیا، معمار سیاست کے گر سکھائے۔

ایسے معلوم ہوتا ہے کہ قضا و قدر کا یہی فیصلہ تھا کہ مہینے اور دن کا بھی انتخاب ہو جائے، ماہ رمضان اگرچہ بابرکت ہے، اگر کوئی یہ نہ کہے شاید ہمارے نبی کو رمضان کے باعث عزت ملی بلکہ معلوم ہو جائے، ربیع الاول کو آقائے انسانیت کے طفیل برکت عطا ہوئی، یوم [illegible] دیگر انبیاء کی بعثت و ولادت کا یوم ہے مگر یہاں بھی ایک عظمت کی خاطر سوموار کا روز مقرر کیا گیا۔

اب انتظامات مکمل ہو گئے، اطراف و اکناف سنوارے گئے ہیں۔ آثار و اقوام و قبائل دیکھئے، سردار تاکتے ہیں، یہودی ساہو کار عقل و خرد کھو بیٹھے ہیں۔۔۔ پریشان ہیں، ادھر شاعروں کا تخیل جنبش میں ہے، مدح سراؤں کی نغمہ سنجیاں تحریک میں ہیں، ملائک کی مسرتیں عروج پر ہیں، رحمت ہی رحمت کے آثار ہیں، تقدس ہے، ان کی آمد کی گھڑی ایسی ہوئی کہ جس پر ایام و شہور کی تمام تازگیاں قربان کر دی ہیں۔

آدم کے لئے فخر یہ عالی نسبی ہے
مکی و مدنی، ہاشمی، مطلبی ہے

یہ شمس ﷺ منار و لیل وہ حسن نثار بن ہے
یہ قمر [illegible] وہ قمر ستار بن ہے

ادھر فرشتگان قضا و قدر پکار پکار کر کہہ رہے تھے۔۔۔ صحرا نوردوں سے، کوہ بیابانوں کے

ہو گئی تھیں [illegible] سے
[illegible] سے [illegible] آ رہی تھیں۔

یورپ کے کلیساؤں [illegible] ہستیاں
[illegible] سیاہ قوموں سے [illegible]
رفاقت [illegible] ظلم و الحاد کے پرستاروں
سے لوٹ کھسوٹ [illegible]۔

آج دشمنوں پر داد و فدا کرنے والوں اور
مرگھٹوں پر ماتم کرنے والوں کا عظیم مرکز بھی [illegible]
اطراف میں جا پڑا ہے۔

اب قدسیان ارض و سما کا تاجدار
آ رہا ہے جن کے صدقے جگر کو شوق اور تخیل کو
[illegible] جن کی بدولت حرم کی پختگی، روح کو
[illegible] اور جذب کو عرب عطا ہوا، جن کے طفیل صبا
کو رفتار اور ادا کو وفا ملی، وہ گل و گلزار کا بدر منیر
جزیرت کے بطن میں سرزمین عرب پر طلوع ہو چکا
تھا۔

[illegible] رنگ گلوں کا تیرے بغیر
[illegible] ہوئی سارے چمن میں [illegible]
(فانی بدایونی)

جس کے باعث تخیل کے صدقے عالم
انجمن سنواری گئی تھی۔ قضا و قدر کی نظر آرائیاں
ہوتی تھیں۔ عناصر کی جدت طرازیاں معرض ظہور
میں آتی تھیں۔ ابتدائے آفرینش ہی سے جس کے
استقبال کی تیاریاں شروع ہو گئی تھیں۔ مشاطہ
قدرت نے جن کی پاکیزہ زندگی کے نقوش سنوارے
تھے۔ جس کے ظہور پر نوع انسانی کا سانچہ تیار ہوا تھا
اس آفتاب ہدایت کا نسب کیا مطہر ہوگا۔ کتنا اقبال
ہوگا اس میں کیونکر کوئی ابہام واقع ہو سکتا ہوگا اور
بات بھی سچ ہے وہ پیغمبر عصمت کا تاجدار کیسے ہو
سکتا ہے جس کے نسب میں کسی شبہ کا گمان بھی موجود
ہو۔

جب چمنستان دہر کی قسمت کا ستارہ
ہویدا ہوا اور ظلمات کو اجالوں کی خبر ہوئی تو یتیم
عبداللہ، جگر گوشہ آمنہ، امام حرم، حکمران عرب،
قائد انسانیت فرمانروائے عالم، شہنشاہ کونین عالم
قدس سے عالم امکان میں تشریف لائے۔

تو ---- ہر قسم کی شر ختم ہوئی، آتش کدہ کفر سرد
ہوا، کلیسائے روم و ایران ختم ہوا، صنم خانوں سے
[illegible] سے ظلمات اٹھ گئے [illegible]
[illegible] روم [illegible] سے اور اق [illegible]
وہ ایک ایک کر کے بکھر گئے، قیصر و کسریٰ والی
میں زلزلہ ہوا، فارس کی ہزار سالہ آگ نے قناعت
[illegible] کیا، ابلیس کی عظمت کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے
لگے۔ فارس اور اکرم کی سلطنتیں لرزہ براندام ہو
گئیں، بالائے روم اور شاہان عجم سکتے میں پڑ گئے۔
ان کے اقتدار و اقتدار کے سامنے تباہی پیدا ہو گئی،
عقول و قلوب نے حیرت و استعجاب میں [illegible]
انسانی قلب و روح کی کیفیت سرور میں سرمست
ہوئی، شان فارس اور شوکت روم نے اعتراف
شکست کر لیا۔ اوج یمن کے قصر ہائے فلک بوس
گرنے لگے۔

آفتاب ہدایت کی شعاعیں چار سو عالم
میں پھیل گئیں، بالآخر وہ دن آ پہنچا کہ چشم فلک
کو مدت سے جس کا انتظار تھا، جس کی دید کے لیے ہر
دن سورج طلوع ہوتا تھا، وہ دن جو بطن [illegible] میں
مدت سے پرورش پا رہا تھا، [illegible]
[illegible] تھا جس کی
آرزو میں تھی جس دن کی شعاعیں ادھر آدم تک اور
ادھر قیامت تک لمعہ افگن [illegible]
دن جو یوم الایام تھا، جو تاریخ [illegible] کا سب سے اہم
ترین دن تھا، وہ اقوام عالم میں [illegible] عظیم یوم
تھا، سب سے روشن روز تھا۔

اس روز [illegible]
والے ظلمات کو لمعات دینے والے، اقوام عالم کی
ہمواریوں کو قیامت تک سب العین سے ہم آغوش
کرنے والے، مظلوموں کی فریاد رسی اور ستانے
والوں سے کلائی کرنے والے، باطل کے گھٹا ٹوپ
اندھیروں میں بھٹکنے والی قوم کو صراط مستقیم کا درس
پڑھانے والے، سید الاولین والآخرین، اشرف
الانبیاء، اطیب الانبیاء، خاتم الانبیاء، امام الانبیاء،
شفیع المذنبین یتیم مکہ کی وادی مکہ میں [illegible] ہوئی
ہے۔"

(علامہ (ضیاء الرحمن فاروقی) شہید
الزہرہ رامنا

چاند طلوع ہوا

[illegible] ہو گئی [illegible]
[illegible] امام الانبیاء
[illegible] [redacted] "
[illegible] ہیں۔

[illegible]
[illegible] ہیں جس صورت میں
[illegible] آئے گا تو پھر
[illegible] خدا [illegible]
[illegible] لے گئے۔

[illegible]
[illegible] [redacted] [illegible]
[illegible] کا کہا جائے
[illegible] کا تھا اس میں
[illegible] کر رہے۔ وہ آمنہ بی بی کے پاس
آیا اور عبداللہ کا جو چراغ ہوا تو ان کا گھر منور
ہوا۔ گویا ان کی ذات [illegible]
نہیں سکا۔

[illegible]
[illegible] کی پابندی۔
[illegible] مرکز [illegible]
[illegible] تیری [redacted] زلفوں میں کنگھی کی ضرورت
نہیں رہے گی۔

[illegible] ختم نبوت
کی حفاظت [illegible] کا مسئلہ ہے۔ صحابہ
کرام [illegible] [redacted] تھے۔
[illegible]
[illegible] [redacted] [illegible]

(سید عطاء اللہ شاہ بخاری)

"سراج منیر"

جب سورج کی روشنی دور سے چلتی ہے
[illegible] لیکن اس کی چمک کو دیکھ کر کوئی شبہ
[illegible] سورج بھی اتنا ہی روشن [illegible]
[illegible] حضور کی نبیاں آتی ہی دکھائی گئی [illegible]
سورج کی روشنی کو ظاہر کرتا ہے ---- [illegible]
[illegible] صادق کی روشنی پھیل گئی تھی [illegible]
[illegible]
[illegible]

باپ کا نام عبداللہ ہے' عبودیت حضور کے خون میں شامل تھی۔ حضور کی والدہ مکرمہ کا نام آمنہ ہے دایہ کا نام حلیمہ ہے۔ حلم اور بردباری کا دودھ حضور نے پیا۔۔۔۔ آفتاب کی سفید و صاف روشنی کائنات میں نور و حرارت پیدا کرنے والی ہے۔ علماء نے اس روشنی میں سات مستقل رنگ معلوم کیے ہیں اور جب ان ساتوں نے بحکم وحدت بیضا و نقیہ بن کر عالم افروزی کی' تب اس کا نام ضیائے آفتاب ہوا۔ قرآن مجید نے نبی ﷺ کو "سراج منیر" کہا ہے اور یہ بتلا دیا ہے کہ حضور کی ذات گرامی میں ہفت اقلیم عالم کی رہبری کے رنگ جمع ہیں اور جامعیت کا یہ نور ہر ایک نزدیک و دور کا باصرہ افروز و بصیرت افزاء ہے۔"

(علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری)

ہر سو نیا رنگ تھا' نیا روپ!

حضور اکرم ﷺ کی ولادت' کائنات کا اہم ترین واقعہ ہے۔ بحر احمر کی مضطرب لہروں سے عرب کا آفتاب زرفشاں طلوع ہوا۔ عطر بیز ہواؤں کی نرم و نازک رفتار سے مس ہو کر پھوٹنا شروع ہو گئے۔ فرش سے عرش تک مینارہ نور نے آنکھیں خیرہ کر دیں۔ بحر احمر کی سرخ موجیں' جھلمل جھلمل کرنے لگیں۔ ہوائیں کھجور کے جھنڈوں میں چھوں سے مس ہو کر سارنگی بجانے لگیں۔ ریگ زاروں کا ذرہ ذرہ جعبہ نور بن گیا۔ ساری کدورتیں دھل گئیں اور محبت کے دیپ جلنے لگے۔ ہر سو نیا رنگ تھا' نیا روپ!

آج کی صبح وہی صبح جاں نواز ہے کہ جس صبح' شان عجم اور شوکت و حکمت عرب ماند پڑ گئی تھی۔ آتش کدہ کفر بجھ گیا' آذر کدہ گمراہی' سرد ہو کر رہ گیا۔ صنم کدوں میں خاک اڑنے لگی۔ توحید کا غلغلہ اٹھا' شاہ حرم' شہنشاہ کونین' اور امام الانبیاء' عالم ارواح سے' عالم امکان میں تشریف لائے۔ سلام ان پر' درود ان پر۔ آج اس ذات گرامی کی آمد کا دن ہے' جن کی بشارت توریت اور انجیل نے دی۔ آج اس ظہور قدسی کا دن ہے' جن کے قدموں کی چاپ عیسیٰ موسیٰ اور داؤد نے سنی تھی۔

(ڈاکٹر لیاقت علی خاں نیازی)

نور کا ظہور

"یوں آنے کو تو سب ہی آئے' سب میں آئے' سب جگہ آئے اسلام ہو ان پر بڑی کٹھن گھڑیوں میں آئے' لیکن کیا کیجئے کہ ان میں جو بھی آیا جانے ہی کے لیے آیا۔ پر ایک اور صرف ایک' جو آیا اور آنے ہی کے لیے آیا' وہی جو اگنے کے بعد پھر کبھی نہیں ڈوبا' چکا ہی چلا جا رہا ہے' بڑھا ہی جا رہا ہے' بڑھتا ہی چلا جا رہا ہے' سب جانتے ہیں اور سبھی کو جاننا ہی چاہئے کہ جنہیں کتاب دی گئی اور جو نبوت کے ساتھ کھڑے کیے گئے' برگزیدوں کے اس پاک گروہ میں اس کا استحقاق صرف اسی کو ہے اور اس کے سوا کس کو ہو سکتا ہے جو پچھلوں میں بھی اس طرح ہے جس طرح پہلوں میں تھا۔ دور والے بھی اس کو ٹھیک اسی طرح پا رہے ہیں اور ہمیشہ پاتے رہیں گے جس طرح نزدیک والوں نے پایا تھا' جو آج بھی اسی طرح پہچانا جاتا ہے' اور ہمیشہ پہچانا جائے گا جس طرح کل پہچانا گیا تھا' کہ اسی کے اور صرف اسی کے دن کے لیے رات نہیں' ایک اسی کا چراغ ہے جس کی روشنی بے داغ ہے"۔

(سید مناظر احسن گیلانی)

تخلیق کی تکمیل کا لمحہ آخریں

حضور سرور کائنات ﷺ کے جسم اطہر کے سبب تمام عالم تجسیم ہوئے' حضور نے جہاں جہاں بھی قدم رکھا' محبت کی بارگاہیں معطر ہو گئیں۔ جن اشیاء کو چھو لیا' ان کو عظمت بے پناہ نصیب ہوئی۔ آپ کے تخیل نے جن جن چیزوں کو سمو لیا' وہ اوج مقدر پر جلوہ افروز ہوئیں اور جدھر جدھر چشم رحمت اٹھی' ادھر ادھر عطائے الٰہی کے دفتر کھل گئے۔ انتخاب خداوندی کن کن مراحل سے گزر کر ایک نقطے پر مرکوز ہوا ہو گا' کتنے الفاظ نے طہارت کا سہارا لیا ہو گا' کتنے فلسفے دم بخود رہ گئے ہوں گے۔ کتنی تشبیہات نے دم توڑ دیا ہو گا' کتنے لطیف احساسات مجسم ہوتے ہوتے رہ گئے ہوں گے' انکسار نے کیا کچھ ہاتھ پاؤں نہ مارے ہوں گے' سرور و کیفیت نے کیا کیا کروٹیں نہ بدلی ہوں گی۔۔۔۔

دلوں کو وجد نصیب ہو رہا ہو گا' آنکھوں کو ٹھنڈک مل رہی ہو گی' جسم و جاں لطف حیات کے امتحان سے گزر رہے ہوں گے' شوق مچل رہا ہو گا' ذوق دید کیفیات کے پل صراط پر رقص کناں ہو گا' جناب رسول خدا محبوب ہر دو سرا (ﷺ) جب دنیا میں تشریف لا رہے ہوں گے' وہ وقت کتنا سہانا' پیارا' روح افزا' دل کشا' نزہت افروز' اور درود آگیں ہو گا۔ وہ وقت جس کی ساعتوں کو سعادت کی لامتناہی خوشبو عطا کی گئی۔"

ظلمت کدوں میں نئی صبح کے آثار

دنیا نزدع کے عالم میں تھی' ظلم کی اندھی اور بہری قوتوں کے سامنے انسانی ضمیر کے سارے حصار منہدم ہو چکے تھے۔ مظلوموں اور بے بسوں کے لیے اپنے مقدر کی تاریکیوں کے ہجوم سے نکلنے کا کوئی راستہ نہیں تھا۔ زیر دستوں میں فریاد کی سکت نہ تھی اور بالادستیوں کو یوم حساب کا خوف نہ تھا۔ یہ دنیا ایک رزم گاہ تھی جہاں افراد' قبائل اور اقوام ایک دوسرے کا گوشت نوچ رہے تھے۔ امن' عدل اور انصاف کے متلاشیوں کی چیخیں' گمراہی' جہالت اور استبداد کی آہنی دیواروں سے ٹکرانے کے بعد خاموش ہو چکی تھیں۔ اور صحرائے عرب کے باشندوں کی قبائلی عصبیتیں اپنے فرزندوں سے تازہ آنسوؤں کی طلبگار تھیں۔

پھر یکایک مکہ کی برہنہ چٹانوں اور بے آب و گیاہ وادیوں پر پروردگار عالم کی ساری رحمتوں کے دریچے کھل گئے اور فرزندان آدم کی مایوس اور تھکی ہوئی نگاہیں عرب و عجم کے ظلمت کدوں میں ایک نئی صبح کے آثار دیکھنے لگیں۔

انسانی تاریخ کا سب سے مبارک وہ لمحہ تھا جب حضرت آمنہ خالق ارض و سماء کی ساری نعمتوں اور کائنات کی تمام مسرتوں' اور سعادتوں کو اپنے آغوش میں دیکھ رہی تھی اور اللہ تعالیٰ کی رحمت کے فرشتے مجروح اور ستم رسیدہ انسانیت کو یہ مژدہ سنا رہے تھے کہ عبدالمطلب کا پوتا اور عبداللہ کا بیٹا ان دعاؤں کا جواب ہے جو خانہ کعبہ کی بنیاد اٹھاتے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبان پر آئی

بقیہ صفحہ نمبر ۱

وقت، والدین اور اولاد

محمد ارشد انجم
چوک سرور شہید ضلع مظفر گڑھ

آج کے اس دور میں تو آدمی بے شمار مسائل میں الجھا ہوا ہے، مگر سب سے زیادہ پریشانی اسے اپنی اولاد کی طرف سے ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ اپنی اولاد کو معاشرے میں پہلی اولی بلندیوں سے کس طرح ہمکنار کرے تاکہ اس کی اولاد جوان ہو کر اس کے خاندان کا وقار اور ملک و ملت کا نام روشن کرے۔ معاشرے میں عزت و احترام سے زندگی بسر کرے۔

اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ جہاں چند بزرگ اکٹھے ہو کر بیٹھتے ہیں، وہاں باتوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ یہ سلسلہ یا تو سیاست پر ختم ہوتا ہے یا پھر اولاد پر کہ آج کی اولاد کہنا نہیں مانتی۔ راستے سے بھٹک گئی ہے۔ ناخلف اولاد ہے۔ اس کی آنکھوں سے شرم و حیا غائب ہے۔ بعض یہ کہتے ہیں کہ ایک ہمارا وقت تھا کہ جو والدین نے کہہ دیا اس پر عمل کر لیا، لیکن آج کل اولاد کو کسی بات سے روکو تو وہ آگے سے بدتمیزی کرتی ہے۔ بعض اوقات ہاتھ بھی اٹھا لیتی ہے۔ یہ ہے بھی حقیقت! لیکن ایسا کیوں ہے؟ ایسا اس لئے ہے کہ آج بزرگوں کے قول و فعل میں تضاد ہے۔ بے چینی، پریشانی اور عدم تحفظ کے اس دور میں ہر شخص اپنے چھوٹوں اور احباب کو برائی سے بچنے کی تلقین کرتا ہے، مگر خود اس پر عمل نہیں کرتا۔ دوسروں کی برائیوں کو خوب اچھالتا ہے، مگر اپنی غلطی پر نادم نہیں ہوتا۔ دوسری طرف والدین بچوں کو جھوٹ سے منع کرتے ہیں، مگر خود جھوٹ بولتے ہیں۔ اس کی کئی مثالیں موجود ہیں، جن میں ایک مثال تو یہ ہے کہ اکثر والدین روتے ہوئے بچے کو چپ کرانے کے لئے ایسے ہی کہہ دیتے ہیں کہ وہ دیکھو تمہارا ابو آیا یا امی آئی یا پھر بلی آئی وغیرہ اور دوم یہ کہ اکثر حضرات جب اپنے گھر میں تشریف فرما ہوں اور اسی وقت ان کو کوئی ملنے والا آ جائے اور یہ صاحب ملنا نہ چاہتے ہوں تو یہ اپنے بچے یا بچی سے کہہ دیتے ہیں کہ مہمان سے کہہ دو ابو گھر نہیں۔ بچے یہ بات باہر جا کر کہہ دیتے ہیں، مگر خود سوچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں کہ ابو تو جھوٹ بولنے سے منع کرتے ہیں اور خود گھر میں ہیں، لیکن جھوٹ بول رہے ہیں۔ جب والدین ایسا کرتے ہیں تو پھر اولاد سے کیوں کر توقع رکھتے ہیں کہ وہ سچ بولے گی۔

پچھلے وقتوں میں والدین اور اولاد کے درمیان اتنا خلا نہ تھا جتنا آج ہے اور پھر یہ بھی کہ اس وقت 98 فیصد لوگ ایک دوسرے کی جان و مال اور عزت کی حفاظت کرنا اپنا مذہبی اور اخلاقی فرض سمجھتے تھے اور والدین اپنی اولاد کو مادی تعلیم کے ساتھ ساتھ مذہبی، اخلاقی اور روحانی تعلیم سے آراستہ کرتے تھے، لیکن آج ایسا نہیں۔ آج تو ہر ذریعے سے مثلاً اخبارات، رسائل، ناول، ڈائجسٹ، ٹیلی ویژن، وی سی آر حتیٰ کہ کمپیوٹر سے فحاشی کو پھیلایا جا رہا ہے۔ آج جس طریقے سے معصوم بچوں کے ذہنوں میں فحاشی اور عریانی کو پیدا کیا جا رہا ہے وہ سب کے سامنے ہے، لیکن کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ہم سب لوگ کبوتر کی طرح آنکھیں بند کئے بیٹھے ہیں۔ PTV اور NTM پر زیادہ تر ایسے پروگرامز دکھائے جا رہے ہیں جس میں سوائے عشق و محبت اور لچرپن کے علاوہ کچھ نہیں۔ نئے سے جدید طریقے سے لڑکے لڑکی کے تعلق کو پیدا کرنا دکھایا جا رہا ہے۔ وہ سب کے سامنے ہے۔ اس کی زندہ جاوید اور بدترین مثالیں آجکل بننے والی فلمیں اور ڈرامے ہیں۔ وی سی آر پر انڈین موویز اور انگلش موویز جو بیشتر ننگی ہوتی ہیں یہ گلی گلی، محلہ محلہ میں بڑے شوق سے دیکھی جا رہی ہیں۔ ڈش انٹینا جو والدین خود شوق سے لگوا رہے ہیں اس پر روح کو تڑپا دینے والے پروگرام سب گھر شوق و ذوق سے دیکھتے ہیں یہاں تک کہ جب [illegible] ہوتی [illegible] [illegible] [illegible] ہو گا۔

یہ سب کچھ ہمارے بزرگوں کی توجہ سے ہم تک پہنچا ہے، بلکہ یہ کہنا بجا ہو گا کہ ہماری نسل کو یہ تحفہ ہمارے بزرگوں نے ہی دیا ہے۔ اور اب خود ہی شور مچاتے ہیں کہ نئی نسل کی آنکھوں سے شرم و حیا غائب ہو گئی ہے۔ [illegible] نگایا ہے اور نالے کہتے ہیں کہ اس پر آ گئے۔ فحش لٹریچر، عریاں تصاویر، جنسی لذت سے بھرپور جعلی سینما موویز آج کل عام ہے۔ یہ ویڈیو سنٹروں، کتابوں، بازاروں میں موجود ہے۔ چھوٹوں جیسے معصوم بچے جب ان ناولوں کو پڑھتے ہیں یا وی سی آر پر گندی فلمیں دیکھتے ہیں تو ان کے اندر ہیجانی کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ وہ اپنے جذبات پر کنٹرول نہیں کر سکتے۔ یوں لازمی طور پر 98 فیصد بچے ایک دوسرے کے دام محبت میں گرفتار ہو کر رسوا ہوتے ہیں۔ بعض ہم جنس پرستی میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور بیشتر اپنے آپ کو اپنے ہاتھوں سے برباد کر لیتے ہیں۔ والدین کو احساس اس وقت ہوتا ہے جب تیر کمان سے نکل چکا ہوتا ہے۔

سینما کی دیوار پر، چوراہوں اور بازاروں میں اس قسم کے اشتہارات ہوتے ہیں کہ جن کو دیکھ کر ماتو آدمی کی گردن شرم سے جھک جاتی ہے یا پھر وہ برے راستے پر چل پڑتا ہے۔ حیرت اس پر نہیں کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟ افسوس اس پر ہے کہ اس طرح کے گھناؤنے کاروبار میں ہمارے اپنے بھائی، باپ وغیرہ ملوث ہیں، جو چند روپوں کی خاطر اپنے آنے والے کل کے لئے خود اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار رہے ہیں۔ یہ سب کچھ کیوں ہو رہا ہے؟ صرف اس لئے کہ مسلمان قوم کو تباہ و برباد کر دیا جائے۔ یہ سازشیں اس روز شروع ہو گئی تھیں۔ جس دن برصغیر میں پہلا ہندو مسلمان ہوا تھا۔ اس لئے کہ دنیائے کفر کے دانشوروں کی یہ سوچ ہے کہ مسلمان قوم کو فوجی حملے سے ختم نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے انہوں نے مسلمانوں کی نسل میں ذہنی تخریب کاری کا منصوبہ بنایا۔ اس

لئے کہ وہ جانتے تھے کہ کسی بھی قوم کے امین نوجوان ہوتے ہیں۔ اگر ان کے ذہنوں میں جنسی لذت بھر دی جائے تو وہ قوم زوال کے راستے پر چل پڑتی ہے۔ یوں جب ذہن بدلتا ہے تو پھر سوچیں، خیالات، طور طریقے، لباس اور تہذیب سب کچھ بدل جاتے ہیں اور جب ذہن کی تبدیلی لذت پرستی اور فرار پسندی کے زیر اثر ہو تو اخلاقیات اور مذہب کی زنجیریں ٹوٹ جاتی ہیں۔ نیک و بد کی تمیز ختم ہو جاتی ہے۔ کردار کے قلعے مسمار ہو جاتے ہیں اور انسان حیوان بن کر قومی روایات سے انحراف کرنا شروع کر دیتا ہے۔ یہودیوں اور نصرانیوں نے ملکر ہماری ثقافت اور تہذیب کے مورچے پر کامیاب حملہ کیا۔ یہ اسی حملے کا نتیجہ ہے کہ آج نوجوان نسل بھٹک گئی ہے۔ اپنی تہذیب اور ثقافت کو بھول کر ڈیپی کلچر میں رنگ دی گئی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج 90 فیصد نوجوان جنس پرستی کا شکار ہیں اور نوجوان نسل کو اس مقام تک پہنچانے میں ہمارے بزرگوں کا بہت گہرا ہاتھ ہے۔ وہ اس طرح کہ کبھی کسی نے PTV کے لغو پروگراموں کے خلاف یا VCR پر پاکستانی، انڈین اور انگلش موویز کے خلاف یا ڈش انٹینا کے خلاف کبھی بھی آواز نہیں اٹھائی، لیکن اس کے برعکس تنخواہوں میں اضافہ کے لئے، ٹیکسوں کے خلاف زبردست احتجاج کیا جاتا ہے، مگر برائی کو ختم کرنے کے لئے نہیں۔ اس کے برعکس کسی جماعت، تنظیم، گروہ نے آج تک دل سے برائی کو ختم کرنے کے لئے کوئی مثبت قدم نہیں اٹھایا۔ صرف اس لئے کہ 88 فیصد والدین خود شوق سے VCR پر پاکستانی، انڈین، انگلش موویز اور ڈش پر پروگرام دیکھتے ہیں۔

آج سے 1000 سال قبل سلطان صلاح الدین ایوبیؒ کے دور میں جرمنی کے CIA کے سربراہ ہرمن انگلینڈ کے بالڈون اور فرانس کے فلپ آگسٹس نے کہا تھا کہ "ہم نے اس قوم (مسلمانوں) میں جنسی لذت پیدا کر دی ہے۔ مستقبل میں یہ قوم برائے نام مسلمان ہوگی۔ ان پر ہمارا رنگ ہوگا۔ جنس پرستی اور منافقت مسلمانوں میں عام ہوگی۔ اسی طرح یہ قوم برباد ہوگی۔" آج اس کے الفاظ سچ ثابت ہو رہے ہیں۔ انہوں نے TV، VCR، CNN، ڈش انٹینا، فحش لٹریچر اور برہنہ موویز کے ذریعہ سے نوجوان نسل کی روحوں کو گھائل کر دیا ہے۔ ان کے اندر عریانی کا زہر ناسور کی صورت میں آہستہ آہستہ پر اثر اندازی سے پھیل چکا ہے۔ دنیا کا کوئی قانون معاشرے میں پھیلی ہوئی ان وباؤں کو ختم نہیں کر سکتا۔ اور نہ یہ آسانی سے بند ہو سکتا ہے، لیکن والدین اپنے بچوں کو اس ناسور سے بچا ضرور سکتے ہیں اور اس کا نہایت آسان طریقہ یہ ہے کہ تمام والدین اپنے بچوں کے دوست بن جائیں خصوصاً آج کی ماں کو دل و دماغ کے ساتھ آنکھیں کھلی رکھنے کی از حد ضرورت ہے۔ بیشتر مائیں نہیں جانتیں کہ آج کے اس خراب دور میں بچیوں کی پرورش کیسے کرنی ہے؟ آج ہر طبقہ میں 99 فیصد مسائل اسی لئے جنم لے رہے ہیں کہ والدین اولاد کی تربیت اس طرح نہیں کر رہے، جیسے ہونی چاہئے۔ اکثر مائیں بری طرح بے خبری کا شکار ہیں۔ وہ اپنے بچوں کو اچھے یا برے کی تمیز صحیح طریقہ سے نہیں کروا رہیں، جس کی وجہ سے مسائل طول پکڑ رہے ہیں۔

موجودہ گھٹن ماحول کی وجہ الھڑ عمر، ناسمجھی کا دور، چڑھتی جوانی کے منہ زور جذبات اور اپنے اندر نت نئی تبدیلیوں سے لڑکی اکیلی ہی نبرد آزما رہتی ہے۔ اگر ماں سمجھدار نہ ہو اور وقت کے تقاضوں کے ساتھ ساتھ بچی کی ذہنی کیفیت سے آگاہ نہ ہو تو بچیاں بھٹک جاتی ہیں۔ والدہ کی ذمہ داری ہے کہ وہ یہ دیکھے کہ ان کی بچی نے سکول و کالج اور یونیورسٹی میں یا باہر کس قسم کی لڑکیوں سے دوستی کی ہوئی ہے؟ یہ بھی ماں کے فرائض میں شامل ہے کہ اس کی بچی کسی سہیلی کے گھر جائے تو ماں کا فرض ہے کہ وہ کم از کم ایک مرتبہ ضرور اس سہیلی کے گھر جائے اور دیکھے کہ وہ کس قسم کے لوگ ہیں؟ ان کے گھر کا ماحول کیسا ہے؟ یہ بھی دیکھے کہ بچی کی بیرونی و اندرونی سرگرمیاں کیا ہیں؟ فون پر کس قسم کی سہیلیوں سے باتیں کرتی ہے؟ بچی کی سوچیں کیسی ہیں؟ اگر پہلے صحت مند تھی تو اب وہ دن بدن کمزور کیوں ہو رہی ہے۔ مطلب یہ کہ مکمل طور پر بچی کی ذہنی کیفیت سے آگاہ ہو اور اس کی ہر بات صبر و تحمل سے سن کر اسے بڑے پیار، محبت اور شفقت سے سمجھائے اور زندگی کے نشیب و فراز سے مکمل طور پر آگاہ کرے۔ اس لئے کہ ماں نے زندگی کا ایک بڑا حصہ گزار لیا ہوتا ہے۔ مادہ پرستی اور جنس پرستی کے اس دور میں ماں کو ان باتوں کا خیال رکھنا اتنا ہی ضروری ہے جتنا زندہ رہنے کے لئے سانس۔ اس دور میں ماں بیٹی کے درمیان کوئی بات چھپی نہیں رہنی چاہئے، لیکن کتنی مائیں ہیں جو اپنے اس فرض کو پہنچانتے ہوئے بھی سستی و کاہلی کا مظاہرہ کرتی ہیں۔ مگر افسوس کہ 97 فیصد ماؤں کے پاس اہل محلہ کے قصے سننے، رشتہ داروں پر نکتہ چینی کرنے، پڑوسیوں کے حالات پر بے لاگ تبصرے کے لئے، شہر کے ناروا سکول کی باتیں کرنے کے لئے، مہنگائی کا رونا رونے کے لئے، ٹی وی ڈراموں اور فیشن پر تبصرہ و تنقید کے لئے، خریداری اور مختلف پروگراموں میں شرکت کرنے کے لئے تو وقت ہوتا ہے، مگر کتنی بدنصیبی اور ستم ظریفی کا مقام ہے کہ اپنی اولاد، اپنے مستقبل اور اپنی زندگی کی باتیں سننے کے لئے وقت نہیں ہوتا۔ معصوم اور بھولی بھالی لڑکیاں نہیں جانتیں کہ مرد ہمیشہ سے جھوٹا اور پرانا شکاری ہے۔ وہ ہمیشہ اپنے شکار کی تلاش میں رہتا ہے۔ عورت اس کی نظر میں فقط عورت ہی ہے۔

اب بالکل یہی صورت لڑکوں کے ساتھ ہے۔ والد صاحب کو اپنے بچے کے بارے میں ہر بات کا علم ہونا چاہئے۔ والد صاحب کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے بیٹے کے ساتھ زندگی کے ہر موضوع پر گفتگو کریں۔ اس سے انہیں علم ہوگا کہ بچے کا ذہن کن باتوں کو جلدی قبول کرتا ہے؟ انہیں اپنے بیٹے کے دوستوں کے بارے میں علم ہونا چاہئے کہ وہ کس اخلاق و کردار کے مالک ہیں؟ اپنے بیٹے کی جسمانی صحت کے بارے میں والدین کو گہری دلچسپی لینا چاہئے۔ لیکن آج کل اس کے بالکل الٹ ہو رہا ہے۔ نتیجہ سب کے سامنے ہے۔ بیشتر والدین بچوں کو سکول و کالج میں داخل کروا کر سمجھ لیتے ہیں کہ اب یہ سمجھ دار ہو گئے ہیں۔ اچھے برے کی تمیز کر لیں گے۔ اس جنس پرستی کے دور میں یہ سوچ نہایت غلط ہے۔ اس لئے کہ لڑکے اور لڑکی کے لئے 15 سے 20 سال تک کی عمر نہایت خطرناک ہے۔ اس موڑ پر بچوں کو پہلے سے زیادہ پیار، محبت، شفقت اور رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہی عمر ہے جس میں اولاد یا بگڑ جاتی ہے یا سنور جاتی ہے۔ یا پھر اس وقت خیال آتا ہے جب ہر چیز طوفان اڑا کر لے جا چکا ہوتا ہے۔ اس مقام پر والدین کا فرض ہے کہ وہ اپنے بچوں کو ان کی عفت و

عصمت اور شرم و حیا کے متعلق تفصیل سے بتائیں، تجسس نہ رکھیں۔ تاکہ بچے اپنے آپ کو سنبھال کر رکھیں۔ اگر والدین نے آج کے دور میں ایسا نہ کیا تو بچوں کو باہر سے ہر بات کا علم ہو جائے گا۔ اور بچے مثبت پہلو کو نظر انداز کر کے منفی سوچوں کو اپنا کر اپنے آپ کو تباہ کر لیں گے۔ اپنی "روح" کو مردہ کر لیں گے۔ اس لئے کہ انسانی فطرت گناہ کی طرف جلدی مائل ہوتی ہے۔ آج کل کے بچے گھر میں بہت کچھ کہنا چاہتے ہیں، لیکن ڈر کی وجہ سے نہیں کہتے، مبادا والدین ماریں گے۔ بعض گھروں میں والدین بچوں کی باتیں سنتے ہی نہیں، بلکہ الٹا یہ کہہ کر خاموش کرا دیتے ہیں کہ "میں باپ ہوں تم میرے باپ نہیں" اپنی عمر دیکھو اور باتیں دیکھو۔ یہ انتہائی دکھ والی بات ہے اور اسی وجہ سے بچے احساس کمتری کا شکار ہو کر اپنے بڑوں کے لئے منفی جذبات کے متمنی ہو جاتے ہیں۔

والدین کا یہ فرض بھی ہے کہ وہ اپنے بچوں کی باتیں توجہ سے سنیں، ان کے جذبات و احساسات کی قدر کریں پھر ان کی ضروریات زندگی کا خیال رکھیں۔ ان کو احساس کمتری میں ہرگز مبتلا نہ ہونے دیں۔ اگر والدین اپنی اولاد کی باتیں نہ سنیں گے اور پھر ان کی صحیح رہنمائی نہ کریں گے تو کون ایسا کرے گا؟

کتنے والدین ہیں جو آج اپنے بچوں کو درس حیات دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ ہر ایک کے جان و مال اور عزت کی حفاظت کرنا؟ کتنے والدین ہیں جو اپنے بچوں کو پیغمبروں، صحابہ کرام، اولیاء اللہ کے ایمان افروز اور روح پرور واقعات اور بہادر مسلمان جرنیلوں کے ولولہ انگیز کارنامے سنا کر ان پر عسکری روح اور جذبہ جہاد بیدار کر رہے ہیں؟ پھر یہ کہنا کہ آج محمد بن قاسم، طارق بن زیاد جیسے مرد مجاہد پیدا نہیں ہوتے۔ غلط بالکل غلط ہے، اس لئے کہ یہ سب اعلیٰ تربیت اور صحت مند ماحول میں جوان ہوئے تھے۔ ان کی مائیں ان کو اپنے اسلاف کے کارنامے اور سائنسی علوم سیکھنے کا طریقہ بتاتی تھیں۔ کیا آج کی ماں ایسی ہے ؟ آج بھی مائیں بہادر ہوں۔ اللہ کی انعام یافتہ ہوں تو ضرور ایسے مرد مجاہد پیدا ہوں گے۔ اس لئے کہ ماں کی گود بچے کی ایسی درسگاہ ہے، جس کا مقابلہ دنیا کی کوئی یونیورسٹی، کالج نہیں کر سکتا اور جو تعلیم ماں دے سکتی ہے وہ کوئی فلاسفر، پروفیسر، ڈاکٹر، سائنس دان یا عالم نہیں دے سکتا۔ اسی بنا پر نپولین نے کہا تھا

"مجھے اچھی (اللہ کی انعام یافتہ) مائیں دو میں تمہیں بہادر قوم دوں گا۔"

مادہ پرستی اور جنسی ہوس کے اس دور میں اگر والدین اپنی اولاد کو برائی سے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے انہیں خود عملی نمونہ بننا پڑے گا۔ اپنے آپ میں لچک پیدا کرنی ہوگی اور اپنی اولاد کا خود دوست بن کر اس کی باتیں سننا ہوں گی اور ہر موضوع پر ان کے ساتھ گفتگو کرنا ہوگی۔ ان کی صحیح باتوں کو نوٹ کرنا ہوگا۔ اپنے بچوں کو ان کی عفت و عصمت کے جوہر سے آگاہ کرنا ہوگا۔ اپنی اولاد کو خلوص، محبت، اخوت اور اتحاد کا درس دینا ہوگا۔ بیشتر گھروں میں والدین اور اولاد کے درمیان خلاء ہے۔ دوری ہے۔ جس وجہ سے بہت سے گھر برباد ہو رہے ہیں۔ اس لئے کہ آج T.V، VCR، NTM، ڈش انٹینا، وڈیو گیمز، آڈیو کیسٹس، کمپیوٹر، اخبارات، اشتہارات، ناول، ڈائجسٹ، اور عریاں رسالے تصاویر کے اندر سے شرم و حیاء غائب کر کے نافرمانی، جنسی حرص اور ذہنی عیاشی پیدا کر رہے ہیں۔ اس لئے والدین کی دوستی ایسے ہی ضروری ہے جیسے زندہ رہنے کے لئے پانی اور ہوا۔

ماں آج پھر تیری اولاد کو اپنے بہتر اور رخشاں مستقبل کے لئے رہنمائی کی ضرورت ہے تو ہی ذات کا عرفان حاصل کر کے اللہ کا قرب حاصل کر کے انعام یافتہ بندوں میں شامل ہو کر اپنی اولاد کو بدل آباد کی زندگی سے روشناس کر دے۔ اپنی نسل کو بتا دے کہ مادی اقتدار عارضی ہے۔ مادی زندگی فریب کے لباس میں قید ہے۔ مادی اقتدار قوموں کے زوال کی علامت میں ہے۔ اس کے پجاری اخلاقی قدروں کو پامال کر دیتے ہیں۔ زمین آگ کا دریا بن جاتی ہے اور اس آگ میں مرد، عورت اور اولاد جل کر بھسم ہو جاتے ہیں۔ ماں ! اپنے بچوں کے دلوں میں انسانوں کی محبت بھر دے ایسی تربیت دے کہ نوع انسانی میں نفرت، تعصب اور حقارت کے جذبات مر جائیں۔ ایسی تعلیم دے کہ تیری اولاد مادیت کے عفریت سے نجات حاصل کر کے مادیت کے خالق کی کو اپنائے۔ مغرب میں تو سوسائٹی کی تباہی ہے۔ گرم ... کو ... لگتے ہیں چونکہ مادی ہے۔ دین کا ... بھی ... اور اولاد کا ... ہے۔ تجھے تیری ... کا واسطہ تو اپنی روحانی قوتوں سے ہمارا ... کرا دے۔

اگر آج ہی سے تمام والدین یہ عہد کر لیں کہ وہ اپنے بچوں کی صحیح نشوونما کے لئے انہیں اسلامی درس تدریس سے روشناس کرائیں گے اب مزید وقت ضائع کرنے سے اجتناب کریں گے تو اپنے بچوں کو پیارے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر چلنے کا درس دیں گے۔ تو آج بھی بگڑی ہوئی یہ نسل بہت جلد درست ہو جائے گی اور والدین کی شفقت مل جانے کے بعد انکی روحانی خوشی ہوگی کہ وہ معاشرے کے صالح افراد بن کر قوم و ملت کے لئے مفید ثابت ہوں گے۔

آؤ دعا کریں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہماری اولاد کو نیک بنائے اور ہمیں اس قابل بنائے کہ ہم خوف خدا سے مزین ہو کر اپنے لئے اور اپنی اولاد کے لئے بہترین راہ عمل تجویز کریں جس کا واحد سہارا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس تعلیم ہے، کیونکہ آج کے بگاڑ کا یہی ایک واحد حل ہے۔ بقول علامہ اقبالؒ

دونوں عالم کا تجھے مقصود گر آرام ہے
ان کا دامن تھام لے جن کا محمد نام ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی سب سے پہلی زوجہ محترمہ اور خاتون اسلام
سیدہ خدیجۃ الکبریٰ کے احوال و سوانح اور
فضائل و مناقب کا مختصر مجموعہ
ام المومنین حضرت سیدہ
خدیجۃ الکبریٰ
ابو ریحان ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید
ہدیہ 15/- روپیہ صفحات 40
اشاعت المعارف
فیصل آباد پاکستان فون نمبر 640324

Scanned with CamScanner

بڑھتی ہوئی فحاشی ایک یہودی چال ہے

محمد یونس قاسمی جہانیاں منڈی

آج کا دور فحاشی، بے حیائی، عریانیت اور بے غیرتی کا دور ہے۔ انسان اپنی آج کی ہونیوالی ترقیوں پر خوش فہمی میں مبتلا ہے اور ہر چیز کے اندر جدت پیدا کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔ کچھ سرپھرے جانور نما انسان فحاشی اور عریانی کو بھی ترقی اور جدت کا نام دیتے ہیں اور فحاشی اور عریانیت کا سب سے بڑا ہدف مسلمانوں کی نظریاتی شناخت اخلاقی اقدار، قومی کردار، ملی وقار اور ہماری خاندانی اکائیاں ہیں

اسلام کا جب ظہور ہوا، تاریکی کے اندر لوگوں کو روشنی کی ایک کرن نظر آئی۔ لوگ بدی کا راستہ چھوڑ کر حق کا راستہ اختیار کرنے لگے۔ اس نئے دین یعنی اسلام کے پیروکاروں کی بڑھتی ہوئی تعداد سے کفریہ طاقتیں اور باطل قوموں کو تشویش لاحق ہوئی۔ انہوں نے ہر ممکن کوشش کی کہ نیا دین لوگوں میں نشوونما نہ پا سکے۔ باطل قوتوں نے اس مقصد کے لئے مسلمانوں کو ہمیشہ کے لئے ختم کرنے کے لئے مسلمانوں پر کئی جنگیں مسلط کیں۔

مسلمانوں کو بھی اپنے رب کی طرف سے جہاد و قتال کا حکم مل چکا تھا۔ مسلمان اگرچہ نہتے تھے۔ وسائل سے محروم تھے مگر اپنے رب کے حکم سے میدان کارزار میں نکل آئے اور کفار کو ہر موقعہ پر شکست سے دوچار کیا۔ اب کفر سر جوڑ کر بیٹھ گیا کہ آخر وہ کیا چیز ہے جو انہیں شکست سے بچاتی ہے اور فتح سے ہمکنار کرتی ہے۔ اس مسئلے کے حل کے لئے کافی سوچ بچار کی گئی۔ بالآخر ان کے عقلوں نے اس بات کا اقرار کیا کہ ان کا خدا ان سے راضی نہیں ہے اور وہی ان کو شکست سے بچا رہا ہے اگر ان کو شکست دینی ہے تو ان سے ان کے خدا کو ناراض کرو۔

سوال یہ پیدا ہوا کہ کس طرح ان کے خدا کو ناراض کیا جاوے؟

جواب ملا کہ مسلمانوں کا لشکر ہم پر لشکر کشی کرنے کے لئے آ رہا ہے۔ ان کو اپنے شہر میں داخل ہونے سے پہلے اپنے ملک کے حسین ترین اور خوبصورت دوشیزاؤں کو فحاشی اور عریانیت کا ایک بے مثال نمونہ بنا کر راستے کے دونوں اطراف کھڑا کر دو۔ مسلمان ان کو دیکھیں گے اور ان خدا ان سے ناراض ہو جائے گا اور نہیں شکست فاش دلوائے گا۔ اس پلان پر مکمل عمل ہوا۔ مسلمانوں کے کمانڈر حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے معاملہ کی نزاکت کو سمجھتے ہوئے تمام مجاہدین کو حکم دیا کہ آج ہم پر بہت بڑا امتحان ہے۔ اب سے امتحان میں کامیابی کے لئے اپنی نظروں کی مکمل حفاظت کرو۔ لشکر نے اپنے کمانڈر کی بھرپور اطاعت کی اور 2 میل کے ایریے کے اندر پھیلی۔ ان عریانت کا شکار دوشیزاؤں کی طرف کسی ایک نے بھی نظر اٹھا کر نہ دیکھا۔ جنگ ہوئی اور ایک بار پھر مسلمان فتح سے ہمکنار ہوئے۔

کفریہ طاقتیں آج بھی اس فارمولے کے تحت مسلمانوں کے پیچھے لگی ہوئی ہیں کہ انہیں کہیں کا نہ چھوڑو۔ یہ چلتی پھرتی زندہ لاشیں بن جائیں۔ اس مقصد کے لئے اس نے مسلمانوں کے اندر بیہودہ قسم کا لٹریچر (تحریری و تصویری) بیہودہ فلمیں مسلمانوں کے اندر عام کر دی ہیں۔ دور جدید کا ایک فتنہ "ڈش انٹینا" اسی مقصد کے لئے روز بروز سستا ہوتا جا رہا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ اپ موت اپنے ہاتھ سے خریدیں۔

پاکستان کے ہر شہر کے اندر حتی کہ ہر قصبہ، چک اور ہر گاؤں کے اندر ڈش موجود ہے اور ان بیہودہ تحریری اور تصویری ... کے علاوہ ننگی فلمیں ہیں اور کئی کئی ہولی ویڈیو کی دکانوں پر یہ فلمیں عام ملتی ہیں۔ ایک تازہ اندازے کے مطابق پاکستان میں روزانہ تقریباً چھ کروڑ افراد بیہودہ فلمیں دیکھتے ہیں۔ ان بیہودہ فلموں کے فلم بینوں میں تقریباً 80 فیصد لوگ غیر شادی شدہ نوجوان ہیں اور وقت سے پہلے ہی اپنی زندگی تباہ کر کے قبر میں پاؤں لٹکا لیتے ہیں۔ ذرا اتنے پر زور دے کر سوچیں تو رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ وطن عزیز کے پچیس لاکھ روزانہ تباہی کے دہانے پر پہنچ رہے ہیں۔

صدر پاکستان اسلامی جمہوریہ پاکستان جناب رفیق احمد تارڑ سے بالخصوص اور وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف صاحب سے اور بالعموم ارباب اختیار سے گذارش ہے کہ مسلمان ہونے کے ناطے اس مسئلہ کا حل تلاش کریں۔ ایسے تمام سینما گھروں اور ویڈیو سنٹرز جہاں پر یہ مکروہ دھندہ کیا جاتا ہے۔ پابندی لگائی جائے اور ایسے تمام عناصر جو اس شیطانی کھیل میں ملوث ہیں۔ انہیں سرعام پھانسی دی جائے۔ یہ لوگ انسانیت کے قاتل ہیں اور یہ نہ صرف اسلام بلکہ پاکستان کے لئے بھی خیر خواہ نہیں ہیں۔

دنیا بھر کے غیر مسلم مفکرین، دانشور اور مستشرقین
کی طرف سے حقانیت اسلام کا کھلا اعتراف
غیر مسلموں کی گواہی
ہدیہ -/50 روپے ۔ صفحات 104
ناشر: اشاعت المعارف
... روڈ فیصل آباد پاکستان فون نمبر 640224

Scanned with CamScanner

خیر امت — اس کی وصیت — اس کی وفاداری

تحریر: - عبدالغفار محسن سیال گڑھ مہاراجہ ضلع جھنگ

قال الله تعالی عزو جل کنتم خیر امه اخرجت للناس تامرون بالمعروف و تنهون عن المنکر وتو منون باالله

ترجمہ:- حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ علیہ - سورہ ال عمران - آیت ۱۱۵)

لکھتے ہیں کہ "اس آیت میں امت محمدیہ کے خیرالامم ہونے کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ یہ خلق اللہ کو نفع پہنچانے ہی کے لئے وجود میں آئی ہے اور اس کا منصبی فریضہ یہ ہے کہ خلق اللہ کی روحانی اور اخلاقی اصلاح کی فکر اس کا منصبی فریضہ ہے اور پچھلی امتوں سے زیادہ امربالمعروف اور نہی عن المنکر کی تکمیل..... اس امت کے ذریعہ ہوئی - اگرچہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ پچھلی امتوں پر دائر تھا جس کی تفصیل احادیث صحیحہ میں مذکور ہے مگر اول تو پچھلی بہت سی امتوں میں جہاد کا حکم نہیں تھا اس لئے ان کا امربالمعروف صرف دل اور زبان سے ہو سکتا تھا۔ امت محمدیہ میں اس کا تیسرا درجہ ہاتھ کی قوت سے امربالمعروف کا بھی ہے جس میں جہاد کی تمام اقسام بھی داخل ہیں اور بزور حکومت اسلامی قوانین کی تنفیذ بھی اس کا جزء ہے - اس کے علاوہ امم سابقہ میں جس طرح دین کے دوسرے شعائر... غفلت عام ہو کر محو ہو گئے تھے - اسی طرح فریضہ امر بالمعروف بھی بالکل متروک ہو گیا تھا اور اس امت محمدیہ کے متعلق آنحضرت ﷺ کی یہ پیشگوئی ہے کہ اس امت میں تا قیامت ایک ایسی جماعت قائم رہے گی جو فریضہ امربالمعروف اور نہی عن المنکر پر قائم رہے گی"

(معارف القرآن جلد دوم ص ۱۳۹)

○... مشہور مذہبی سکالر ڈاکٹر غلام مرتضیٰ صاحب اپنی تفسیر اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ "مسلمانوں پر خلافت کی ذمہ داری" "یعنی اگر تم نے تقویٰ اختیار کیا اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھا اور تفرقے میں نہ پڑے تو پھر تم ہی وہ بہترین گروہ ہو جسے اللہ تعالیٰ نے اپنی خلافت کے لئے چن لیا ہے - چونکہ آنحضرت کی بعثت کے بعد انبیائے کرام کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے تو امت محمدیہ ہی تمام انبیا کی جانشین ہے - وہ کام کبھی ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا نبی آکر کیا کرتا تھا وہ سلسلہ ختم ہوا۔

اب کار نبوت یعنی بھلائی کا حکم اور برائی سے روکنے کا کام امت محمدیہ ہی کو کرنا ہے جو خلافت کیلئے چن لی گئی ہے یہ اہلیت اس وقت آئے گی جب ہم میں تین صلاحیتیں پیدا ہوں گی

ایمان شعوری طور پر خود کمانا ہے

اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنا ہے

اور محبت الٰہی کے نشہ میں خود کو رنگ کر میدان کار میں اترنا ہے" (القرآن جلد اول ص ۱۰۹- از ڈاکٹر ملک غلام مرتضیٰ صاحب

○.... پیر کرم شاہ الازہری اپنی تفسیر ضیاء القرآن میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں کہ "رسول اکرم ﷺ کی امت کو "خیرالامم" کے جلیل القدر لقب سے سرفراز کیا جارہا ہے کہ جتنی بھی امتیں آج تک صفحہ ہستی پر ظاہر ہوئی ہیں ،ان سب سے تم بہتر ہو۔

کیونکہ تمہاری زندگی کا مقصد بڑا پاکیزہ بہت بلند ہے تم اس لئے زندہ ہو اور اس لئے کوشاں ہو کہ حق کا بول بالا ہو - ہدایت کی روشنی پھیلے گمراہی کی ظلمت کافور ہو باطل کا طلسم ٹوٹ جائے اور اخلاق حسنہ کو قبولیت حاصل ہو - وہ حیوانی رسم و رواج جنہوں نے طاقتور کو ظالم اور زیر دست اور کمزور کو مظلوم و قسمت بنا رکھا ہے مٹ جائیں - اور اس کے ساتھ ساتھ سب سے بڑی صداقت (توحید) پر تم خود بھی ایمان لاچکے ہو اور دوسروں کو بھی اس کے قبول کرنے کی دعوت دیتے ہو - اگرچہ پہلی امتیں بھی امربالمعروف نہی عن منکر اور ایمان باللہ سے مشرف تھیں - لیکن جو شان تمہارے امربالمعروف کی ہے جو جلال تمہارے نہی عن المنکر میں ہے اور جو گہرائی' اور کمال تمہارے ایمان باللہ میں ہے وہ تم سے پہلے کسی امت کو نصیب نہیں ہوئی - نیز جس ہمت خلوص اور سرفروشی سے تم نے اس بار امانت کو اٹھایا ہے یوں آج تک کوئی نہ اٹھا سکا اس لئے تم اس کے جائز مستحق ہو کہ اقوام عالم کی بھری محفل میں تمہارے سر پر افضلیت کا تاج رکھا جائے---

ان وجوہات کے علاوہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے "خیرامم" ہونے کی ایک اور وجہ بھی ہے جو اس آیت میں ہی مذکور ہے یعنی دوسری قوموں کے فیضان ہدایت سے ایک محدود علاقہ ایک مخصوص قوم وہ بھی ایک مقررہ وقت تک مستفید ہو سکتی تھی لیکن تمہارے ابر کرم 'بحرو بر' نشیب و فراز 'سیاہ سفید 'نزدیک و دور ہر خطہ پر برسے گا اور ہر خطہ کے پیاسوں کی پیاس بجھائے گا۔ تمہاری برکتیں صرف اپنے لئے اور صرف اپنوں کے لئے نہیں بلکہ سب کے لئے ہیں اور یہ وہ شرف ہے جو کسی کو پہلے حاصل نہیں ہوا - یہ وہ جودو سخا ہے جس سے پہلے دنیا متعارف نہیں اخرجت للناس میں اسی امر کی طرف اشارہ ہے"

(ضیاء القرآن - تفسیر سورہ آل عمران از پیر کرم شاہ الازہری)

الغرض یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یعنی یہ دعوت و تبلیغ والا کام اس امت کا اصل کام ہے اور اس امت کا مقصد اصلی ہے - ہمارے اسلاف نے اس کام کو بخیر و خوبی انجام دیا تو عزت و رفعت کی انتہا تک پہنچے - نصرت و کامرانی ان کے قدم چومتی تھی - ہم اس مقصد اصلی سے پیچھے ہٹے تو طرح طرح کے مصائب و حوادث کا شکار ہو گئے - جیسا کہ قرآنی آیات و احادیث نبوی شاہد ہیں کہ اگر

بقیہ صفحہ نمبر ۳

معلومات عالم

ضیاالرحمان تلمسی ضلع مانسہرہ

1۔ حضرت آدم کو ابو البشر اور صفی اللہ کہا گیا ہے ابو البشر کے معنی انسان کا باپ صفی اللہ کے معنی خدا کا برگزیدہ۔

2۔ تورات میں ہابیل کا نام ایبل ABEL ہے اور قابیل کا نام قائن CAIN ہے

3۔ حضرت آدم نے زمین پر آنے کے بعد سب سے پہلے انگور کا پھل کھایا۔

4۔ حضرت ابراہیم کی تین نسلیں لگاتار پیغمبری پر معمور رہیں حضرت اسحٰق حضرت یعقوب' حضرت یوسف علیھما اسلام

5۔ حضرت نوح کا اصلی نام عبدالجبار تھا حیات الحیوان امام دمیری جلد اول)

6۔ حضرت نوح کی کشتی کی لمبائی 30 ہاتھ چوڑائی 50 ہاتھ

7۔ حضرت ابراہیم کے دو بھائی تھے جن کے نام ہارون و ہمور تھے۔

8۔ سب سے پہلے جن پیغمبر کے دور میں ایمان لانے والوں کے لئے لفظ مسلم استعمال ہوا وہ حضرت ابراہیم ہے۔

9۔ حضرت عبدالمطلب کو شیبہ بھی کہا جاتا ہے اس لئے کہ ان کی پیدائش کے وقت ان کے سر میں کچھ سفید بال تھے شیبہ کے معنی بوڑھا کے ہیں۔

10۔ حضرت عبداللہ کا نکاح جب حضرت آمنہ سے ہوا تو اس وقت ان کی عمر 25 برس تھی نکاح حضرت عبدالمطلب نے پڑھایا۔

11۔ حضرت محمد عربی ﷺ کی ولادت باسعادت کے وقت دو معجزے اہم رونما ہوئے ایک معجزہ یہ کہ ایک ہزار سال سے مسلسل روشن آتش کدہ فارس بجھ گیا تھا اور دوسرا کسریٰ کے محل پر زلزلہ

12۔ آنحضرت اپنے چچا ابو طالب کے مکان میں پیدا ہوئے تھے۔

13۔ حضرت ثوبیہ ابو لہب کی کنیز تھیں آنحضرت کی ولادت پر ابو لہب نے خوشی میں آزاد کر دیا تھا جو کہ آپ کی دایہ تھی۔

14۔ حضرت حارث بن ابی ہالہ کا خون اسلام کی راہ میں سب سے پہلے بہا۔

15۔ سب سے پہلے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے والے صحابی کا نام حضرت ابو سلمہ بن الاسود تھا۔

16۔ حضرت عمر فاروقؓ نبوت کے چھٹے سال اسلام لائے۔

17۔ عفرا بنت عبیدالانصاریہ النجاریہ کے سات بیٹے غزوہ بدر میں شریک ہوئے۔

18۔ حضرت مصعب بن عمیر کی شکل میں آنحضرت کی شکل مبارک سے ملتی تھی۔

19۔ صحابہ میں سب سے پہلے حضرت عثمانؓ نے قرآن پاک حفظ کیا تھا۔

20۔ حضرت عبداللہ بن انیس آنحضرت کی وفات کا صدمہ برداشت نہ کرتے ہوئے جاں بحق ہو گئے تھے۔

21۔ حضرت خالد بن ولید کا لقب سیف اللہ تھا اور حضرت سعد بن ابی وقاص کا لقب سیف الاسلام تھا۔

22۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف کے پیچھے آنحضرت نے ایک بار نماز پڑھی تھی۔

23۔ مدینہ منورہ میں پیدا ہونے والے پہلے صحابی عبداللہ بن زبیر تھے۔

24۔ مدینہ منورہ میں وفات پانے والے پہلے صحابی حضرت اسد بن زرارہ تھے۔

25۔ حضرت عمر فاروق کی شہادت کے بعد تین روز تک صہیب رومی خلیفہ رہے۔

26۔ اسلام کے لئے پہلے تیر چلانے والے صحابی کا نام حضرت سعد بن ابی وقاص تھا۔

27۔ اسلام کی راہ میں پہلی شہید صحابیہ حضرت سمیہ تھیں۔

28۔ آنحضرت ﷺ کے پہلے داماد حضرت ابو العاص تھے۔

29۔ حضرت خدیجہ کے بعد اسلام لانے والی دوسری صحابیہ حضرت ام الفضل تھیں۔

30۔ اسلامی تاریخ کی پہلی کتاب حضرت امیر معاویہ کے عہد خلافت میں لکھی گئی۔

31۔ حضرت ابو بکرؓ کی خلافت کے لئے سب سے پہلے حضرت عمر فاروق نے بیعت کی۔

32۔ حضرت ابراہیم بن ادھم رحمتہ اللہ علیہ مکہ معظمہ میں پیدا ہوئے تھے۔

33۔ حضرت خواجہ حسن بصری نے ام المومنین حضرت ام سلمہ کی گود میں پرورش پائی۔

34۔ حضرت شاہ ولی اللہ نے قرآن کا ترجمہ سب سے پہلے فارسی زبان میں کیا۔

35۔ حضرت عبدالقادر جیلانی ایران میں پیدا ہوئے اور آپ کا انتقال عراق بغداد میں ہوا۔

36۔ کشف الاسرار حضرت داتا گنج بخش کی تصنیف ہے۔

37۔ حضرت شاہ ولی اللہ کا سلسلہ نسب خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق اعظم سے ملتا ہے۔

38۔ شیطان جب فرشتہ تھا تو ملک الموت کے نام سے پکارا جاتا تھا۔

39۔ پہلی وحی: اقرا باسم ربک الذی خلق (سورہ علق آیت ۱ تا ۵)

40۔ آخری وحی: واتقو.....الی اللہ (البقرہ آیت ۱ تا ۲)

سیدنا حضرت
عبدالرحمن
بن عوف رضی اللہ عنہ
کا مختصر تعارف
ابو ریحان ضیاء الرحمن فاروقی شہید
ہدیہ 10/- روپیہ - صفحات 24
ناشر اشاعت المعارف
ریلوے روڈ فیصل آباد پاکستان فون نمبر 640024

Scanned with CamScanner

حضور صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت معلم اخلاق

از قلم: امجد مصطفیٰ سہرانی

چمن ہستی اجڑا پڑا تھا۔ ہر طرف خزاں اور باد سموم نے ایک طوفان برپا کر رکھا تھا۔ ہر طرف ویرانہ ہی ویرانہ وحشت و بربریت نے دنیا پر سکوت طاری کر رکھا تھا۔ دنیا گھپ اندھیروں سے معمور اور انسانیت کی حالت اس سے کہیں بری تھی۔ خونریزی و سفاکی عربوں کی فطرت ثانیہ بن چکی تھی۔ ذرا ذرا سی بات پر آن کی آن میں کشتوں کے پشتے لگ جاتے تھے۔ شراب و عیاشی کی گود میں غم لذت ما' بیٹیوں کا زندہ درگور کرنا ان کی دل لگی تھی۔ قانون قدرت ہے کہ جب موسم خزاں میں درختوں کے پتے جھڑ جاتے ہیں تو بہار کی دلفریب ہوائیں بھی بہت دور پیچھے نہیں رہتیں۔ بزرگ و برتر خدا کو انسانوں کی اس حالت زار پر ترس آیا۔ اس نے عرب کے مشہور شہر مکہ میں ایسے رہبر کامل کو آفتاب عالم تاب بنا کر بھیجا جس کی درخشش اور تابانی نے تاریک راہگزاروں کو بھی بقعہ نور بنا دیا۔

پیارے نبی نے شرک و عصیان' بت پرستی اور اوہام پرستی کے تناور درختوں کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیا۔ اور وہاں گلشن توحید کی معطر ہوائیں اٹکھیلیاں کرنے لگیں۔ مکہ کا یہ در یتیم لا الٰہ الا اللہ کی طرف بلاتا رہا۔ اور پوری انسانیت کو راہ ہدایت دکھانے میں مصروف رہا۔ جس کی پاداش میں طاغوتی طاقتوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ ہجرت پر مجبور کر دیا گیا۔ اور اس پر ظلم روا رکھا گیا۔ اس عزم صمیم کے مالک عظیم ترین انسان نے ایسی درندہ صفت قوم کی اس نہج سے راہنمائی کی کہ فتح و نصرت کی بلندیوں میں کوئی ان کا ثانی نہ بن سکا۔ ظلم و جہالت کی آغوش میں پرورش پانے والی قوم آن کی آن میں تہذیب و تمدن میں اس قدر بلند معیار تک پہنچ جاتی ہے کہ معاشی' معاشرتی' سیاسی' عسکری غرضیکہ زندگی کا کوئی زاویہ بہترین اصلاحات سے تشنہ نہیں رہتا۔

آپ کی اخلاقی تربیت کی بدولت فقط ملک کا طریق انتظام ہی نہیں بدلا بلکہ ذہنیتیں بدل گئیں۔ زاویہ نگاہ بدل گیا۔ سوچنے کا انداز بدل گیا۔ زندگی کا طرز بدل گیا۔ قلوب مسخر ہو گئے اخلاق کی دنیا بدل گئی۔ جو عصمت کے ڈاکو تھے وہ عصمت کے علمبردار بن گئے۔ اپنی بیٹیوں کو زندہ درگور کرنے والوں کے اندر انسانی جان کا اتنا احترام پیدا ہوا کہ کسی مرغ کو قتل ہوتا نہیں دیکھ سکتے تھے۔ حتیٰ کہ اونٹوں کو چرانے والوں نے اس عظیم شخصیت کی صحبت میں رہ کر قیصر کے تفاخر کو روندا' کسریٰ کا گریبان چاک کیا۔ غرض تاجدار اسلام کی اخلاقی تربیت کے اثر نے انسانی زندگی کے تمام شعبوں کو اپنے گھیرے میں لے لیا۔

حضور محسن انسانیت ہیں۔ انہوں نے اپنے سنہری اصولوں' سنہری ارشادات اور روشن کردار کے باعث انسانیت کو ذلت کے گڑھے سے نکال کر بام اوج و عظمت تک پہنچایا ہے۔ آپ نے زیر دستوں کو ظالموں کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کرنے کی ہمت بخشی انہوں نے انسان کی زندگی کی زنگ آلود صلاحیتوں کی اپنے اقوال زریں اور اعمال صالحہ سے مستقبل کیا ہے۔ جو سبق قرآن مجید نے دیا وہی سبق میرے آقا نے اللہ کے بندوں کو سکھلایا۔ اس لئے اگر میں حضور اکرم ﷺ کو چلتا پھرتا قرآن کہہ دوں تو بے جا نہ ہو گا۔ آپ دنیائے اسلام کے عظیم ترین معلم ہیں۔ جو آپ جیسے معلموں کی باتوں کو اپنا گئے؟ عمرؓ نے اپنایا تو فاروق اعظمؓ بن گئے۔ عثمانؓ نے اپنایا تو ذوالنورین بن گئے۔ علیؓ نے اپنایا تو مرتضیٰ بن گئے۔ حنظلہ نے اپنایا تو غسیل الملائکہ بن گئے۔ ابن عباس نے اپنایا تو مفسر قرآن بن گئے۔ ابن مسعود نے اپنایا تو محدث بن گئے۔

حیات انسانی کا کوئی پہلو ایسا نہیں جس کی تعلیم و تربیت معلم انسانیت نے نہ فرمائی ہو۔ بحیثیت حکمران' بحیثیت سیاستدان' بحیثیت مبلغ' بحیثیت سپہ سالار' غرضیکہ ہر زاویے سے آپ کی حیات طیبہ ہمارے لئے ایک عمدہ نمونہ ہے۔ آپ کا اٹھنا' سونا' جاگنا' چلنا' پھرنا' عین نمونہ اخلاق ہے۔ اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کی یہ گواہی کہ کان خلقه قرآن یعنی آپ کا اخلاق تو قرآن تھا۔ آپ کی تعلیم نے انسانیت کو جس کی اخلاقی قدریں بالکل اتھاہ گہرائیوں میں چلی گئی تھیں اور دنیائے انسانیت اپنے بلند و بالا اور ارفع و اعلیٰ مقام سے ہٹ کر ضلالت و گمراہی کے دلدل میں پھنس چکی تھی۔ اخلاق کے اعلیٰ و ارفع منصب پر فائز فرمایا۔ قرآنی تعلیم اور آپ کی اخلاقی زندگی میں سرمو فرق نہ تھا۔

آپ کو اخلاق سے وہی نسبت ہے جو آفتاب کو روشنی' درخت کو پھل' اور پھول کو خوشبو سے ہو سکتی ہے۔

قارئین کرام! آپ کی بلند اخلاقی کا اندازہ کیجئے کہ ستم گاران قریش اور حاسدین عرب آپ کے پاس آتے تو اٹھ کر مصافحہ فرماتے' چادر مبارک پر بٹھاتے اور شفقت سے گفتگو فرماتے۔ راستوں پر خار پاشی کرنے والوں کی عیادت کرنا آپ کا معمول تھا۔ حضرت علی المرتضیٰ کی روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ سے عرض کیا کہ آپ کی سنت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا ذکر الٰہی میرا۔ اعتماد میرا خزانہ' غم میرا رفیق' علم میرا ہتھیار' صبر میرا لباس' عجز میرا فخر' یقین میری قوت' صدق میرا حامی' اطاعت میری کفالت' جہاد میرا خلق اور نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

معلم اخلاق کی سیرت طیبہ غار حراء سے لے کر غار ثور تک' حرم کعبہ سے لے کر طائف کے بازاروں تک' امہات المومنین کے حجروں سے لے کر اہل بیت کے کاشانوں تک' مسجد نبوی کے کھمبوں سے لے کر بدر کی پہاڑیوں تک' ابو جہل سے لے کر ابو ذر تک' بزم سے لے کر رزم تک اور صلح سے لے کر جنگ تک پھیلی ہوئی

ہے۔ معلم اخلاق 'اخلاق' کی پاسداری فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں کہ خدا کی نظر میں بدترین آدمی قیامت کے دن وہ ہوگا جس کی بدزبانی اور فحش کلامی کی وجہ سے لوگ اس سے ملنا چھوڑ دیں۔

حضور اکرم ﷺ نے اپنے اخلاق کی بدولت لوگوں کے دلوں کو جیت لیا۔ وہ کفر جو اسلام کو نیست نابود کرنے اور آپ ﷺ کو ختم کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ وہ بھی آپ کو صادق اور امین کے لقب سے پکارتے تھے۔ آپ کا وجود ایک آفتاب عالم تاب تھا۔ جس سے اونچے پہاڑ ریتیلے میدان، بہتی نہریں، اور سرسبز کھیت اپنی اپنی استعداد کے مطابق تابش نور حاصل کرتے تھے۔ اور آپ کے اعلیٰ اخلاق سے اسلام کا بول بالا ہوا۔

زندگی کا کوئی پہلو عقائد کا ہو یا عبادت کا' دیانت کا ہو یا شرافت کا' خالق کا ہو یا مخلوق کا' آجر کا ہو یا مزدور کا' آقا کا ہو یا غلام کا' کاشتکار کا ہو یا مزارع کا' خاوند کا ہو یا بیوی کا' رزم کا ہو یا بزم کا ایسا نہیں جس میں آپ کا خلق عظیم ہماری راہنمائی نہ کرتا ہو۔ یہی اعلیٰ اخلاق ہی تو تھا جس نے عرب کی وادی "غیر ذی زرع" کے باسیوں کو دنیا بھر کا ہادی و مربی بنا دیا۔ میرے آقا نے انسان کو پستیوں سے اٹھا کر بلندیوں تک پہنچا دیا۔ وہ پاک نفوس جن کے اخلاق کی تربیت خود آقا دو جہاں نے فرمائی وہ صرف خود اعلیٰ اخلاق کے مالک نہ بنے بلکہ ان کے فیض سے ایک سلسلہ چل نکلا۔ چراغ سے چراغ جلتا گیا۔ جہان روشن ہوتا گیا۔ تاریخ کے صفحات میں صحابہ کرامؓ کے علاوہ امام ابو حنیفہ' امام مالک' امام شافعی' امام احمد بن حنبل' مولانا احمد لاہوری' محمد بن قاسم' صلاح الدین ایوبی' بطل حریت مولانا مفتی محمود اور بہت سی ایسی ہستیوں کے نام محفوظ ہیں جن کے اخلاق کی گواہی اپنے تو کیا غیر بھی دیتے ہیں۔

اگر حضور ﷺ نہ آتے تو دنیائے اخلاق تہہ و بالا ہوتی۔ کائنات ہستی وجود میں نہ آتی۔ زمین و آسمان کا تصور موہوم ہوتا۔ اور شرف انسانیت معدوم ہو جاتا۔ ہمارے گلے میں بھی جھوٹے خداؤں کی غلامی کا طوق ہوتا۔ دور افق تک اندھیرا ہوتا۔

معلم اخلاق کی تعلیمات سے عرب و عجم کی کایا پلٹ گئی۔ صدیوں سے گمراہی اور کفر و شرک کے عادی اخلاقی تعلیمات سے آراستہ و پیراستہ ہو کر ایک شاندار اور توانا تہذیب و تمدن کے بانی بن گئے۔ اور علم و حکمت کے وہ چراغ روشن کئے کہ صدیوں سے دنیا ان سے روشنی حاصل کر رہی ہے۔

قارئین کرام! آج جب کہ مظلوم انسانیت جبر و استبداد کے پنجے میں جکڑی دم توڑ رہی ہے۔ مسابقت کی دوڑ نے خلا میں کہرام برپا کر رکھا ہے۔ خواہشات نفس کی بے جا طوالت نے سکون قلب سلب کر لیا ہے۔ جس نے اپنے گرد حب ذات کا ایسا حصار کھینچ لیا ہے کہ وہ تاریخ اور کائنات سے کٹ کر رہ گیا ہے۔ ملک کی حالت دگرگوں ہے۔ افراتفری' لاقانونیت اور بدامنی اپنے عروج پر ہے۔ اخلاقی قدریں پامال ہو گئی ہیں اور اہل حق کو ہتھکڑیوں میں جکڑ کر جیلوں کی زینت بنایا جا رہا ہے۔ اور امن دین اسلام کو پھیلانے اور حق بیان کرنے سے زبردستی روکا جا رہا ہے۔ دینی مدارس جو کہ اسلام کے قلعے ہیں اور جہاں معلم اخلاق کی تعلیم کا دنیائے اسلام کو درس دیا جاتا ہے کو بند کرنے کی ناپاک سازشیں پروان چڑھائی جا رہی ہیں۔

بداخلاقی' خود غرضی اور بے حیائی و بدامنی کے باعث عوام اور حکمران پریشان و سرگرداں ہیں۔ ان حالات میں ہمارا فرض ہے کہ ہم اخلاق حمیدہ کے پیکر بنیں۔ اور اعلیٰ اخلاق کی بدولت یہ ثابت کر دکھائیں کہ چودہ سو سال بیت جانے کے بعد ہم نے آپ کی اخلاقی تعلیمات کو خیر باد نہیں کہا۔ اخلاق حسنہ کو اپنے اندر پیدا کرنا اور انہیں معرض اظہار میں لانا انسان' عالم اسلام اور اہل پاکستان کے مسائل کا واحد حل ہے۔ اخلاق محمدی ﷺ کے سانچے میں اپنی زندگیوں کو ڈھالنا فطرت انسانی کا تقاضا ہے۔ اس سے انسان عظیم اور پاکستان مضبوط اور اسلام کا قلعہ بن سکتا ہے۔

بقیہ 1

تمہیں یہ وہی ہادی اکبر ہے جس کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دی ہے یہ خدا کے ان برگزیدہ بندوں کے سپنوں کی تعبیر ہے جو ماضی کی ہولناک تاریکیوں میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کو پکارتے ہیں اے زمانے کے مظلوم اور مقہور انسانو! یہ تمہارا نجات دہندہ ہے قیصر و کسریٰ کے استبداد کی چکی میں پسنے والے غلامو تمہارے آلام اور مصائب کا دور ختم ہو چکا ہے جہالت اور گمراہی کی تاریکی میں بھٹکنے والو یہ تمہیں سلامتی کا راستہ دکھائے گا عدل و انصاف کے متلاشیو! اس کے ہاتھ ظلم کے پرچم سرنگوں کر دیں گے یتیموں بیواؤں اور زمانے کے ٹھکرائے ہوئے انسانو! یہ تمہارا سب سے بڑا وسیلہ ہے۔

(نسیم حجازی)

سب گھرانوں سے معزز ہے گھرانہ ان کا

شاعر اسلام

سید امین گیلانی صاحب

المرسل

ابو عثمان محمد اشرف علی ناصر مکتبہ محمودیہ فیصل آباد

ہو گیا دل میں میرے جب سے ٹھکانہ انکا
میرے ہونٹوں پہ ہے ہر وقت ترانہ ان کا
وہ گئے کعبے سے اقصیٰ تو وہاں سے تا عرش
آؤ میں تم کو سناتا ہوں فسانہ ان کا
وہ سواری بھی نرالی تھی نرالے تھے سوار
دوش پر اپنے نواسوں کو بٹھانا ان کا
انکی چشمین پہ قربان میں جنہوں نے دیکھا
اپنی چشمین کو سر سے سجانا ان کا
مسکرا کر کبھی ملنا وہ بڑے بوڑھوں سے
ننھے بچوں سے کبھی ہاتھ ملانا ان کا
حسن اخلاق سے کرتے تھے دلوں کو وہ شکار
کبھی چوکا ہی نہ تھا ان سے نشانہ ان کا
مہ کامل بھی جسے دیکھ کے ہوتا تھا نثار
رخ پرنور کچھ ایسا تھا سہانا ان کا
انکے اصحاب ہیں کل نبیوں کے اصحاب سے خوب
سب گھرانوں سے معزز ہے گھرانہ ان کا
ہر زمانے میں زمانہ یہ گواہی دے گا
ہر زمانے سے مبارک ہے زمانہ ان کا
ملک و جن و بشر وجد میں آئے سن کر
ایک اعجاز تھا قرآن سنانا ان کا
قابل دید تھا کعبے میں تھے جتنے بھی صنم
جوش توحید میں وہ توڑنا ڈھانا ان کا
دین ہے ان کا ادب انکی محبت ایمان
یہ محبت یہ ادب بھول نہ جانا ان کا
کتنے بیتاب تھے وہ بخشش امت کے لئے
جاگ کے راتوں کو وہ اشک بہانا ان کا
ان کے آنے سے ابھی کھل اٹھی ساری دنیا
ساری دنیا کو مبارک ہوا آنا ان کا

مولانا حفیظ الرحمان طاہر جسووال

اسلامی تاریخ کا عظیم سانحہ

پیغمبر اسلام علیہ السلام کی وفات ہے

ربیع الاول کا مہینہ اسلامی تاریخ میں بڑی خصوصیت کا حامل ہے۔ یہی وہ مقدس اور باسعادت مہینہ تھا کہ دنیا کفر و باطل کے اندھیروں کو ختم کرنے کے لئے اللہ نے اپنے پیارے رسول ﷺ محمد عربی ﷺ کو سراج منیر بنا کر مبعوث فرمایا۔ اس لحاظ سے یہ مہینہ انتہائی خوشی اور مسرت کا مہینہ ہے۔ لیکن پھر اسی خوشی کے ظہور کے 63 برس بعد مسلمانوں کو سب سے بڑے دکھ اور سانحے سے دو چار ہونا پڑا اور وہ رسول اکرم ﷺ فداہ ابی وامی کی رحلت کا سانحہ ہے۔

رسول اکرم ﷺ سے بڑھ کر اس حقیقت سے کون واقف ہو سکتا تھا کہ آپ ﷺ کی تشریف آوری کا مقصد کب پورا ہوگا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے رفیق اعلیٰ کے پاس جانے کی تیاری بہت پہلے سے شروع کر دی تھی۔ عبادت اور تسبیح و تہلیل میں پہلے بھی کمی نہ تھی۔ اب اور اضافہ ہو گیا۔ ہر سال رمضان میں دس روز کا اعتکاف تو معمول تھا لیکن رمضان ۱۰ھ کے بیس روز اعتکاف میں گزرے۔ رحلت سے تقریباً ۶ ماہ قبل سورہ نصر کا نزول بھی سانحہ وفات کے قریب آ جانے کا واضح نشان تھا۔ صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اذا جاء نصراللہ والفتح کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا یہ رسول اللہ کی وفات ہے جس کا علم اللہ نے آپ کو دیا۔

حجۃ الوداع میں جو خطبے آپ ﷺ نے ارشاد فرمائے ان کے بعض الفاظ میں بھی رخصت اور وداع کا انداز تھا مثلاً فرمایا "شاید اس حج کے بعد میرے لئے حج کی نوبت نہ جائے۔ غزوہ احد کے موقع پر شہداء کی نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی تھی رحلت سے کچھ دن پہلے ماہ صفر میں آپ ﷺ احد تشریف لے گئے نماز جنازہ پڑھی۔ ان سے اس طرح رخصت ہوئے جیسے مرنے والا اپنے زندہ عزیزوں سے رخصت ہوتا ہے۔ واپس تشریف لا کر خطبہ ارشاد فرمایا "میں تم سے پہلے حوض کوثر پر جا رہا ہوں تاکہ اللہ کی بارگاہ میں تمہارے متعلق شہادت دوں۔ خدا کی قسم میں اس وقت حوض کو اپنے سامنے دیکھ رہا ہوں۔"

حضور اکرم ﷺ کے آزاد کردہ غلام ابو مویہبہ کی روایت ہے کہ ایک روز حضور ﷺ نے وسط شب میں فرمایا کہ اے ابو مویہبہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اہل بقیع کے لئے استغفار کروں میرے ساتھ چلو۔ آپ ﷺ روانہ ہوئے میں ساتھ ہو لیا۔ آپ ﷺ نے دیر تک اہل بقیع کے لئے دعا فرمائی پھر فرمایا کہ میرے سامنے دنیا بھر کے خزانے' بقائے دوام اور آخر میں جنت پیش کی گئی دوسری طرف پروردگار کی ملاقات اور جنت رکھی گئی۔ میں نے لقائے الٰہی اور جنت کو اختیار کیا۔

پھر ایک خطبہ ارشاد فرمایا جو حالت صحت میں آپ ﷺ کا آخری خطبہ سمجھا جاتا ہے فرمایا مسلمانو! مرحبا اللہ تمہیں اپنی رحمت کے سائے میں رکھے۔ تمہاری شکستہ دلی دور فرمائے۔ تمہارا معاون و دستگیر ہو تمہیں رزق اور برکت دے۔ تمہاری مدد کرے عزت و رفعت سے سرفراز رکھے۔ امن و عافیت سے شادکام فرمائے۔ میں تمہیں تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں۔ اللہ ہی کو تمہارا وارث بناتا ہوں۔ اسی سے ڈراتا ہوں۔ کیونکہ میں نذیر مبین ہوں۔ دیکھنا اللہ بستوں اور اس کے بندوں میں تکبر اور برتری اختیار نہ کرنا۔ اللہ نے مجھے اور تمہیں حکم دیا ہے کہ یہ آخرت کا گھر ہم ان لوگوں کو دیتے ہیں جو زمین میں تکبر اور برتری اور فساد کا ارادہ نہیں کرتے اور آخرت کی کامرانی صرف پرہیزگاروں کے لئے ہے۔ آخر میں ارشاد ہوا تم سب پر سلام اور ان سب پر سلام جو اسلام کے ذریعے میرے بیعت میں داخل ہوں گے۔

علالت کا آغاز ۱۸ یا ۱۹ صفر بروز چہار شنبہ (بدھ) ہوا۔ اس روز ازواج مطہراتؓ میں اے ام المومنین حضرت میمونہؓ کے ہاں قیام کی باری تھی۔ مرض بڑھتا گیا۔ ضعف و نقاہت میں اضافہ ہو گیا۔ مگر آپ ﷺ مسجد میں برابر نماز ادا کرتے رہے۔ حتیٰ کہ ۲۴ یا ۲۶ صفر تک ضعف اتنا بڑھ گیا کہ بغیر سہارے کے چلنا دوبھر ہو گیا۔ ازواج مطہراتؓ سے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ کے گھر میں قیام کی اجازت لی اور ان کے حجرہ میں تشریف لے آئے۔

• اسی حالت میں بھی آپ ﷺ نماز کے لئے مسجد تشریف لے جاتے رہے۔ چہار شنبہ کو جو آخری نماز آپ ﷺ نے پڑھائی وہ مغرب کی تھی۔ اس کے بعد غشی کا غلبہ ہو گیا۔ عشاء کا وقت ہوا تو دریافت فرمایا نماز ہو چکی؟ عرض کیا گیا "سب کو حضور ﷺ کا انتظار ہے۔" آپ ﷺ نے غسل فرمایا پھر اٹھنا چاہا کہ غش آگیا افاقہ ہوا تو پھر پوچھا نماز ہو گئی؟ لوگوں نے وہی پہلا جواب دیا آپ ﷺ نے پھر غسل فرمایا اور جب اٹھنا چاہا تو غش آگیا افاقہ ہوا تو پھر دریافت فرمایا وہی جواب ملا اور تیسری دفعہ جسم پر پانی ڈالا اٹھنے کا ارادہ فرمایا تو پھر غشی طاری ہو گئی۔ جب افاقہ ہوا تو ارشاد فرمایا کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھائیں۔ جو شخص یہ حکم لے کر مسجد میں پہنچا اسے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نظر نہ آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ نماز پڑھا دیجئے۔ حضرت عمر

Scanned with CamScanner

ؓ یہ سمجھ کر تیار ہو گئے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہو گا۔ ایک روایت میں ہے کہ خود حضرت صدیق اکبر ؓ نے حضرت عمر ؓ سے کہہ دیا تھا کہ آپ نماز پڑھائیں کیونکہ ان کی آواز بلند تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کی آواز سن لی تو فرمایا نہیں نہیں ابن قحافہ ؓ ہی نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ ؓ کے کہنے پر بھی کہ ابوبکر ؓ رقیق القلب ہیں کسی اور کو نماز پڑھانے کا حکم فرمایا جائے۔ حضور ﷺ نے یہی جواب ارشاد فرمایا تھا کہ نہیں ابوبکر ؓ کو حکم کرو کہ وہی نماز پڑھائیں۔ پنج شنبہ کو ظہر کے وقت بیماری سے ذرا افاقہ محسوس ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھ پر پانی بہاؤ۔ پھر حضرت عباس ؓ اور حضرت علی ؓ کے سہارے مسجد میں تشریف فرما ہوئے۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نماز پڑھا رہے تھے۔ آہٹ پا کر پیچھے ہٹے۔ آپ ﷺ نے اشارے سے روکا اور ان کے پہلو میں بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ اس کے بعد ایک خطبہ ارشاد فرمایا جو عموماً آپ ﷺ کا آخری خطبہ سمجھا جاتا ہے۔ خطبے کا آغاز ان الفاظ سے ہوا۔

"اللہ تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا کہ وہ دنیا کی نعمتیں لے لے یا خدا کے پاس جو کچھ ہے اسے قبول کر لے۔ اس بندے نے وہی قبول کیا جو اللہ کے پاس ہے" یہ سنتے ہی حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی زبان سے نکلا ہمارے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان! پھر بے اختیار آنسو جاری ہو گئے۔ حضور ﷺ نے اپنے رفیق غار حرا کو رونے سے منع کیا اور فرمایا ابوبکر ؓ اپنے آپ پر رحم کر۔ پھر مجھ سے مخاطب ہوئے۔ میں تمام لوگوں میں سب سے بڑھ کر ابوبکر ؓ کے مال اور رفاقت کا ممنون ہوں۔ اگر امت میں سے کسی کو خلیل بناتا تو ابوبکر ؓ کے دروازے کے جو پہلے لوگ تھے۔ وہ انبیاء و صالحین کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیتے تھے۔ خبردار تم قبروں کو عبادت گاہ نہ بنانا میں تمہیں اس سے منع کرتا ہوں۔ لوگو! اسامہ ؓ کے لشکر کو روانہ کر دو۔ اب اگر تم نے اسامہ ؓ کی امارت میں کلام کیا ہے تو اس کے والد کی امارت میں بھی کلام کر چکے ہو۔ حالانکہ اسامہ ؓ بھی امارت کے لائق ہے۔ جس طرح اس کے والد امارت کے لائق تھے اور وہ ان لوگوں میں سے تھے جو سب سے زیادہ عزیز تھے۔ جو مجھے سب سے زیادہ محبوب تھے اور اسامہ ؓ بھی ان لوگوں میں سے ہے جو مجھے سب لوگوں میں سے محبوب ہیں۔

دیگر صحابہ ؓ کی طرح رسول اللہ ﷺ کی علالت سے انصار بھی بہت پریشان تھے۔ اپنی مجلسوں میں حضور اکرم ﷺ کی محبتیں یاد کر کر کے روتے تھے۔ آپ کو بھی اس کی خبر پہنچ گئی تھی۔ چنانچہ خطبے میں ارشاد فرمایا میں انصار کے لئے بھلائی کی وصیت کرتا ہوں۔ انہوں نے تم سے پہلے مدینہ کو اپنا وطن بنایا اور ایمان اپنے اوپر لازم کر لیا۔ کیا اپنے پھلوں میں انہوں نے تمہیں شریک نہیں کیا؟ کیا انہوں نے تمہارے لئے مکانوں میں وسعت پیدا نہیں کی۔ کیا انہوں نے احتیاج کے باوجود اپنی ذات پر تمہیں ترجیح نہیں دی؟ ابن سعد نے طبقات میں غالباً اسی خطبہ مبارک سے یہ ارشاد نقل کیا ہے۔ تم میں سے بعض کے حقوق مجھ سے وابستہ تھے میں بھی بشر ہوں۔ جس شخص کی آبرو کو مجھ سے نقصان پہنچا ہو تو میری آبرو یہ ہے اسے بدلہ لے لینا چاہئے۔ جس شخص کے جسم کو کوئی تکلیف پہنچی ہو تو میرا جسم موجود ہے اسے بدلہ لے لینا چاہئے۔ جس شخص کے مال میں مجھ سے نقصان ہوا ہو تو یہ میرا مال ہے وہ لے لے۔ یا مجھے بری کر دے تاکہ میں اپنے رب سے ملوں تو تمام میری طبیعت میں ہی نہیں۔ جس شخص کا نفس کسی بری بات میں اسی پر غالب آگیا ہو تو وہ مجھے بتائے میں اس کے لئے دعا کروں۔ آپ ﷺ یہ ارشاد فرما چکے تو ایک شخص نے اٹھ کر عرض کی اللہ کے رسول ﷺ آپ ﷺ کے پاس ایک سائل آیا تھا۔ آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا اور میں نے اسے تین درہم دے دیئے تھے۔ فرمایا درست ہے فضل بن عباس ؓ اسے وہ درہم دے دو تین درہم کی حقیری رقم یاد دلانا بظاہر بہت ہلکی بات معلوم ہوتی ہے لیکن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طبائع حضور ﷺ کی صحبت اور تعلیم کے بعد اسی قدر مصفی ہو گئی تھیں کہ آنحضرت ﷺ کی ہر بات کو پوری امت کی تربیت کا وسیلہ بنانا ان کی سرشت میں داخل ہو گیا تھا۔ کسی معمولی سی معمولی بات کو بھی چھپا کر رکھنے کے روادار نہیں تھے۔ حضور اقدس ﷺ کی زبان مبارک سے جاری ہونے والے ایک ایک لفظ کو لباس عمل پہنانے کے ذمہ دار یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی تھے۔

پنج شنبہ کے خطبے کے بعد آپ ﷺ گھر تشریف لائے تو بیماری کی شدت اور نقاہت کے باعث پھر باہر نہ نکل سکے۔ وفات سے ایک روز پہلے یعنی اتوار کے روز آپ نے تمام غلام آزاد کر دئیے جن کی تعداد بعض روایتوں میں چالیس بیان کی گئی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حضور ﷺ نے عملاً کبھی کسی کو غلام نہیں رکھا۔ بہ اعتبار حسن سلوک اسے پہلے ہی دن آزاد فرما دیتے تھے۔ شاید اب بعض کی آزادی کا باضابطہ اعلان مناسب سمجھا گیا۔ کاشانہ مبارک میں چھ یا سات دینار کی رقم اتفاقیہ رہ گئی تھی وہ تقسیم کرا دی۔ اپنے تمام ہتھیار مسلمانوں کے لئے مہیا کر دیئے۔

مرض میں شدت اور تخفیف ہوتی رہتی تھی۔ جس دن وفات ہوئی بظاہر طبیعت کو سکون تھا۔ حجرہ مبارک مسجد سے ملا ہوا تھا۔ آپ ﷺ نے پردہ اٹھا کر دیکھا تو لوگ خلیفہ بلافصل سیدنا ابوبکر صدیق ؓ کی اقتداء میں فجر کی نماز میں مشغول تھے۔ آپ ﷺ مسرت سے مسکرائے لوگوں نے آہٹ پا کر خیال کیا کہ شاید آپ ﷺ باہر تشریف لانے والے ہیں۔ فرط مسرت سے قریب تھا کہ لوگوں کی نمازیں ٹوٹ جائیں۔ حضرت ابوبکر ؓ نے چاہا کہ پیچھے ہٹیں آپ ﷺ نے اشارے سے روک دیا اور پردہ گرا دیا۔ یہ آخری موقع تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جمال اقدس کی زیارت کی۔ حضرت ابوبکر ؓ نماز پڑھانے کے بعد سخ چلے گئے۔ سہ پہر کو سینہ مبارک میں خرخراہٹ محسوس ہونے لگی۔ اس اثناء میں لب ہائے مبارک کو جنبش ہوئی تو یہ الفاظ سنے گئے **الصلوۃ الصلوۃ وما ملکت ایمانکم** نماز' نماز اور لونڈیوں اور غلاموں کا خیال رکھنا۔ پھر انگلی سے آسمان کی طرف اشارہ فرمایا اور تین مرتبہ فرمایا **اللھم الرفیق الاعلیٰ** تیسری مرتبہ یہ الفاظ ادا ہوئے اور روح پاک عالم قدس میں پہنچ گئی۔ **اللھم صل علی سیدنا و مولانا محمد الف الف مرہ بعدد کل ذرہ**

ربیع الاول کی بارہ تاریخ تھی دوشنبہ کا

Scanned with CamScanner

دن اور سہ پہر کا وقت عمر مبارک 63 سال سے آٹھ یوم کم تھی عند الجمہور یوم وفات 12 ربیع الاول ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اسلامی دنیا پر جو قیامت گذری ہو گی۔ اس کا آج تصور کرنا بھی مشکل ہے۔ روایات سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس ناگہانی ضرب نے ان کو انتہائی پریشان خاطر اور غیر معمولی فکر میں مبتلا کر دیا۔ ان کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ یکایک یہ کیا ہو گیا اور اس صورت حال میں کیا کیا جائے۔ شیفتگان رسالت کے شیشہ دل کو پہنچنے والی اس ٹھیس کا اندازہ لگانے کے لئے ذرا اس حقیقت کو بھی پیش نظر رکھئے کہ جن شخصیتوں کو اس حادثہ فاجعہ کا سامنا کرنا پڑا۔ ان جیسی والہانہ محبت کرنے والی جماعت کی دنیا کی تاریخ میں ڈھونڈنے سے مثال نہیں ملتی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے محبوب ﷺ کے اردگرد جانی اور مالی قربانیوں کا جو درخشاں ہالہ قائم کر دیا تھا۔ اس نوع کی چند جھلکیاں بھی کسی کے دشمن سے وابستہ نہیں پائی جاسکتیں۔ ان جانثاران جادہ حق کے سامنے نصب العین یہ تھا کہ کلمہ حق بلند ہو عالم انسانیت دنیا اور آخرت کی فلاح کی راہ پر گامزن ہو جائے۔ اس نصب العین کی خاطر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی قیادت میں زخموں پر زخم کھائے' مال لٹائے' سر کٹوائے مجبوری اور بیچارگی میں نہیں مگر انتہائی شوق و رضا اور معجزنما خوشدلی کے ساتھ ان کے ایمان کا پیمانہ ان کے محبوب کا یہ فرمان تھا۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ تم میں سے کوئی مومن نہیں ہو سکتا۔ جب تک میری ذات اس کے نزدیک باپ' بیٹے اور دنیا بھر کے لوگوں سے محبوب تر نہ ہو جائے۔ (بخاری' کتاب الایمان) صحابہ کرامؓ میں سے ایک ایک فرد نے اس پیمانے پر پورا اترنے میں اپنی استطاعت کے مطابق کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی۔ ان کے دل پر رسول ﷺ کی وفات سے جو گذری ہو گی اس کا تصور بھی ہم لوگ نہیں کر سکتے۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز فجر کے بعد حضور ﷺ کی طبع مبارک بظاہر بہتر پا کر سنح چلے گئے تھے۔ واپس آئے تو مسجد اور حجرہ عائشہؓ میں قیامت برپا تھی۔ اندر آتے ہی چہرۂ مبارک سے چادر ہٹائی ترجیع پڑھی اور کہا واللہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی۔ چہرے کو بوسہ دیا اور روئے ساتھ ہی کہا میرے ماں باپ آپ ﷺ پر فدا ہوں۔ خدا کی قسم آپ ﷺ پر اللہ دو موتیں کبھی جمع نہیں کرے گا۔ جو موت آپ ﷺ کے لئے لکھی جا چکی تھی۔ اس کا ذائقہ آپ ﷺ نے چکھ لیا' اب ابد تک موت آپکا دامن نہ چھو سکے گی۔ مسجد میں پہنچے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرما رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے وفات نہیں پائی۔ خبردار میں کسی کو یہ کہتے نہ سنوں کہ رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے ہیں۔ آپ ﷺ کو بلایا گیا ہے۔ جس طرح موسیٰ علیہ السلام کو بلایا گیا تھا۔ اور چالیس راتیں اپنی قوم سے غائب رہے تھے۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا عمر رضی اللہ عنہ چپ ہو جاؤ پھر منبر پر چڑھے۔ حمد و ثنا کے بعد یہ آیت پڑھی انک میت و انہم میتون پھر فرمایا تم میں سے جو شخص حضرت محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا تو آپ ﷺ وفات پا چکے ہیں اور جو شخص اللہ کی عبادت کرتا ہے تو اللہ زندہ ہے اور کبھی نہیں مرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وما محمد الا رسول یعنی محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ ان سے پہلے بھی اللہ کے رسول ﷺ گذر چکے ہیں پھر اگر وہ وفات پا جائیں یا قتل ہو جائیں تو کیا تم راہ حق سے الٹے پاؤں پھر جاؤ گے؟ تو جو کوئی راہ حق سے الٹے پاؤں پھر جائے تو وہ اللہ کا کچھ نہیں بگاڑے گا۔

اس مختصر خطبے نے سب کو رسول اللہ ﷺ کی وفات کا یقین دلایا۔ جنہیں احساس تھا کہ حضور ﷺ اس دنیا سے رحلت فرما گئے ہیں۔ وہ بھی اس خطبے کو سنکر منزل یقین پر پہنچے بعض نے تو اعتراف کیا کہ جب تک ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت نہیں پڑھی تھی اس وقت تک احساس نہ تھا کہ یہ آیت بھی نازل ہو چکی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت سنی تو فرمایا میرے پاؤں ٹوٹ گئے اور کھڑے رہنے کی تاب مجھ میں نہ رہی۔ یقین ہو گیا کہ واقعی رسول اللہ ﷺ اسی دنیا سے رحلت فرما گئے۔

وصلی اللہ علی النبی الامی و علی الہ و اصحابہ اجمعین

> تیرے سب سے بڑے دشمن تیرے ہم نشین ہیں۔ ([redacted] ہے۔
>
> (مولانا حق نواز جھنگویؒ)

قائد سپاہ صحابہ علامہ علی شیر حیدری جرنیل سپاہ صحابہ مولانا محمد اعظم طارق اور خادم حسین ڈھلوں چیئرمین سپاہ صحابہ ویلفیئر ٹرسٹ کا

اہم پیغام

سپاہ صحابہ ملک اور بیرون ممالک کے جملہ ذمہ داران عہدیداران و کارکنان سے گذارش ہے کہ سپاہ صحابہ ویلفیئر ٹرسٹ کے لئے جمع شدہ قربانی کی رقم اور سالانہ امدادی فنڈ اسکیم 1997ء زکواۃ و فطرانہ فنڈ اسکیم کی جمع شدہ رقوم فوراً مرکز میں جمع کروائیں۔

کسی بھی یونٹ کو ہرگز اس کی اجازت نہیں ہو گی کہ وہ مرکزی رقوم اپنی مرضی سے خرچ کریں۔ ساری رقم مرکز میں جمع کروائیں اور جو ضرورت ہو وہ مرکز سے رجوع کریں۔ انشاء اللہ آپ کی توقعات پر پورا اترنے کی کوشش کریں گے۔

مندرجہ ذیل ذرائع کے مطابق رقوم بھجوا سکتے ہیں۔

بصورت ڈرافٹ:۔ سپاہ صحابہ ویلفیئر ٹرسٹ اکاؤنٹ نمبر 2745 یو بی ایل ٹیمپل روڈ برانچ لاہور

بصورت منی آرڈر:۔ ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں جامع مسجد حق نواز شہیدؒ جھنگ صدر

یا حیی — یا قیوم

یا اللہ مدد

مسلک اہل سنت والجماعت و اکابرین علماء دیوبند کی

عظیم دینی درس گاہ

مدرسہ عربیہ رحمانیہ

چوپڑہٹہ ——— تحصیل کبیروالا ضلع خانیوال

مدرسہ کو قائم ہوئے الحمد اللہ 27 سال ہو گئے ہیں، مدرسہ قرآن کریم کی تعلیم و تربیت کا عظیم فریضہ ادا کرنے کے ساتھ ساتھ مسلک حقہ کی خوب ترجمانی کر رہا ہے، مدرسہ سے اب تک 200 طلباء و طالبات قرآن کریم حفظ کر چکے ہیں- مدرسہ میں 15 کمرے ایک عظیم الشان جامع مسجد واقع ہے، مدرسہ میں 100 طلباء زیر تعلیم ہیں جن میں 70 طلباء کے قیام و طعام مدرسہ کے ذمہ ہے-

مدرسہ علاقہ کی عظیم مذہبی و سماجی شخصیت حاجی بشیر احمد ظفر کی زیر نگرانی تعمیر و ترقی کی طرف رواں دواں ہے-

مدرسہ کی آمدنی کا کوئی مستقل ذریعہ نہیں ہے احباب صدقہ خیرات قربانی عشر کے موقع پر مدرسہ کو یاد رکھیں-

محمد عثمان حیدری خطیب جامع مسجد فاروق اعظم مدرسہ چوپڑہٹہ ضلع خانیوال | **فون** 410200 06901

اسلام میں پردے کی اہمیت اور ہمارا طرز عمل

تحریر: محمد احسن معاویہ جوکالیاں منڈی بہاولدین

اسلام ایک مکمل دین ہے ہمارے آخری نبی الزمان جو اس اسلام کے داعی و مبلغ تھے وہ عالم گیر نبی ہیں جو شخص اسلام کا دعویٰ کرے اس کے لئے پیارے نبی حضرت محمد کی زندگی نمونہ اور ماڈل ہے پیغمبر انقلاب ﷺ تمام کائنات کے لئے رحمت ہیں اب جو بھی حضور ﷺ کی سیرت مطہرہ پر عمل کرے گا اس کے لئے اسی میں بھلائی ہوگی۔ پیارے پیغمبر ﷺ نے زندگی کے ہر شعبہ کے لئے جو ب باتیں بتادیں ہیں ظاہری طور پر ہمیں وہ چاہئے بر لگیں لیکن حقیقت میں اس میں ہمارے لئے فائدہ ہے۔

عورت جو ایک غیر معمولی چیز ہے۔ یہ قدرت کی ایک عظیم شے ہے' یہ رونق بزم جہاں ہے یہ مرد کے لئے آسمانی تحفہ ہے یہ نوع انسانی کی بہت پیاری صنف ہے یہ روح کی نکہت اور دل کی راحت ہے۔ شرم کی کان اور عزم کی چٹان ہے' حسن کا پیکر' محبت کا ساگر ہے' پھول کی خوشبو' کلی کی مسکان ہے الغرض عورت قدرت کی بہترین تخلیق اور مرد کے دل کی تسکین اور زندگی کی بہترین حسین تحریک بھی ہے' اور عورت اگر بچوں کی ماتا ہے تو شوہر کی جان ہے۔ اللہ کی ذات نے عورت کی بہت خوبیوں سے نوازا ہے۔ اسلام نے عورت کو بہت اونچا مقام دیا ہے۔ عورت کی عزت اس صورت میں باقی رہ سکتی ہے جب تک اللہ کے حکم اور نبی پاک ﷺ کے طریقہ پر زندگی گزارتی رہیں گی۔ پیارے پیغمبر نے عورت کی شرم و حیاء' عفت و عصمت' کی بقا کے ئے عورت کو پردے کا حکم دیا ہے۔ یہ ساری تمہید باندھنے کا مقصد یہ تھا کہ میں آپ کے سامنے حضور ﷺ کے وہ ارشاد جو آپ نے پردے کے بارے میں فرمائے ہیں بتانا چاہتا ہوں۔

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب پردہ نسواں کی آیت نازل ہوئی تو آپ ﷺ نے سب سے پہلے مردوں کے سامنے ایک چادر وغیرہ کا پردہ ڈال کر حضرت زینب رضی اللہ عنہا کو اندر مستور کردیا اس کے بعد تمام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن کا معمول یہ ہوگیا تھا کہ گھر میں رہ کر پردکرتی تھیں اور پردہ کے معاملہ میں بڑی احتیاط رکھتی تھیں (بحوالہ تفسری معارف انورن جلد ۷ ص ۲۱۴)

قال اللہ وقرن فی بیوتکن ولا تبرحسن تبرج الجاھلیتہ الاونی (سورہ احزاب)

ترجمہ و تشریح

اللہ کا ارشاد ہے کہ اے عورتوں! تم اپنے گھروں میں قرار کے ساتھ رہو اور قدیم زمانہ جاہلیت کے دستور کے موافق مت پھرو۔ آیت کا منشاء یہ ہے کہ عورتوں کا اصل دائرہ کار اس کا گھر ہے۔ نہ کہ باہر۔ اس کو اسی دائرہ میں اطمینان کے ساتھ اپنے فرائض انجام دینے چاہیں۔ اور محض کپڑا اوڑھ لپیٹ کر پردہ کرنے پر اکتفا نہ کرے بلکہ پردہ اس طریقہ سے کریں کہ بدن مع لباس نظر نہ آئے۔ پردے کے بغیر گھروں سے باہر نکلنا زمانہ جاہلیت یعنی اسلام سے پہلے تھا۔ جس میں بے پردگی اور قبیح حرکات کھلے عام رائج تھے۔ اب یہ جائز نہیں ہے کیونکہ پردہ ہی میں عورت کی بھلائی اور دل کی صفائی ہے۔

حدیث

حضرت علی کرم اللہ وجہ' سے روایت ہے کہ میں ایک روز آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر تھا۔ آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سوال کیا ای شی خیر للمراہ یعنی عورت کے لئے کیا چیز بہتر ہے۔ صحابہ کرام خاموش رہے کچھ جواب نہ دیا پھر جب میں گھر گیا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے یہی عرض کیا تو انہوں نے فرمایا لایرین الرجال ولا یرو نھن یعنی عورتوں کے لئے سب سے بہتر اور افضل یہ ہے کہ نہ وہ مردوں کو دیکھیں اور نہ مرد ان کو دیکھیں۔ میں نے ان کا یہ جواب آنحضرت ﷺ کے پاس نقل کیا تو آپ نے فرمایا صدقت انھا لضحتہ منی انہوں نے ٹھیک کہا بے شک وہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے درحقیقت غیرت کا تقاضا یہ ہے کہ عورت کے پاس غیر محرم مرد نہ آئیں اور نہ وہ گھر سے باہر نکلے کیونکہ عورت کا گھر سے باہر نکلنا فتنہ سے خالی نہیں ہے۔

حدیث

ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اقرب مانکون من وجہ رھا وھی فی قعر بیتھا یعنی "عورت اپنے رب سے زیادہ قریب اس وقت ہوتی ہے جب وہ اپنے گھر میں مستور رہے۔ (مسلم)

حدیث

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ کے پاس کچھ خواتین آئیں اور عرض کرنے لگیں یا رسول اللہ ساری فضیلت تو مرد لوٹ کرلے گئے۔ وہ جہاد کرتے ہیں اور خدا کی راہ میں بڑے بڑے کام کرتے ہیں ہم کیا عمل کریں کہ ہمیں بھی مجاہدین کے برابر اجر مل سکے؟ جواب میں فرمایا من قعدت منکن فی بیتھا فانھاتدرل عمل المجاھدین یعنی تم عورتوں میں سے جو گھر میں بیٹھے رہے گی وہ مجاہدین کے عمل کو پائے گی۔ (بخاری نسائی)

حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ان المرات عورت فاذا اخرجت استشرفھا الشیطان

و اقرب مانكون بروحه ربها وهي قعر بیتها یعنی عورت کو مسلمان میں برائی پھیلانے کا ذریعہ ونشانہ بناتا ہے) اور عورت اللہ کی رحمت سے قریب ت اس وقت ہوتی ہے جب وہ اپنے گھر میں رہے۔(بیہقی و احیاء)

حدیث حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ تین قسم کے لوگوں پر خدا کی جنت حرام ہے(۱)۔ وہ شخص جس نے ہمیشہ شراب پی (۲)۔ وہ شخص جس نے والدین کی نافرمانی کی (۳)۔ دیوث' اس پر صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ دیوث کسے کہتے ہیں؟ آپ نے فرمایا وہ بے حیا مرد جس کو اس بات کی پرواہ نہیں کہ اس کی بیوی کے اس کون آتا ہے اور کیوں آتا ہے۔ اور اسی طرح وہ بے مروت و بے حیا عورتیں جو باہر گھومتی پھرتی ہیں اور غیر مردوں سے لاپرواہی اور بے حیائی کے ساتھ باتیں کرتی ہیں۔(مسند احمد ابن ماجہ)

حدیث (۳)۔ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اذا اخرجت المراه من بیتها و ذوجها کاره لعنها کل ملل فی السما جب عورت گھر سے اپنے شوہر کی مرضی کے بغیر قدم رکھتی ہے تو آسمان کے ملائکہ اس پر لعنت بھیجتے ہیں (جب تک کہ وہ واپس گھر میں نہ لوٹے) (مشکوٰۃ شریف)

قرآن مجید کے صاف اور صریح حکم کی موجودگی میں اور حضور ﷺ کی احادیث اور صحابہ کرامؓ اور اولیاء اللہ کے ارشادات کے بعد اب اس بات کی آخر کیا گنجائش ہے کہ مسلمان عورتیں سکولوں' کالجوں میں مردوں کے ساتھ مخلوط تعلیم حاصل کریں' سرکاری دفتروں میں مردوں کے شانہ بشانہ کام کریں' کونسلوں' پارلیمنٹوں کی ممبر بنیں' بیرون خانہ کی سوشل سرگرمیوں میں دوڑ لگائیں۔ ہسپتالوں میں بے پردہ نرسنگ کے فرائض انجام دیں۔ بازاروں میں ننگے سر پھریں' ہوائی جہازوں میں مہمان نوازی کے فائض انجام دیں اور اعلیٰ تعلیم کے لئے امریکہ اور انگلستان بھیجی جائیں۔ اب میں آپ کے سامنے صحابہ کرام اور اولیاء اللہ کے اقوال مبارکہ پیش کرنا چاہتا ہوں جس میں انہوں نے عورتوں کو پردے کے بارے میں کتنی تاکید کی ہے۔

امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ عورت کو خوش پوشاک کی عادت مت ڈالو اور نہ مزید برقع دو تاکہ وہ گھر میں چاردیواری میں پابند رہیں۔ کیونکہ اس کی اصل جگہ وہ ہے' اگر تم اچھے کپڑے اور عمدہ لباس کی عادت ڈالو گے تو وہ اپنی جگہ سے ہٹ کر باہر آجائے گی (اور پھر گھر کی زینت نہیں رہے گی بلکہ لڑکوں اور بازاروں کی زینت بن جائے گی اور گھر میں آکر میاں کو پریشانی کرے گی۔ جس کی حقیقت کا مظاہرہ آج ہم کر رہے ہیں) (بحوالہ احیاء ج ۲ ص ۱۱۷)

حضرت علی کرم اللہ وجہ' فرماتے ہیں کہ جو عادتیں مردوں کے حق میں بری سمجھی جاتیں ہیں ، عورتوں کے حق میں بہت ہی اچھی ہیں مثلاً بخل' تکبر' بزدلی' اس لئے کہ عورت بخیل ہو گی تو اپنے اور شوہر کے مال کی حفاظت کرے گی۔ (۲)۔ مغرور رہو گی تو دوسرے لوگوں کو اپنی نرم اور شیریں گفتگو سے متاثر نہ کر سکے گی۔ (۳)۔ بزدل ہو گی تو شوہر کے خوف سے لرزاں رہے گی اور اس کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر قدم نہ رکھے گی اور تہمت کی جگہوں سے بچنے کی کوشش کرے گی اور اجنبی مردوں سے بات کرنے میں ڈرے گی کہ کہیں شوہر کو یہ پتہ نہ چل جائے (احیاء العلوم غنیتہ الطالبین)

نوٹ بخل اور تکبر کا اصلی روپ ہر شکل میں منع ہے یہاں صرف مثال مراد ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہؓ فرمایا کرتی تھیں کہ اگر حضور ﷺ کو یہ باتیں معلوم ہوتیں جو آپ کے بعد عورتوں میں پائی جاتیں ہیں تو بلاشبہ آپ ﷺ انہیں گھر سے باہر نکلنے سے ضرور منع فرما دیتے (احیاء العلوم)

حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں کہ اے لوگو! کیا تمہاری غیرت یہ گوارہ کرتی ہے کہ تمہاری بیویاں بازار میں سڑکوں پر کافر عورتوں کے ساتھ گھومتی پھریں اور اپنا جسم مردوں کے ساتھ رگڑ کر چلیں' خدا ان کا بہت برا کرے جس کے پاس غیرت نہ ہو۔

حضرت امام غزالیؒ اکثر عورت کے حق میں یہ فرمایا کرتے تھے کہ عورتوں کو گھروں میں رہنے کی عادت ڈالو اس میں دونوں کی کامیابی ہے۔ (احیاء)

محترم قارئین مندرجہ بالا احادیث اور صحابہ کرامؓ اور بزرگان دین کے ارشادات میں پردے کی اہمت کو کتنا اجاگر کیا گیا ہے اور پتہ چلتا ہے ان کے نزدیک پردہ کتنا ضروری تھا۔ لیکن آج ہم نام نہاد مسلمان' نبی ﷺ کے عاشق کہلانے والے صحابہ کے سپاہی اور اولیا کے دین کے غلام کہلانے والے کتنا پردے کا اہتمام کرتے ہیں اور پردے کے لئے کتنے بہانے اور حجتیں کرنے کا دور ہے میں بھی کہتا ہوں کہ ترقی کا دور ہے لیکن یہ ترقی غیر محدود نہیں ہے۔ اللہ کی طرف سے کچھ حدود و قیود بھی ہیں۔ ان کے اندر وہ کر آپ جتنی ترقی کریں وہ عبادت ہے اور اگر آپ نے حدود کو توڑ کر ترقی کرنے کی کوشش کریں گے تو آپ ظالم خدا کے دشمن اور باغی بن جائیں گے۔ مثال کے طور پر ہر حکومت ترقی محدود کی جازت دیتی ہے حکومت کے قانون کے اندر رہ کر آپ ترقی تو کر سکتے ہیں۔ قانون کے اندر رہ کر مال و زر' بنک بیلنس بنا سکتے ہیں۔ لیکن اگر آپ چوری کے ذریعے مال وغیرہ بناتے ہیں آپ کو حکومت پکڑے گی اگر آپ عدالت میں یہ کہیں کہ ہم تو ترقی کرتے ہیں تو کیا عدالت آپ کی اس بات کو تسلیم کرلے گی۔ ہرگز نہیں قبول کرے گی۔ کیونکہ حکومت نے ترقی کی یہ حدود قائم کر رکھی ہے تو اللہ تعالیٰ جو مالک حقیقی اور احکم الحاکمین ہے اس کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ بھی ترقی کے لئے حدود قائم کرے۔

دنیا کی حکومت تو غیر محدود ترقی کی اجازت نہ دے اور اللہ کی غیر محدود ترقی کی اجازت دے یہ کیسے ہو سکتا ہے اور ہم حکومت کے قوانین جو ہیں ان کے مطابق ترقی کریں اور اللہ نے جو ترقی کے قوانین بتائے ہیں کہ پردہ کے اندر رہ کر عورت کام کرے اور ہم اس کی پابندی نہ کرتے ہوئے اپنی عورتوں کو آزادی اور بے پردگی کے ساتھ سڑکوں' ہسپتالوں' کلبوں' دفتروں' بازاروں' عدالتوں میں گھومنے کی اجازت دیں۔ یہ اللہ کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے اللہ تعالیٰ ہماری ماؤں' بہنوں' بیٹیوں کو پردہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے

Scanned with CamScanner

طاہر محمود علاقہ چھچھ' اٹک

مسلمانوں کی کامیابی کا راز

آج پوری دنیا کے مسلمان سخت پریشان طرح طرح کی مصیبتوں سے دوچار ہیں۔ اس کی وجوہات بیان کی جاتی ہیں۔ منجملہ ان کی ایک اہم یہ بیان کی جاتی ہے کہ چونکہ جگہ جگہ اسلامی قیادت مفقود ہے۔ اس لئے یہ پریشانیاں ہم پر آرہی ہیں۔ اور بظاہر بہت سی تنظیمیں اس کے قیام کے لئے کوشاں نظر آتی ہیں اور اور بھی۔ تنظیمیں قائم ہو رہی ہیں جو اسلامی قیادت لانا چاہتی ہیں لیکن ان تمام حضرات کی جملہ کوششیں تقریباً بے کار بے سود نظر آتی ہیں آخر ایسا کیوں ہے؟

کہیں ایسا تو نہیں کہ اصل چیز اور اصل جوہر ہمارے اندر سے مفقود ہے ہماری زبانوں پر تو نعرہ توحید ہوتا ہے لیکن دل اس کی چاشنی سے ناآشنا ہے زبانی طور پر اسلام کا غلبہ اور اس کا تسلط چاہتے ہیں لیکن عملی طور پر ہم اسلامی اعمال اور اسلامی طور و طریق کو اپنی زندگیوں سے دور رکھتے ہیں اسلام کے محاسن و کمالات بیان کرنے ہوں تو گھنٹوں اس پر تقریریں کرسکتے ہیں اور ضخیم ضخیم کتابیں لکھ سکتے ہیں لیکن جب عمل اور اس کو دکھانے کا نمبر آتا ہے تو درجہ صفر پر پہنچ جاتے ہیں۔

اے قوم مسلم۔ اگر کامیابی کا راز ڈھونڈنا ہے تو اپنے اسلاف کی زندگیوں کو دیکھ کہ انہوں نے کس طرح زندگی گزاری صحابہ کرام نے ایک مختصر سے عرصہ کے اندر ساری دنیا کو اسلام سے روشناش کرادیا اور دنیا کے اکثر و بیشتر حصہ پر اسلامی حکومت قائم کردی تھی آخر کیا وجہ تھی کہ کامیابی ان کے قدم چومتی تھی۔ تاریخ دان حضرات جانتے ہیں کہ ان کے پاس نہ مال واسباب تھے نہ فوج و دستہ اور نہ کوئی طاقت تھی تو صرف ایمانی طاقت جس کی وجہ سے وہ کامیاب تھے چنانچہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر طرح سے اطاعت اور فرمانبرداری کی۔ اس کی راہ میں سب کچھ قربان کرکے مال واسباب سے بے نیاز ہو کر صرف اللہ کے لئے اور اللہ کے بھروسہ پر لڑتے تھے اور کامیابی ان کے قدم چومتی تھی۔

حضرت امیر معاویہ کی خلافت کا زمانہ تھا جب کہ اسلام کی روشنی افریقہ کے اکثر ملکوں میں پہنچ چکی تھی عقبہ بن نافع۔ کو امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے افریقہ کا گورنر بنا رکھا تھا اور انہوں نے افریقہ کے اکثر حصہ کو فتح کرلیا تھا..... وہاں کے اصل باشندے بربر تھے جن کے اکثر قبائل مسلمان ہو چکے تھے۔ لیکن جب مسلمان افریقہ سے واپس آجاتے تو نو مسلم بربر بھی مخالفوں کے ساتھ مل جاتے اور تمام عہد و پیماں توڑ ڈالتے اور جو مسلمان وہاں باقی رہتے انہیں تباہ برباد کرنے میں کوئی کثر باقی نہ رکھتے یہ حالت دیکھ کر حضرت عقبہ بن نافع نے ارادہ فرمایا کہ کسی مناسب مقام پر ایک مستقل چھاؤنی ڈال دی جائے جہاں پر مسلمانوں کی فوج جمع رہے۔ لیکن اس غرض کے لئے انہوں نے جس موقع کو پسند فرمایا وہاں اسقدر دلدل اور گھنے درخت تھے کہ آدمی اور بڑے جانور تو درکنار سانپوں کو بھی ان درختوں میں سے نکلنا دشوار تھا یہ جنگل ہر قسم کے موذی اور زہریلے جانوروں کا مسکن تھا اسی زمین پر آدمی کی بود و باش تو کیا ان کا گزرنا بھی خطرناک تھا مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ارادہ اللہ کے لئے اور اس کی رضا کے لئے ہوتا تھا اس لئے وہ سخت سے سخت معاملہ سے بھی بالکل نہ گھبراتے تھے۔ اس لشکر میں اٹھارہ صحابہ موجود تھے حضرت عقبہ امیر لشکر سب کو جمع فرما کر اس میدان میں لے گئے اور حشرات و سباع کو خطاب کرکے فرمایا اے درندو اور موذی جانورو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اس جگہ آباد ہونا اور قیام کرنا چاہتے ہیں۔ تم یہاں سے چلے جاؤ اور آواز میں نہ معلوم کیا تاثیر تھی کہ سب حشرات اور درندے اسی وقت جلاوطن ہونے کے لئے تیار ہوگئے اور جماعت در جماعت وہاں سے نکلنا شروع ہوگئے۔ شیر اپنے جوڑے کے ساتھ۔ سانپ اپنے سپولیے کو کمر سے چپکائے ہوئے نکلے جارہے تھے۔ عجب ہیبتناک اور تعجب انگیز منظر تھا جو اس سے قبل کہیں نہیں دیکھا گیا۔ ذرا سی دیر میں سارا جنگل خالی ہوگیا۔ قوم بربر نے جب اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا تو اسی وقت ہزاروں بربری صدق دل سے ایمان لے آئے اور اسلام کے حلقہ بگوش بن گئے (اشاعت اسلام...)

تاریخ کا یہ واقعہ رہبران قوم و ملت کے لئے درس عبرت ہے اور ان قائدین ملت اسلامیہ کو آواز دے رہے ہیں کہ اگر واقعتاً سکون و عافیت اور کامیابی چاہتے ہو تو مجسم اسلام اور اسلاف کا نمونہ بن کر دکھاؤ اور میدان علم کے ساتھ میدان عمل کے شہسوار بنو آج بھی تمہاری کھوئی ہوئی طاقت دوبارہ حاصل ہوسکتی ہے۔ شرط بس اتنی ہے کہ کامل مسلمان بن جاؤ اور اسلام ہی کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالو۔

احتجاجی جلسہ عام

سپاہ صحابہ" پاکستان یونٹ جلالچی کی طرف سے احتجاجی جلسہ منعقد ہوا۔ جس سے خطاب کرتے ہوئے جناب نجم الحق فاروق صاحب نے کہا کہ حکمران کہتے ہیں کہ سپاہ صحابہ" دہشت گرد ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ کوئٹہ سے اسلحہ تحریک جعفریہ سے ملا دہشت گرد سپاہ صحابہ کیوں کراچی میں ایرنی دہشت گرد پکڑے گئے۔ دہشت گرد سپاہ صحابہ" لاہور میں سپاہ محمد کے دہشت گرد موجود ہیں الزام سپاہ صحابہ" 28 ماہ گزر گئے ہیں علامہ محمد اعظم طارق کو بلاجواز گرفتار کیا ہوا ہے۔ ہمارے جرنیل کا کیا قصور ہے تم سپاہ صحابہ" کو کرش کرنے کی کوشش مت کرو؛ تم کہتے ہو کہ سپاہ صحابہ" دہشت گرد ہے میں تم سے پوچھتا ہوں کہ اگر سپاہ صحابہ" دہشت گرد ہوتی تو حق نواز شہید' ایثار القاسمی شہید' ضیاء اللہ جھنگوی شہید' عبدالصمد آزاد شہید' علامہ فاروقی شہید کیوں ہوئے؟ اگر سپاہ صحابہ دہشت گرد ہوتی تو جس طرح ہمارے قائدین چن چن کر شہید کردئے گئے۔ اس طرح ہم بھی شیعوں کی قیادت کو ختم کردیتے لیکن ہم صبر و تحمل سے اپنا کام کر رہے ہیں۔

Scanned with CamScanner

دفاع صحابہ رض

یوسف امین باا کوٹی شیخوپورہ

جھنگوی شہید نے اسلام کی سچی تاریخ کو دہرایا جو رسول اللہ ﷺ کی تاریخ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کبھی شعب ابی طالب میں ایام نظربندی گزار رہے ہیں' تو کبھی طائف کے بازاروں میں غنڈوں سے پتھروں اور طعنوں کا نشانہ بنتے ہیں' کبھی کعبہ کے دامن میں نماز ادا کرتے وقت آپ ﷺ اوجھ ڈالی جاتی ہے' کبھی چادر کا پھندہ آپ ﷺ کے گلے میں ڈالا جاتا ہے' پھر کبھی مکہ جیسے شہر اور کعبہ جیسے مقدس مقام کو چھوڑ کر مدینے جا رہے ہیں' تو کبھی احد کے میدانوں میں آپ ﷺ کے دندان مبارک شہید کیے جاتے ہیں' کبھی خندق کھودتے نظر آتے ہیں اور کبھی بھوک کی حالت میں پیٹ پر پتھر باندھتے اور عظمت اسلام کا پرچم لہراتے ہیں۔

جھنگوی شہید نے اس تاریخ کو دہرایا جو اصحاب رسول ﷺ کی تاریخ ہے۔ بلال رضی اللہ عنہ کو دامن رسول ﷺ تھامنے کے جرم میں دو لخت کیا گیا زیرہ کی آنکھیں نکالی گئی۔ غرض ایک ایک صحابی اور صحابیہ' بوڑھوں اور بچوں تک داستان حیات ان قربانیوں سے لبریز ہے کہ آج سن کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

جھنگوی شہید ان مقدس ہستیوں کا سچا شیدائی اور عاشق صادق تھا کہ اس نے لفاظی سے ہٹ کر عمل کی راہ اپنائی اس نے جب کفر کو سر چڑھ کے بولتے دیکھا تو وہ ڈٹ گیا۔ اس پر ظلم کے پہاڑ توڑ دیئے گئے مگر وہ اولوالعزم تھا۔ اس کو تھانوں اور چوکیوں میں بھوکا' پیاسا ستایا گیا اس پر ہر کوفہ کے تحت مقدمہ بنایا گیا۔ اس پر ہر حربہ آزمایا گیا۔ اس کے خلاف ہر راستہ اپنایا گیا وہ بجلی تھی' طوفان تھا اور استقامت کا پہاڑ تھا کہ تمام رکاوٹوں کو ٹھکراتا رہا' ہر ظلم سہتا رہا' حق کا علم اٹھائے چہار سو بڑھنے لگا جس طرف اس نے رخ کیا چھاتا چلا گیا۔ اس کے مخالف ششدر رہ گئے' حیران تھے' پریشان تھے کہ کیونکر اس کے خلاف بند باندھیں۔ وہ مقصد اور منزل کے حصول کے لئے دن رات کوشاں موت و حیات کے فاصلے مٹا چکا تھا۔ اسے پل بھر چین نہ تھا۔ وہ ہر لمحہ متحرک رہتا بلا مبالغہ اس نے سیکڑوں خطاب کیے اس کی گفتار میں وہ درد اور کردار میں وہ سچائی تھی کہ جو قریب آیا اس کی شخصیت کا اسیر بن کر رہ گیا۔ اب دشمن نے اس کو خطرہ سمجھا ملکی اور غیر ملکی طاقتیں حرکت میں آئیں اور اس پر حملے کیے گئے۔ موت کے پیغام دیئے گئے مگر وہ کہتا رہا ہم حادثاتی نہیں ہیں ہم نے سوچ سمجھ کر یہ راہ اپنائی ہے کہ جانتے ہو کہ یہ کٹھن راستہ ہے تم جانتے ہو کہ یہ پھولوں کی سیج نہیں' ہمیں پتہ ہے کہ مار کھانے' جیل جانے' ھتکڑی اور بیڑی پہننے کی راہ حتیٰ کہ پھانسی کے پھندے چومنے اور موت کو گلے لگانے کی راہ ہے' ہم جان قربان کر دیں گے مگر ہماری زندگی میں صحابہ کی مقدس جماعت کو طعن و تشنیع کا نشانہ بنایا جائے یہ نہیں ہو سکتا ہم ان مقدس ہستیوں کو آئینی تحفظ دلائیں گے۔ آئین پاکستان میں اسے قانون میں اندراج اور عملاً نفاذ تک جدوجہد جاری رکھیں گے۔ جھنگوی شہید نے چند نوجوانوں پر مشتمل ایک تنظیم تشکیل دی جو سپاہ صحابہ کے نام سے ملک کے طول و عرض کے علاوہ بیرون ممالک میں اپنی شاخیں قائم کر چکی ہے۔ کچھ عاقبت نا اندیش اس تحریک کو غلط رنگ دے کر بیانے کی کوشش کر رہے تھے اور کوشش کر رہے ہیں حالانکہ یہ قطعاً مسلمانوں کو لڑانا نہیں چاہتی تمام مسلمانوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے کے لئے کوشاں ہے۔ یہ قطعاً تخریب کار نہیں بلکہ اس کا شہادتوں سے بھرا ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو شخص حق نواز یا اس کے جانشینوں کے پاس آیا وہ اسی راستہ کا مسافر بن گیا۔ جھنگوی شہید لڑتا رہا ان صحابہ کے لئے جو قرآن نور رسول کے فرمان کے مطابق جنتی ہیں۔ ان ماؤں کے لئے لڑتا رہا جو رسول اللہ ﷺ کا حرم ہونے کے ناطے قرآن کی روح سے امت کی مائیں ہیں۔ جن کا احترام ہر مسلمان پر فرض ہے۔ جھنگوی شہید جب عائشہ صدیقہ مقدسہ مطہرہ کا تذکرہ کرتے ہوئے قابل اعتراض کتب کا حوالہ دے کر اپنی امی کی آواز بلند کرتا تو ہر شخص دل تھام کر رہ جاتا اور مجمع میں ارتعاش کی کیفیت پیدا ہو جاتی وہ کہتا ای حق نواز مٹ جائے گا مگر تیری عظمت کا پرچم چہار دانگ عالم

بقیہ صفحہ 39 نمبر 31

سپاہ صحابہ کے کارکن جھنگوی شہید کے مشن کے لئے دن رات کوششیں کریں

رپورٹ: حافظ خدائے رحیم محمد شبیر

سپاہ صحابہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ یونٹ عمر فاروق رضی اللہ عنہ روڈ سریاب کچی بیت کوئٹہ کا ایک اجلاس یونٹ کے سرپرست مولانا محمد امین صاحب کی زیر صدارت ہوا۔ اجلاس کے مہمان خصوصی سپاہ صحابہ کے سرگرم رہنما قاضی غلام قادر صاحب تھے۔ اجلاس میں یونٹ کے مندرجہ ذیل عہدیداروں اور کارکنوں نے شرکت کی۔ صدر حافظ عین الدین عثانی نائب' صدر نصراللہ شامرانی نائب' صدر سوئم عبدالنبی فاروقی' نائب صدر چہارم سعداللہ' جنرل سیکرٹری گل محمد ڈپٹی سیکرٹری' ڈاکٹر عبدالحیٔ' پریس سیکرٹری نیاز محمد چھتری' خازن ابو حق نواز عبدالقیوم فاروقی' سالار اول نذیر احمد عثانی' سالار دوئم نثار احمد حافظ خدائے رحیم' محمد ہاشم' عبدالرشید' حافظ محمد سلیمان خان ملک بشیر احمد' ظفر احمد عبدالظاہر' خلیل احمد اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے مولانا محمد امین صاحب نے کہا کہ کارکن جھنگوی شہید کی مشن کی تکمیل کے لئے کوششیں تیز کریں۔ انہوں نے کہا کہ حکومت ہمسایہ ملک کی ایما پر پاکستان میں تحریک جعفریہ کو خوش کرنے کی خاطر سپاہ صحابہ پر یک طرفہ کاروائی کر رہی ہے۔ انہوں نے کارکنوں کو صبر کرنے پر زور دیا۔ انہوں نے حکومت وقت پر الزام عائد کیا کہ ہمارے قائدین اور کارکنوں کو بلاجواز گرفتار کر کے سخت اذیت دے رہے ہیں۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ قائد سپاہ صحابہ حضرت مولانا علی شیر حیدری اور جرنیل سپاہ صحابہ حضرت مولانا حافظ اعظم طارق اور سپاہ صحابہ کے سیکڑوں کارکنوں کو فی الفور رہا کیا جائے۔ اجلاس کا اختتام یونٹ کے سرپرست حضرت مولانا محمد امین صاحب کی دعا سے ہوا۔

سائل
جناب
خالد محمود
ہزاروی

سوالات
اور
انکے علمی جوابات

مجیب
مولانا
ثناء اللہ
شجاع آبادی

جامعہ سید احمد شہید بالاکوٹ کے متعلم جناب خالد محمود ہزاروی صاحب کو کسی شیعہ نے چند سوالات پیش کئے تھے

موصوف نے وہ سوالنامہ ماہنامہ (خلافت راشدہ) کو ارسال کرکے جواب طلب کئے تھے حاضر خدمت ہیں

سوال:۔ حضور علیہ السلام اعلان نبوت سے قبل کیا کیا کرتے تھے؟

جواب:۔ اپنی رضاعی والدہ حضرت حلیمہؓ کی' اپنی اور ہمسایوں کی بکریاں آپ ﷺ نے چرائی ہیں۔ تجارت کے لئے شام تک کا سفر فرمایا ہے۔ حضرت خدیجہؓ کا مال لے کر بھی شام میں تجارت کے لئے تشریف لے گئے تھے۔ اپنی خداداد فہم و فراست کی بناء پر لوگوں کے درمیان فیصل صادق کا کردار ادا فرمایا ہے اور کئی اہم مواقع پر اپنے دانشمندانہ اقدامات کی وجہ سے مختلف قبائل کے جھگڑے ختم کرا کر انہیں صلح و صفائی کا راستہ دکھایا ہے۔

عین عالم شباب میں ذکر و فکر میں مشغول ہو کر جھگڑوں جھمیلوں کے ماحول سے دور غار حرا کی تنہائیوں اور شب کے اندھیرے سناٹوں کو منور فرمایا ہے۔

بھیا! اب کہاں تک سنو گے' کہاں تک سناؤں!

سوال:۔ حضرت فاطمہؓ کو رات کے اندھیرے میں گمنام جگہ پر کیوں دفن کیا گیا؟

جواب:۔ آپ کے سوال کے دو جزو ہیں

۱۔ رات کے اندھیرے میں کیوں دفن کیا گیا؟

گمنام جگہ پر کیوں دفن کیا گیا؟

بالترتیب دونوں جوابات ملاحظہ فرمائیے

سیدہ فاطمہؓ کو ان کی وصیت کی مطابق رات کے اندھیرے میں دفن کیا گیا۔

سیدہؓ نے اپنی وفات سے قبل اپنے شوہر نامدار حضرت علی حیدر کرار ؓ کو وصیت کی تھی کہ مجھے رات کی تاریکی میں دفن کرنا اس کی وجہ شاید یہ تھی کہ سیدہؓ چاہتی تھیں کہ ان کے وجود پر کسی غیر محرم کی نگاہ بھی نہ پڑے۔

شیعہ مذہب کی معتبر کتاب جلاء العیون کی عبارت ملاحظہ ہو۔

"حضرت سیدہؓ نے حضرت علی ؓ سے فرمایا کہ تیسری وصیت میری یہ ہے کہ جس شب و روز میں انتقال کروں اسی رات مجھے دفن کر دینا' تاخیر نہ کرنا (جلاء العیون اردو جلد اول ص ۲۲۱)

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۲۲۷ پر تحریر ہے کہ "جب رات آئی اور سب لوگ سوئے جنازہ کو باہر لائے اور جناب امیر ؓ (حضرت علی ؓ) حسنین ؓ و عمار ؓ و مقداد ؓ و عقیل ؓ و زبیر ؓ و ابوذر ؓ' سلمان ؓ 'و بریدہ ؓ اور ایک گروہ بنی ہاشم اور خواص آنحضرت (حضرات شیخینؓ۔ ناقل) نے نماز جنازہ ادا کی اور اسی رات دفن کر دیا۔

سیدہ فاطمہؓ کو جنت البقیع میں دفن کیا گیا

اگرچہ سیدہؓ کے مقام تدفین میں اختلاف ہے بعض حضرات نے اور موجودہ دور کے اردو مورخین نے طبقات ابن سعد کی متعدد روایتوں کی بنا پر لکھا ہے کہ حضرت سیدہؓ کو حضرت علی ؓ کے چچا حضرت عقیل ؓ کے گھر کے کونے میں دفن کیا گیا' راقم کے نزدیک اگر یہ قول درست بھی ہو تو یہ نہیں کہا جا سکتا کہ سیدہ کو گمنام مقام پر دفن کیا گیا' کیونکہ حضرت عقیل ؓ کا گھر' گمنام جگہ نہیں کہلا سکتا۔ دوسری مشہور اور بندہ کے نزدیک زیادہ معتبر روایت یہ ہے کہ سیدہؓ کو "جنت البقیع" میں دفن کیا گیا' جیسا کہ ابن زبالہ اور مسعودی (مورخین) نے ذکر کیا ہے' یاد رہے کہ مسعودی چوتھی صدی ہجری کا آدمی ہے جس نے ۳۳۲ھ میں جنت البقیع کی ایک قبر پر "فاطمہؓ بنت رسول اللہ ﷺ" کے نام کا کتبہ اپنی آنکھوں سے لگا دیکھا تھا نیز مقام تدفین کے بارے میں شیعہ مذہب کی مشہور و معتبر کتاب جلاء العیون کی عبارت ملاحظہ ہو۔

"جب چاہا کہ جناب فاطمہؓ کو دفن کریں' بقیع کی طرف سے آواز آئی میری طرف لاؤ کہ مٹی فاطمہؓ کی مجھ میں سے اٹھائی گئی ہے اور جب جناب امیر (حضرت علی ؓ) نے وہاں جا کر دیکھا ایک قبر کھدی کھدائی پائی' پس جنازہ سیدہؓ کا اس قبر کے نزدیک لائے اور جب قبر میں رکھا۔ (جلاء العیون اردو ص ۲۳۲)

یہ بھی یاد رہے کہ جنت البقیع کا قبرستان یقیناً اس وقت کوئی زیادہ بڑا نہیں تھا' لہٰذا روا کا یہ کہنا غلط ہے کہ سیدہؓ کو گمنام مقام میں دفن کیا گیا۔

سوال:۔ تراویح سنت ہیں؟ فرض ہیں؟ یا نوافل؟ قرآن و حدیث سے ثابت کریں نیز بیس رکعت کا بھی ثبوت دیں۔

Scanned with CamScanner

جواب:- تراویح سنت موکدہ ہیں اور قرآن و حدیث میں ان کا ثبوت موجود ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

یاایھا الذین امنو اطیعو اللہ واطیعو الرسول اللہ کی اور (اس کے) رسول کی اطاعت کرو

۲-من یطع الرسول فقداطاع اللہ جس شخص نے رسول ﷺ کی اطاعت کی تحقیق اس نے اللہ کی اطاعت کی

۳-قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ فرما دیجئے اگر تم اللہ کی محبت چاہتے ہو تو میری اتباع کرو' اللہ تم سے محبت کرے گا قرآن مجید کی مذکورہ آیات کی روشنی میں اگر مسئلہ تراویح کو سمجھنے کی کوشش کریں گے تو آپ کا دل گواہی دے گا کہ تراویح نہ صرف حدیث بلکہ قرآن سے بھی ثابت ہے۔

تراویح کی نماز حضور ﷺ نے تین رات خود ادا فرمائی اور ارشاد فرمایا شھر کتاب اللہ علیکم صیامہ و سنت لکم قیامہ (سنن ابن ماجہ ص ۹۵) یہ ایسا مہینہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزے تم پر فرض کئے اور میں نے اس کا قیام (نماز تراویح) تمہارے لئے سنت بنایا۔

البتہ حضور ﷺ نے امت پر اس نماز کے فرض ہو جانے کے خدشے کے پیش نظر مواظبت (ہمیشگی) نہیں فرمائی۔

حضور ﷺ کی حیات طیبہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم متعدد جماعتوں کی صورت میں نماز تراویح ادا کرتے رہے' حضور ﷺ نے ایک مرتبہ تراویح کی جماعت ہوتے دیکھی اور ارشاد فرمایا "اصابو ونعمہ ماصنعو" انہوں نے 'صحیح کیا ہے' اور جو کیا اچھا کیا ہے۔ یہ روایت سنن ابو داؤد کے علاوہ امام بیہقیؒ کی کتاب "معرفتہ السنن والا ثار" بھی جید اسناد کے ساتھ موجود ہے تراویح کی ادائیگی کی یہ صورت حضور ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مکمل اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور میں بھی برقرار رہی۔ پھر یعنی متفرق ٹولیوں کی شکل میں نماز تراویح ادا کی جاتی رہی البتہ حضور ﷺ نے نماز تراویح کی کتنی رکعت ادا فرمائیں اس بارے میں اختلاف ہے۔

"ابن ابی شیبہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعا روایت کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے جماعت کی رمضان المبارک میں بیس رکعتیں پڑھیں" لیکن اس حدیث کو ہمارے اہلحدیث بھائی یہ کہہ کر مسترد کر دیتے ہیں کہ اس حدیث کے مرکزی راوی ابن ابی شیبہ علامہ ابن عبدالبر اور امام بیہقیؒ کے بقول "ضعیف" ہیں' اور ساتھ اہلحدیث حضرات آٹھ رکعتیں ثابت کرنے کے لئے حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ کی ایک روایت پیش کرتے ہیں جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سیدہ ؓ حضور ﷺ کی نماز تہجد کی کیفیت ارشاد فرما رہی ہیں تراویح کی نہیں کیونکہ امام بخاریؒ یہ روایت "باب قیام النبی ﷺ باللیل فی رمضان وغیرہ میں لا رہے ہیں اور روایت میں بھی حضور ﷺ کا رمضان اور غیر رمضان دونوں عرصوں کا معمول بیان ہو رہا ہے رمضان المبارک کی اس میں تخصیص نہیں ہے۔

اہلحدیث حضرات اپنے (آٹھ رکعت تراویح) موقف کے حق میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ سے بھی دو روایتیں لاتے ہیں لیکن افسوس کہ محدثین کے اصول و ضوابط کی بناء پر قطعا" معیار پر پوری نہیں اترتیں کیونکہ ان کے تینوں راوی ا۔ عیسیٰ بن جاریہ ۲۔ یعقوب بن عبداللہ قمی اور ۳۔ محمد بن حمید رازی محدثین اور علماء اسماء رجال کے انبوہ کثیر کی تحقیق کے مطابق منکر الحدیث' متروک اور پرلے درجے کے کذاب ہیں۔

تعجب اس بات پر ہے کہ اہلحدیث بھائی علامہ ابن عبدالبر اور امام بیہقیؒ کے صرف "ضعیف" کہے ہوئے صرف ایک شخص کی بات نہ مانتے ہوئے حضور سے بیس رکعت تراویح کے ثبوت کو کھلے عام جھٹلا رہے ہیں۔

جب کہ امام ابو داؤدؒ امام نسائی امام مروزی' امام دار قطنیؒ جیسے آئمہ حدیث کے نزدیک تین منکر الحدیث' متروک اور پرلے درجے کے کذاب راویوں پر اعتماد کرتے ہوئے "آٹھ رکعت تراویح" پر کفایت کر لیتے ہیں جب کہ بیس رکعت تراویح کی حضور سے ثبوت والی روایت کے راوی ابن ابی شیبہ کو ضعیف کہنے والے علامہ ابن عبدالبرؒ اور امام بیہقیؒ خود بھی بیس رکعت ہی کے قائل ہیں۔

بہرحال یہ اختلاف حضور ﷺ سے بیس رکعت کے ثبوت اور عدم ثبوت کا ہے تعداد رکعت کے اس اختلاف سے تراویح کے مشروع ہونے میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ البتہ باعث اطمینان امر یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت کے دوران ۱۵ھ میں حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کو لوگوں کو نماز تراویح باجماعت پڑھانے پر مقرر فرمادیا اور تمام سلطنت اسلامیہ میں بیس رکعت تراویح باجماعت پڑھائے جانے کا حکم نامہ جاری فرما دیا۔ ہمارا اہم اور لاجواب سوال یہ ہے کہ اگر حضور ﷺ سے بیس رکعت ثابت نہیں تو تمام صحابہ کرام بشمول سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ و امیرالمومنین حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کسی نے بھی چوں و چرا کئے بغیر تسلیم کیوں کر لیں؟ حضرت علی المرتضیٰ سے لے کر حضرت جعفر صادق' حضرت موسیٰ کاظم اور حضرت رضا تک سب کے سب حضرات بیس رکعت تراویح کے قائل ہیں۔ ثبوت ملاحظہ ہو۔

حضرت جعفر صادق بیس رکعت تراویح پڑھا کرتے تھے

شیعہ مذہب کی معتبر کتاب الاستبصار جلد نمبرا صفحہ ۴۶۱ مطبوعہ تہران کی عبارت ملاحظہ ہو۔

"کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذادخل شھر رمضان زاد الصلواہ فانا ازید فزیدو" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے مہینے میں نماز زیادہ کر دیتے تھے میں بھی اس طرح (ایک نماز) زیادہ کرتا ہوں اور تم بھی (ایک نماز) زیادہ پڑھا کرو۔

آپ" نے مزید یہ بھی فرمایا "ہمارے یہ شیعہ رمضان کی اس نماز کا انکار کرتے ہیں حالانکہ آنحضرت ﷺ نے رمضان میں اس نماز کو زیادہ فرمایا ہے" نیز آپ" کا عمل ملاحظہ ہو منذ اول لیلتہ الی تمام عشرین لیلتہ فی کل لیلتہ عشرین رکعتہ پہلی رات سے لے کر بیسویں رات تک ہر رات میں بیس رکعات پڑھا کرتے تھے حضرت رضا فرماتے ہیں کان ابی یذید فی

العشر الاواخر شهر رمضان فی کل لیلته عشرین رکعته الاستبصار جلد ا ص ۴۶۶) مطبوعہ ایران

ترجمہ:- میرے والد (حضرت موسیٰ کاظم) رمضان کی آخری دس راتوں سے ہر رات بیس رکعات پڑھا کرتے تھے۔

سوال:- حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلیجہ ہندہ نے کیوں چبایا؟ ہندہ حضرت معاویہ کی والدہ تھیں۔

جواب:- سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی دردناک شہادت کا واقعہ بلاشبہ راقم کے لئے بھی اسی قدر اثر انگیز ہے، جس قدر کسی اور حساس مسلمان کے لئے ہو سکتا ہے۔ لیکن میرے بھائی! ان کلیجہ چبانے والی یا ان کے جسم کی بوٹیوں کے ہار بنا کر حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کے گلے میں ڈالے جانے والی روایات کو مبنی بر حقیقت نہیں سمجھ پایا، میری معلومات کے مطابق یہ افسانہ خاندان ابوسفیان سے اللہ واسطے کا بیر رکھنے والے ان چھچھورے واعظوں نام نہاد دانشوروں، بے ادب ادیبوں، بے شعور شاعروں اور بے انصاف مصنفین کا خود ساختہ ہے۔ جن بیچاروں کو یہ بھی معلوم نہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی والدہ کا اصل نام ہند تھا کہ ہندہ تھا اور وہ مسلسل اس نام کو "ہندہ" لکھتے پڑھتے اور لوگوں کو سناتے چلے آرہے ہیں۔

کافی مطالعہ کرنے کے بعد میں بالکل اسی نتیجے پر پہنچا ہوں جس پر "تذکرہ سیدنا معاویہ رضی اللہ عنہ" کے مصنف جناب پروفیسر طاہر الہاشمی پہنچے ہیں۔ چنانچہ میں ان کے نقطہ نظر کو اپنا نقطہ نظر قرار دیتے ہوئے۔ آپ کے سوال کے جواب میں انہی کی تحریر محض چند الفاظ کی تبدیلی کے ساتھ پیش کر رہا ہوں اور میں علمائے کرام سے مودبانہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ اگر میرے موقف سے علمی اختلاف رکھتے ہوں تو براہ کرم مجھے قائل کریں۔ میں ان کا ہمیشہ کے لئے ممنون ہوں گا۔

قاضی طاہر الہاشمی صاحب کی تحریر ملاحظہ ہو۔

ابن ہشام نے یہ کہانی اس طرح بیان کی ہے کہ ہند بنت عتبہ عورتوں کو ساتھ لے کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی لاشوں کے پاس آئی اور ان کے ناک کان انہوں نے کاٹنے شروع کئے۔ یہاں تک کہ ہند نے ان کانوں اور ناکوں کے ہار بنا کر اپنے گلے میں پہنے اور اپنا سارا زیور اتار کر وحشی جبیر بن معطم کے غلام کو حمزہ رضی اللہ عنہ کے شہید کرنے کے انعام میں دیا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے جگر مبارک کو نکال کر اس نے اپنے منہ میں لے کر چبایا مگر اس کو نگل نہ سکی تب اس کو اگل دیا۔ (سیرت ابن ہشام اردو ص ۴۳۸ مقبول اکیڈمی لاہور)

دراصل سیرت ابن ہشام ابو محمد عبدالملک بن ہشام متوفی ۲۱۳ھ کی اپنی تصنیف نہیں ہے۔ بلکہ وہ سیرت ابن اسحاق کی نئی ترتیب ہے۔ جب یہ کتاب سامنے آئی تو اس کتاب کے بعض واقعات پر اہل علم نے اعتراضات کی بوچھاڑ کر دی اور ان اعتراضات کی وجہ سے سیرت النبی ﷺ پر یہ کتاب اپنے زمانے میں مقبولیت حاصل نہ کر سکی۔ جسے بعد میں ابن اسحاق نے اپنی تاریخ میں نقل کیا پھر ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں محمد بن اسحاق سے نقل کیا اور آخر میں اسے نقل کرنے والا محمد بن حمید ہے۔ محمد بن حمید کہتا ہے کہ یہ روایت صالح بن کیسان سے سنی لیکن یہ ۷۰ھ کے بعد پیدا ہوئے اور ۱۴۰ھ میں انتقال کیا۔ یہ محمد بن اسحاق سے کچھ بڑے ہیں مگر انہوں نے اوپر کی کوئی بیان نہیں کی حالانکہ جنگ احد صالح بن کیسان کی پیدائش سے ستر سال قبل واقع ہوئی تھی۔ ان کا قول اس سلسلے میں کیا حیثیت رکھتا ہے۔ وہ خود چشم دید گواہ نہیں بلکہ ممکن ہے کہ ابن اسحاق نے یہ کہانی بیان بھی کی تب بھی روایت منقطع ہوئی اور منقطع روایت قابل قبول نہیں ہوتی۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اس روایت کے دیگر راوی صالح کے علاوہ سب ایرانی ہیں اور تمام محدثین کے نزدیک ناقابل اعتبار ہیں تو اس کہانی کی کیا پوزیشن باقی رہتی ہے

اس لحاظ سے بھی اگر اس کہانی پر غور کیا جائے کہ صالح کے علاوہ اسے کوئی بیان نہیں کرتا۔ پھر صالح سے ابن اسحاق کے علاوہ کوئی نقل نہیں کرتا ابن اسحاق سے سلمۃ الابرش کے علاوہ اسے کوئی نقل نہیں کرتا۔ سلمہ سے محمد بن حمید رازی کے علاوہ اسے کوئی نقل نہیں کرتا اور محمد بن حمید میاں ابن جریر کے علاوہ اسے کوئی نقل کرنے والا نہیں اور ابن جریر کا انتقال ۳۱۰ھ ہوا گویا ۷۰ھ کے بعد سے اس کہانی کی ابتداء ہوئی اور ۳۱۰ تک ہر زمانے میں صرف ایک فرد واحد کے سینے میں محفوظ رہی اور اس فرد واحد کے علاوہ کوئی اس کہانی کو جانتا نہ تھا حالانکہ اگر یہ واقعہ پیش آتا تو اس کے متعدد چشم دید گواہ ہوتے۔ پھر جوں جوں زمانہ بڑھتا جاتا لوگوں کی زبان پر یہ واقعہ عام ہو جاتا یہ اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ یہ خالص مجوسی کہانی ہے جسے شروع کے دور میں لوگوں نے قبول نہیں کیا تھا اسے قبولیت تو اس وقت حاصل ہوئی جب بعد کے لوگوں نے مکھی پر مکھی مارنی شروع کر دی ورنہ ۷۰ھ سے قبل تو اس جھوٹی کہانی سے کوئی واقف ہی نہ تھا۔ پھر ۳۱۰ھ تک یہ داستان علم باطن کی طرح ایک راز رہی جسے ایک مجوسی دوسرے سے بیان کرتا رہا۔

مزید برآں وہ صحابہ جو جنگ احد میں شریک تھے ان میں سے کوئی ایک بھی اس واقعہ کی جانب اشارہ نہیں کرتا اور قریش مکہ فریق مخالف میں سے بھی متعدد افراد نے بعد میں اسلام قبول کر لیا تھا۔ جن میں مرد اور عورتیں دونوں شامل ہیں مثلاً حضرت ھند" "حضرت ام حکیم" بنت حارث بن ہشام، اور فاطمہ بن ولید اور حضرت ابو سفیان، حضرت عکرمہ بن ابی جہل، حضرت حارث بن ہشام حضرت خالد بن ولید، حضرت عمرو بن العاص حضرت صفوان بن امیہ اور حضرت وحشی بن حرب، یہ سب وہ حضرات ہیں جو جنگ احد کے چشم دید گواہ ہیں لیکن ان میں سے کوئی شخص بھی حضرت ھند کی یہ کہانی نہیں بیان کرتا۔ تعجب ہے کہ اس تفصیل کے باوجود اس کہانی کو "جزو ایمان" بنا لیا گیا۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل کا تفصیلی واقعہ خود قاتل وحشی رضی اللہ عنہ بن حرب نے بیان کیا ہے۔ جسے امام بخاری نے صحیح بخاری میں نقل کیا ہے۔ وہ کچھ اس طرح ہے کہ امام بخاری نے حضرت جعفر بن عمرو ابن امیہ ضمری سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں عبیداللہ بن عدی بن الخیار کے ساتھ سفر کے لئے نکلا تو جب ہم لوگ حمص پہنچے تو عبیداللہ بن عدی نے کہا کہ چلو وحشی بن حرب کے پاس چل کر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل کا حال پوچھیں۔ میں نے کہا ہاں ضرور

ان دنوں وحشی نے حمص میں سکونت اختیار کر رکھی تھی۔ ہم نے ایک شخص سے وحشی

Scanned with CamScanner

ؓ کے مکان کے بارے میں دریافت کیا۔ ہمیں بتایا گیا وہ سامنے اپنے مکان کے سائے میں مشک کی طرح پھولے ہوئے بیٹھے ہیں۔ جعفر کہتے ہیں کہ ہم وحشی ؓ کے قریب گئے اور سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ اس وقت عبیداللہ بن عدی اپنا عمامہ سر پر اسطرح لپیٹے ہوئے تھے کہ صرف آنکھیں نظر آ رہی تھیں۔ وحشی ؓ کو اس سے زیادہ کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ تو عبیداللہ نے پوچھا۔ وحشی ؓ مجھے پہچانتے ہو؟ وحشی ؓ نے ان کی طرف دیکھ کر کہا۔ واللہ میں اتنا جانتا ہوں کہ عدی بن خیار نے ایک عورت ام قتال بنت ابی العیص سے شادی کی تھی ام قتال کے ہاں مکہ میں جب ایک بچہ پیدا ہوا تو میں اس بچہ کے لئے دائی کو تلاش کر رہا تھا اور اس کی والدہ کے ساتھ اس بچہ کو لے جا کر اس دایہ کے سپرد کر دیا۔ میں تیرے قدموں کی جانب دیکھ رہا ہوں اور میرا اندازہ ہے کہ تو وہی بچہ ہے۔ عبداللہ نے اپنے چہرے سے کپڑا ہٹالیا اور وحشی سے دریافت کیا کہ کیا آپ ہمیں حضرت حمزہ ؓ کے بارے میں بتائیں گے۔ وحشی ؓ نے کہا ضرور۔

بات یہ تھی کہ حضرت حمزہ ؓ نے بدر میں طعیمہ بن عدی بن الخیار کو قتل کر دیا تھا۔ میرے آقا جبیر بن مطعم نے کہا اگر تو حمزہ ؓ کو میرے چچا طعیمہ بن عدی کے بدلے میں مار ڈالے تو تو آزاد ہو۔ پس لوگ عینین کے سال جنگ کے لئے نکلے اور عینین احد کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہے اس کے سامنے ایک احد کی وادی ہے۔ میں بھی لوگوں کے ساتھ جنگ کے لئے نکلا جب لڑنے والوں نے اپنی اپنی صفیں درست کر لیں تو سباع بن عبد العزی صف سے باہر نکلا اور اس نے کہا ہے کوئی مقابلہ کرنے والا؟ تو حضرت حمزہ ؓ بن عبدالمطلب نے اس کے بالمقابل پہنچ کر کہا اے ام انمار کے بیٹے (جو بچوں کا ختنہ کیا کرتی تھی) کیا تو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ کرتا ہے؟ پھر حضرت حمزہ ؓ نے اس پر حملہ کیا تو وہ ایسا ہو گیا جیسے گذری ہوئی کل۔ وحشی نے کہا میں ایک چٹان کے نیچے حمزہ ؓ کی گھات میں چھپا ہوا تھا۔ جب وہ میرے قریب سے گزرے تو میں نے اپنا حربہ ان پر پھینکا وہ حربہ ان کی ناف میں لگ کر پشت سے باہر نکل گیا۔ وحشی نے کہا یہ ان کا آخری وقت تھا جب لوگ میدان سے واپس آئے تو میں بھی اس کے ساتھ واپس آگیا اور مکہ میں ٹھہر گیا یہاں تک کہ مکہ میں اسلام پھیل گیا تو میں طائف کی طرف نکل گیا۔ جب طائف والوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف قاصد روانہ کئے تو مجھ سے کہا گیا تھا کہ نبی اکرم ﷺ قاصدوں سے تعرض نہیں فرماتے۔ لہٰذا میں بھی ان قاصدوں کے ساتھ مل کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے مجھے دیکھ کر فرمایا کیا تم وحشی ؓ ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے پوچھا کیا حمزہ ؓ کو آپ نے ہی قتل کیا تھا۔ میں نے عرض کیا کہ جو خبر آپ ﷺ تک پہنچی ہے وہ درست ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا فھل تستطیع ان تغیب وجھک عنی کیا تم اپنا چہرہ مجھ سے چھپا سکتے ہو۔ میں یہ بات سن کر باہر آگیا۔

پھر بعد وفات رسول ﷺ جب مسیلمہ نے نبوت کا دعویٰ کیا تو میں نے سوچا کہ اب میں مسیلمہ کے مقابلے کے لئے ضرور نکلوں گا۔ ہو سکتا ہے کہ میں اسے قتل کروں اور حمزہ ؓ کے قتل کا کفارہ ہو جائے۔ میں مسلمانوں کے ساتھ مسیلمہ کے مقابلے پر نکلا۔ اچانک میں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ ایک دیوار کی آڑ میں کھڑا ہے گویا کہ وہ ایک سیاہی مائل اونٹ ہے اس کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ میں نے اسے اپنا حربہ مارا۔ حتیٰ کہ وہ حربہ اس کے دونوں شانوں کے درمیان سے پار نکل گیا۔ اتنے میں ایک انصاری کود کر اس کی طرف گیا اور میں نے اس کی کھوپڑی پر تلوار بھی ماری۔

عبداللہ بن فضل اس حدیث کے راوی بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے سلیمان بن یسار نے ان کو عبداللہ بن عمر نے بتایا کہ جب مسیلمہ مارا گیا تو ایک لڑکی مکان کی چھت پر چڑھ کر کہنے لگی۔ ہائے امیرالمومنین (مسیلمہ) کو ایک کالے غلام نے مار ڈالا۔ (صحیح بخاری کتاب المغازی' باب قتل حمزہ ؓ)

یہ ہے وہ اصل واقعہ جو قاتل خود اپنی زبان سے بیان کر رہا ہے جسے اقبال جرم کہا جائے تو بجا ہے اور بیان بھی اس شخص سے کر رہا ہے۔ جس کے بھائی کے قصاص میں حضرت حمزہ ؓ کی شہادت عمل میں آئی۔ اس واقعہ سے جن امور کی نشان دہی ہوتی ہے وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) وحشی ؓ بن حرب جبیر ؓ بن مطعم کے غلام تھے۔ انہوں نے انہیں حضرت حمزہ ؓ کے قتل پر آمادہ کیا تھا اور اس انعام کا وعدہ کیا تھا کہ انہیں قتل کرنے کی صورت میں تم آزاد کر دیئے جاؤ گے۔ اس سے بات یہ واضح ہو گئی کہ اس قتل سے حضرت ہند" کا کوئی تعلق نہیں۔ نہ انہوں نے وحشی کو قتل پر آمادہ کیا اور نہ ہی وحشی ؓ کی آزادی سیدہ ھند" کے ہاتھ میں تھی۔ وحشی کا یہ اقبال جرم اور اس کی وجہ واضح طور اس بات کی تردید کر رہی ہے کہ ھند ؓ نے انہیں قتل پر آمادہ کیا تھا۔

(۲) اگر آزادی کے علاوہ اسے کوئی اور انعام دیا جاتا تو وحشی اسے ضرور بیان کرتے اس سے یہ بات کا بھی رد ہو گیا کہ حضرت ھند نے اپنے گلے کا ہار اتار کر اسے بطور انعام دیا جاتا تھا۔ اگر ایسا ہوا ہوتا تو وحشی" کو اسے چھپانے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔

(۳) وحشی" ابتداء سے آخر تک جنگ کے دوران کفار کے ساتھ رہے اور ان ہی کے ساتھ مکہ واپس آگئے لیکن وہ ناک کان کے ہار بنانے اور کلیجہ چبانے کی کوئی کہانی بیان نہیں کرتے۔

(۴) آنحضرت ﷺ نے وحشی ؓ کا اپنے سامنے آنا پسند نہیں فرمایا

(۵) قتل حمزہ میں بقول مورخین تین افراد برابر کے شریک ہیں۔ ایک وحشی ؓ جو قاتل ہیں۔ دوسرے جبیر بن مطعم جنہوں نے قتل پر آزادی کا وعدہ کیا۔ تیسری ھند بنت عتبہ جنہوں نے ناک کان کاٹے اور کلیجہ چبایا۔

(۶) آنحضرت ﷺ نے وحشی ؓ کا سامنے آنا گوارہ نہ کیا۔ جبیر" بن مطعم کا جرم وحشی کی نسبت کم تر تھا۔ لہٰذا فتح مکہ کے دن نہ ان سے تعرض کیا گیا اور نہ ہی اس قسم کی کوئی پابندی عائد کی گئی اس جرم کی موجودگی میں ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ جب آنحضرت ﷺ مکہ میں فاتحانہ داخل ہوئے اور امن کا اعلان کیا تو اس صورت میں چند افراد کے قتل کا بھی اعلان ہوا لیکن بجائے اس کے کہ سیدہ ھند" کے قتل کا اعلان یا اظہار بیزاری کیا جاتا۔ ان کے گھر کو دارالامن بنا دیا گیا۔ یہ اعلان خود اس

بقیہ صفحہ 39 نمبر2

Scanned with CamScanner

رسالت ﷺ کے امین رض

قاری سجاد حسین جوکالیاں

اسلامی عقائد میں رسالت پر ایمان لانے کو بنیادی حیثیت حاصل ہے توحید الٰہی کے اقرار و تصدیق قلبی کے بعد حضور ﷺ اللہ کا رسول اور خاتم النبیین ماننے بغیر کوئی آدمی مسلمان نہیں ہو سکتا۔

رسول اللہ نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا پرچار کیا اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی ذات کا تعارف کرایا سوال پیدا ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی پوری زندگی کا ایک ایک واقعہ رسول اللہ کی ایک ایک حرکت اور حالت عبادات ہوں یا معاملات جنگ ہو یا صلح خلوت ہو یا جلوت حتی کہ آپ کا کنگھی کرنا سرمہ ڈالنا نہانے دھونے تک کی تفصیلات آج مسلمانوں کے سامنے ہیں یہ ہم تک کس طرح پہنچی ان تمام وقعات سے آشنائی اور آگاہی کس طرح ہوئی تو اس کارنامہ کے محسن وہ عظیم ہستیاں ہیں جنھیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کہا جاتا ہے نتیجہ کلام یہ نکلا کہ رسالت پر ایمان لانے کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی دیانت داری اور صداقت پر ایمان لانا ضروری ہے

جو آدمی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی صداقت صحابہ رضی اللہ عنہم کی امانت داری پر شک کرتا ہے حقیقت میں وہ رسالت پر مکمل ایمان نہیں رکھتا اس کا ایمان رسالت کے تمام شعبوں پر مشکوک ہوگا کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہی بتایا کہ مرسول اللہ ﷺ ہمہ صفت موصوف جامع کمالات کے مظہر تھے آپ ﷺ پوری دنیا کے رہبر ورہنما تھے آپ کی پوری زندگی پوری انسانیت کے لئے جامع نمونہ تھی۔

آپ ہی ایسی ہستی ہیں جن میں نوح علیہ السلام کا سا جوش تبلیغ ابراہیم علیہ السلام کا سا ولولہ توحید اسحاق علیہ السلام کی وراثت پدری اسماعیل علیہ السلام کا ایثار موسی علیہ السلام کی سعی و کوشش یعقوب علیہ السلام کی تسلیم و رضا داؤد علیہ السلام کی سی آواز یوسف علیہ السلام جیسا حسن سلیمان علیہ السلام جیسی سطوت و حکومت ایوب علیہ السلام کا سا صبر اور عیسی علیہ السلام جیسا زہد تھا آپ ﷺ ہی ہیں جنھوں نے زندگی کے ہر پہلو اور ہر شعبے کی انسانیت کو مشعل راہ دکھائی امراء حضور ﷺ کو مکہ کے تاجر اور بحرین کے خزینہ دار کی حیثیت سے دیکھیں غرباء حضور ﷺ کو شعب ابی طالب اور ہجرت کے موقعہ پر دیکھیں بادشاہ اور حکمران سلطان عرب کی حیثیت سے دیکھیں سپاہ سالار اور فاتحین حضور کو بدر و حنین اور فتح مکہ کے موقعہ پر دیکھیں استاد اور معلمین حضور ﷺ کو اصحاب صفہ کی درس گاہ کے معلم کی حیثیت سے دیکھیں۔

نوجوان نسل کے لئے حضور ﷺ کی حیاداری اور عفت قابل نمونہ ہے مزدور اور محنت کش لوگ آپ ﷺ کو خندق کے موقع کے پیٹ پر پتھر باندھنے کی حالت پر غور کریں گویا کوئی بھی انسان جس سلسلے میں حضور ﷺ کی حیات طیبہ سے راہنمائی اور روشنی حاصل کرنا چاہتا ہے تو اس کے لئے حدیث کی کتابیں بھری پڑی ہیں حضور ﷺ کی صفات حمیدہ اور اخلاق عالیہ کے تمام گوشے سیرت کی کتابوں میں مل سکتے ہیں۔

اگر کوئی آدمی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر ہی طعن و تشنیع کرنا شروع کر دے تو رسالت پر ایمان کس طرح لا سکتا ہے وہ آپ ﷺ کو امین کس طرح تسلیم کرے گا آپ ﷺ کو وعدہ کے سچے کس طرح مانے گا آپ ﷺ کو دیانت دار کس طرح کہے گا گویا کہ رسالت کے امین رسول اللہ ﷺ کی پوری زندگی کے امین صحابہ کرام ہیں جنھوں نے مکمل دیانت داری کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو بحیثیت رسول لوگوں کے سامنے پیش کیا تو ثابت ہوگیا کہ جو آدمی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو شک کی نگاہ سے دیکھتا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کا منکر ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ سچی محبت نصیب فرمائے آمین

بقیہ 2

بات کی شہادت ہے کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے قتل سے حضرت ہند کا کوئی تعلق نہیں۔

مزید برآں جب سیدہ ہند سے آنحضرت ﷺ نے بیعت لیتے وقت یہ فرمایا کہ اپنی اولاد کو قتل نہ کروگی۔ تو سیدہ ہند نے جواب دیا کہ ہم نے انہیں بچپن میں پالا تھا اور جب بڑے ہوئے تو آپ نے انہیں قتل کر دیا اس جواب پر بھی آپ ﷺ نے انہیں قتل حمزہ رضی اللہ عنہ یا مثلہ یا کلیجہ چبانے کے بارے میں کوئی یاددہانی نہیں کرائی۔ حالانکہ یہ اس بات کا بہترین موقع تھا۔ بلکہ آنحضرت ﷺ سیدہ ہند کا یہ جواب سن کر مسکرا گئے۔ یہ بات اس کی واضح دلیل ہے کہ جگر چبانے کی کہانی بہت بعد کی وضع کردہ ہے۔

دراصل سبائیت مجوسیت کا پروپیگنڈہ معاشرے میں اس قدر سرایت کر چکا ہے کہ آج کے اکثر واعظین 'کنام نہاد گدی نشینان' کالجوں' یونیورسٹیوں کے فضلاء اور عوام کی اکثریت حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ان کے والد حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ سیدہ ہند کا نام عزت و احترام کے ساتھ لینے کے لئے تیار نہیں۔ (تذکرہ سیدنا معاویہ ص ۷۶ تا ۸۳)

بقیہ 31

میں لہرا کر دم لے گا۔ آج جھنگوی شہید کی روح ارواح صحابہ کے قدموں میں آرام کر رہی ہوگی۔ جھنگوی جان کا نذرانہ دے کر ہمیں بھی راہ بتا گیا۔

فنا فی اللہ کی تہہ میں بقا کا راز مضمر ہے
جسے مرنا نہیں آتا اسے جینا نہیں آتا

Scanned with CamScanner

جیت اب بھی ہماری ہوگی

محمد اعجاز
جامعہ فاروقیہ کراچی

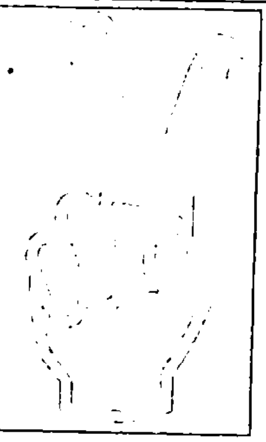

حق و باطل کی معرکہ آرائی تخلیق آدم سے ہنوز جاری ہے اور تاقیام قیامت جاری رہے گی۔ تاریخ کا مشاق جب بھی تاریخی اوراق گردانی کرے گا۔ حق و باطل کو باہم دست و گریباں اور ایک دوسرے کو ہیو زیاکرتے ہوئے پائے گا۔ اہل حق اور اہل باطل کے نہ صرف راستے جدا جدا ہیں بلکہ ان کی مثال آب و نار' کفرو ایمان' توحید و شرک' سنت و بدعت کی سی ہے' جیسے آب و آگ یکجا نہیں ہو سکتے بعینہ اس طرح اہل حق و اہل باطل کا باہم شیرو شکر ہونا تقریباً بلکہ یقیناً ناممکن ہے۔ جس قلب سعید میں شمع ایمان روشن ہو گی۔ وہاں کفر کی تاریکیاں اور اندھیرے دم توڑ دیں گے۔ جہاں توحید کا ڈنکا بجے گا وہاں خود ساختہ خداؤں کے ناک کان آنکھ و دیگر شرک کدی حیران و ویران دکھائے دیں گے۔ جہاں آقائے نامدار کی سنت پر مسرت ہو گی۔ وہاں بدعت کی ضلالت معدوم ہو گی۔ فریق اول یعنی اہل حق کا امربالمعروف و نہی عن المنکر جبکہ فریق ثانی یعنی اہل باطل کا اس کے برعکس امربالمنکر عن المعروف مقصد مرگ و حیات ہے۔ جہاں انبیا علیہ الصلوۃ والسلام صحابہ کرام' ائمہ مجتہدین و دیگر اولیا اللہ کی جد وجہد کاوشوں سے امت کفرو شرک' بدعت و ضلالت کے حصار کو توڑ کر جاہلیت کو خیرباد کہہ کر آغوش دین میں پناہ لے کر صراط مستقیم پر کامزن ہو کر راہی جنت ہوئی۔ وہاں شیطان و شیطانی حواریوں نے اسلام کے رکھوالوں کو مختلف طور طریقوں سے زیر کرنے کی ناکام کوشش جاری رکھی۔ قائدین کرام آپ قرآن و سنت اور تاریخ کی معتبر ترین کتب کی ورق گردانی کریں تو آپ کو مختلف ادوار میں حق باطل صف آرا نظر آئیں گے۔ اس لا متناہی جنگ و قتال اور رسہ کشی کا آغاز اس وقت ہو جب احکم الحکمین نے ملائیکہ کو حکم دیا کہ بحضور آدم جبین نیاز جھکا دو جبرائیل امین سمیت تمام کے تمام ملائکہ نے اللہ کے حکم پر سرخم کر دیا۔ الا ابلیس ابلیس نے انا خیر منہ کہہ کر رب کی حکم عدولی کا مرتکب ہو کر طوق لعنت گلے میں لٹکائے۔ دربار الہی سے نکال دیا گیا اور عین وقت خروج شیطان نے آدم اور ابن آدم کے خلاف بگل جنگ بجا دیا جو معرکہ حق و باطل کے مابین آدم علیہ السلام اور ابلیس علیہ اللعنت سے شروع ہوا تھا۔ وہ آج بھی جاری ہے اور صبح قیامت تک جاری رہے گا۔ مگر قرآن و حدیث اور معتمد علیہ تاریخی کتب شاہد ہیں کہ فتح روز اول سے روز آخر تک حق کا مقدر رہے گی۔ چند ایک شہرہ آفاق معرکے نظر احباب ہیں۔

محترم قائدین جب فرعون نے انا ربکم الاعلی کا نعرہ لگا کر روئے ارض پر جب خدائی دعویٰ کیا۔ ٹھانی تو رب لم یزل نے موسیٰ علیہ السلام کو علم حق تھما کر ارشاد فرمایا اذھب الی فرعون انه طغی جا موسیٰ فرعون سرکش ہو گیا ہے۔ اس کا قبلہ درست کر فریق مخالف فرعون کے پاس جاہ و دولت کی فراوانی تھی' عالم کفریہ حکم رانی تھی' فوج ظفر موج کی دربانی تھی۔ مگر موسیٰ علیہ السلام تن تنہا میدان ضرب و حرب میں کود پڑے اور اس دخود ساختہ رب اعلیٰ کی متکبرانہ سوچ فکر اور غرور پھری گردن کو پیوند زمین کر دیا۔ قرآن شاہد کہ فرعون اور حزب فرعون غرق نیل ہوئے اور موسیٰ علیہ السلام فاتح ٹھہرے۔ ایک اور معرکہ پیغمبر اولوالعزم حضرت ابراہیم علیہ السلام اور نمرود کے درمیان ہوا نمرود اور درباریوں نے دھونس دھمکی اور دیگر غیر اخلاقی ہتھکنڈے ازمائے مگر ان کے فولادی عزائم و استقلال میں سرے مو فرق نہ آیا جب ہر طرح کے حربے و داؤ پیچ بے سود ثابت ہوئے تو تمام تر انسانی اخلاق و حقوق کو پس پشت ڈال کر آتش نمرودی میں دھکیل دیا گیا یہ سب کچھ کرنے کے باوجود ابراہیم علیہ السلام اللہ کی وحدانیت کے اعلان عام سے باز نہ آئے اور ڈنکے کی چوٹ بتوں اور بت پرستوں کو للکارتے رہے اور سر عام تمسخرہ اڑاتے رہے بالآخر باطل کا منہ کالا اور حق کا بول بالا ہوا' ذرا آگے بڑھئے فاران کی چوٹی پر سرور کونین آمنہ کے لال جناب محمد رسول ﷺ پرچم حق اٹھائے لسان اطہر سے لا الہ الا اللہ کا اعلان عام فرما رہے ہیں۔ جبکہ قریش مکہ کے سردار ابوجاہل پرچم باطل تھامے مدمقابل اتر آیا۔ اسی لا الہ الا اللہ کے جرم میں اپ کو مجنوں و دیوانہ کہا گیا۔ مگر آپ ﷺ نے دعوت الی اللہ جاری رکھی' آپ کو دربدر کیا گیا مگر آپ ﷺ نے فلاح دارین کا پروگرام جاری رکھا۔ آپ ﷺ کی حیات طیبہ کا چراغ گل کرنے کے لے شب کی تاریکی میں آپ ﷺ کے گھر کا محاصرہ کیا گیا مگر آپ ﷺ نے تزکیہ نفس کا مشن جاری رکھا۔ آپ ﷺ کے ساتھیوں کو تختہ دار پر چڑھا دیا گا مکہ کی دہکتی آگ و تپتی ریت پر دراز کر دیا گیا۔ مگر آپ ﷺ نے اپنا انقلابی نظریہ جاری رکھا۔ رب ذوالجلال اہل باطل کی سب مذموم حرکتیں اور ستم در ستم اور آقائے دو جہاں کی کوہ جبل سے کہیں زیادہ استقامت اور سینہ مصائب و آلام میں گھرنے کے باوجود صبر کا دامن نہ چھوڑنے کا نظارہ کرتا جب بات زبان سے گریبان تک پہنچی تو اللہ نے کہا آئے میرے محبوب اب من جانب کفار نہیں بلکہ جانبین سے تیراندازی کا مظاہرہ ہو گا۔ یک طرفہ نہیں طرفین سے تلوار و

لشکر کشی ہوگی چنانچہ اہل حق و اہل باطل پرستوں
شکست فاش دی اور فتح حق کے زیر قدم رہی۔ احد و
حنین میں ذرا جھانکیں فتح حق اور شکست باطل کو ملی۔
تھوڑا سا اور آگے آئیے خلیفہ بلا فصل حضرت ابوبکر
صدیق ﷺ کے سنہری دور خلافت میں کوکھ شیطان
سے فتنہ منکرین زکوٰۃ نے جنم لیا۔ منکرین زکوٰۃ
کی سرکوبی کے لئے خلیفہ اول نے اعلان جہاد فرمایا
منکرین زکوٰۃ اور مسلمانوں کے درمیان ایک
خون ریز جھڑپ ہوئی میدان جھڑپ قاتلو هم
حتی لا تکون فتنه و یکون الدین لله کا عملی
منظر پیش کر رہا تھا اور آگے خلیفہ معتصم باللہ جب
قرآن کو کلام اللہ کی بجائے مخلوق اللہ کہنے لگا تو عظ
حریت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے حاکم وقت کے
باطل نظریہ کے خلاف بغاوت کی اور دلائل
وبراہین سے یکسر رد کر دیا چاہئے تو یہ تھا کہ دلائل و
براہین کا جواب دلائل و براہین سے ہی دیا جاتا مگر
حاکم جابر اس جبل استقلال کو پس دیوار زنداں کر دیا
اور بلاناغہ اس کی پشت پر چالیس کوڑے برسائے
جاتے رہے مگر قرآن پاک کو مخلوق اللہ کہنے سے انکار
کرتا رہا اور کلام اللہ پر اصرار کرتا رہا حقیقت میں
یہی انکار و اصرار باطل کی شکست اور حق کی فتح
ہے۔

اس طرح استاد الائمہ امام اعظم امام
ابو حنیفہ رحمۃ اللہ کو بھی ارباب اقتدار واختیار
ترغیب و تحریص، دھونس دھمکی سے خاطر خواہ
فتاویٰ جات کے حصول اور سلطانی کارہائے سیاہ کو
سفید کہنے کے لئے زبردست کرنے اور درباری
ملاؤں کا گھناؤنا اور مکروہ کردار ادا کرنے کے لئے
قاضی القضاۃ کے پرکشش عہدے کی پیش کر کے امام
وقت ضمیر خریدنے اور حریت فکر سلب کرنے کی
ناپاک و ناپسندیدہ حرکت کی مگر امام وقت نے سب کی
سب حکومتی مراعات و پرفریب پیشکشوں کو پاؤں کی
حقیر گرد وغبار سمجھ کر ٹھکرا دیں اور جیل کی کال
کوٹھڑی کو ترجیح دی حاکم وقت اور امام وقت کے
درمیان جنگ جاری رہی تمام مذموم حربے آزمائے
گئے۔ مگر اس کے عزم صادق میں استقامت و پختگی
بڑھتی ہی چلی گئی حتی کہ ایک دن وہ بھی دیکھنے کو ملا
جب پس دیوار زنداں سے امام اولوالعزم کا جنازہ نکلا

یہی زندانوں کی اوٹ میں جان جان آفریں کے سپرد
کرنا حاکم باطل کی شکست اور حق کی فتح ہے اور آگے
بڑھئے۔ جب اکبر بادشاہ نے دین متعین کے مقابلے
میں جدید دین اکبر عوام و خواص میں روشناس
کرایا۔ اس دین مفسد میں سود جوے اور شراب کی
رحلت داڑھی کا تراشا، غسل جنابت سے انکار، پردہ
اور سنت ختنہ کا خاتمہ، زنا کا متعہ کی شکل میں جواز،
خنزیر اور کتوں کا احترام، ہندوی علوم سے عقیدت،
عربی علوم سے نفرت اور اس جیسے کئی قرآن و سنت
کے منافی احکام شامل تھے۔ تو اس دین پر جو سرتاپا
فساد کی جڑ تھا۔ درباری ملاؤں نے چند سکوں کے
عوض ایمانی حمیت کا جنازہ نکال کر مہر تصدیق ثبت کر
دی محترم قائدین اہل اللہ روز اول سے اہل
الشیطان کے دانت کھٹے کرتے آئے ہیں۔ تو اس
وقت بھی ایک اللہ والا جس کو تاریخ سید احمد
سرہندی المعروف مجدد الف ثانی کے نام سے اپنی
پیشانی پر سجائے ہوئے ہے، نے تن تنہا اکبر بادشاہ
کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور اس کے خود ساختہ
دین کو ٹھکرا دیا۔ اس باغی دین اکبر کی حریت فکر اور
صدائے حق کو دبانے کے لئے اس مجاہد کو قلعہ
گوالیار میں مقید کر دیا گیا۔ مگر لامحدود رنج والم، ظلم
و جفا اور جیل کی سخت سے سخت ترین مصائب و
تکالیف اس کو رام نہ کر سکیں اور فتح نے مجدد وقت
کی قدم بوسی کی جبکہ اکبر اور دین اکبری ہمیشہ ہمیشہ
کے لئے منوں من مٹی تلے دبا دیئے گئے اور دین
آفاقی مکمل شان و شوکت کے ساتھ ایک مرتبہ پھر
جگ مگانے لگا اور قرون اولیٰ کی یادیں تازہ ہونے
لگی۔ اس طرح قافلہ حق کے عظیم سالار شاہ ولی اللہ
محدث دہلوی نے انگریز کی غلامی کو آزادی میں
بدلنے کے لئے آواز بلند کی تو اسے بھی قید و بند کی
صعوبتیں جھیلنی پڑیں اور انہیں مالٹا کی جیل میں ڈال
دیا گیا۔ مگر اس علم کے بحر بے کنار نے مالٹا کی جیل
میں بیٹھ کر بھی علم حق بلند رکھا اور بحالت اسیری
تفسیر قرآن لکھ کر دعوت الی اللہ جاری رکھی
انگریزی سامراج تمام تر رنج و الم آزمانے کے
باوجود بھی اس کے پائے استقلال اور فولادی عزائم
میں دراڑیں نہ ڈال سکا۔

اسی طرح انگریز اور علما ربانی کے مابین
سرد جنگ جاری رہی حتی کہ ایک وقت وہ بھی آیا۔
جب دین اسلام کو نیست و نابود کرنے کے لئے مساجد
مسمار کر دی گئیں۔ دینی قلعوں پر بلڈوزر
پھروا دیئے۔ قرآن پاک نذر آتش و حوالہ سمندر کر
دیا گیا۔ بعض علماء کو دن دیہاڑے سولی پہ چڑھا دیا
گیا۔ اس تاریخ کے سیاہ ترین دور میں بات حق کہنا
موت کو گلے لگانے کے مترادف تھا۔ بچوں کو یتیم
کرانا، بیویوں کو بیوہ کرانا روز روشن کی طرح عیاں
تھا مگر علماء حق مولانا قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی،
حاجی امداد اللہ مہاجر مکی و دیگر کئی دیگر علماء کرام
نے تمام تر خطرات و کھائیوں کی پروا کئے بغیر میدان
کارزار میں اتر آئے۔ ایک طرف انگریز کی افرادی
و حربی قوت تھی تو دوسری طرف بظاہر الات حرب نہ
ہونے کے برابر مگر ایمانی دولت سے لیس علماء کی گنی
چنی نفری، ایک طرف زر کثیر و محل نشین جبکہ
دوسری طرف روکھی سوکھی پر گزر بسر کرنے اور
آب و گل پر مشتمل جھونپڑیوں کے مکین مگر چشم فلک
نے نظارہ کیا۔ یہ بڑی بڑی فوجوں اور کیمیاوی
ہتھیاروں والے ایک ہاتھ میں پتھر دوسرے ہاتھ میں
قرآن و حدیث والوں کو مات نہ دے سکے۔ یہ زرد
محل والے بستر چٹائی اور رانار کے سائے میں بیٹھ کر
قال اللہ و قال الرسول کا درس دینے والوں کو فتح نہ
کر سکے جب تمام تر طور و طریق علماء کو زیر کرنے
میں فیل ہوئے تو انگریز نے چند شکم پرور اور فتویٰ
فروش ملاؤں کو زر و زن اور جاگیر کا دانہ ڈال کر
علماء حق کے خلاف کفر و زندقہ کے فتوے خریدے
تاکہ مسلم عوام کو جو علماء حق کے دست و بازو بن کر
ایثار و قربانی کی اعلیٰ ترین مثال رقم کر رہے تھے۔
علماء سے بددل اور بعد کیا جا سکے مقصد فرنگیوں کے
خلاف ابھرنے والی جہادی تحریک اور صدائے حق کو
کمزور کرنا اور بڑھنے والی نفرت کو محبت میں بدلنا
تھا۔ مگر واقفان حقیقت سے یہ بات ڈھکی چھپی نہیں
کہ ان فتویٰ فروش شیطانی اور سلطانی چیلوں کے کفر
و زندقہ کے فتاویٰ جات بھی علماء کے بڑھتے ہوئے
قدموں کو نہ روک سکے اور اپنے انگریز و انصار
مفتوحہ قوم کی شکل میں حسرت بھری نگاہوں سے بستر
بوریہ سمیت کر برصغیر کو خیرباد کہہ رہا تھا اور علماء
بمعہ رفقاء فاتح بن کر جشن فتح منا رہے تھے۔ آج بھی

فرنگی اور ان کے حواریوں کا مکروہ کردار تاریخ کے سیاہ باب اور علماء کرام کا پاکیزہ کردار تاریخ کے سنہری باب میں قلم بہ قلم حرف بہ حرف مرقوم ہے۔ مزید آگے آیئے جب انگریز ہی کے پروردہ پودے مرزا غلام احمد قادیانی نے انگریز کے ابرو اشارہ پر نبوت کا دعویٰ کر کے شیطانی کھیل کا آغاز کیا تو خطیب ایشیا امیر شریعت سید عطاءاللہ شاہ بخاری نے انتھک جدوجہد سے عوام و خواص میں روز و شب اس کی جھوٹی نبوۃ کا پردہ چاک کیا۔ اس کا کفر بر سر ممبر و محراب عام کیا۔ اس انگریز دوستی اور اسلام دشمنی کو اجاگر کیا۔

اسی محنت و محبت کا ثمرہ تھا کہ مفتی مفکر اسلام محمود رحمتہ اللہ نے بزور علم اسمبلی کے فورم پہ ختم نبوۃ کا تاریخی مقدمہ لڑا اور اراکین پارلیمنٹ کو مرزا کے پر دستخط کرنے پڑے وہ دلچسپ ساعت قابل دید ہوئی اور خوش قسمت افراد نے دیکھی بھی ہوگی۔ جب ختم نبوۃ کے پروانے فاتح کی صورت میں بطور اظہار تشکر عنداللہ سربسجود ہوں گے اور مرزا آنجہانی کا خلیفہ شکست خوردہ ہو کر منہ لٹکائے پارلیمنٹ سے نکل رہا ہوگا۔ یقیناً دیکھتے ہو گی۔ ماضی قریب میں جب خمینی نے لا ولا کا پرفریب نعرہ لگا کر ایران میں انقلاب برپا کیا تو اپنے ہی مجتہدین و اکابر سے انحراف کر کے ان ہی کے وضع کردہ اصول دین کو منسوخ کر کے اپنے عقائد باطل کی جو کتب خانوں تہہ خانوں اور صرف خواص تک ہی محدود تھے۔ ریڈیو ٹی وی جرائد و اخبارات اور تصنیف و تالیف کے ذریعے دنیا بھر میں تشہیر شروع کر دی۔ چونکہ صد سالہ پرانا فتنہ ہے۔ واقفان کتب تاریخ سے یہ حقیقت ڈھکی چھپی نہیں کہ مختلف ادوار میں علماء حق مناظروں، مباحثوں، مجادلوں اور مباہلوں سے شیعت کو شکست سے دوچار کرتے آئے ہیں۔ ایران میں انقلاب کے بعد خمینی نے رافضیت کے مردہ گھوڑے میں نئی جان ڈالکر اصحاب رسول ﷺ پر تبراء عقیدہ تحریف قرآن، عقیدہ امامت اور عقیدہ بدا اور ان جیسے دیگر اور غیر اسلامی نظریات و افکار کو دنیا بھر میں متعارف کرانے کے ساتھ ساتھ عرب ممالک اور خاص کر پاکستان میں جو سنی اکثریتی ملک ہے۔ ایران کی طرز پر انقلاب برآمد کرنے کا منصوبہ تیار کیا گیا۔ چنانچہ تحریک نفاذ فقہ جعفریہ ایران کی شہ پشت پناہی اور دہن دولت کے بل بوتے پر معرض وجود میں آئی جہاں تحریک نے 98 فیصد سنی ملک میں نفاذ فقہ جعفریہ کا مضحکہ خیز نعرہ لگایا وہاں اس تحریک نے اور زہر آلود لٹریچر چھپوا کر ملک بھر میں مفت تقسیم کرایا۔ اس یلغار و سیلاب کو روکنے اور ان غلیظ نظریات کی راہیں مسدود کرنے کے لئے جھنگ کی سرزمین سے حق نواز جھنگوی" تو توحید پرست سچا عاشق رسول ﷺ محب صحابہ رضی اللہ عنہم ابن حنبل و ابو حنیفہ مانبردار ابن تیمیہ و مجدد الف ثانی کا نام لیوا، فکر شاہ ولی اللہ و شیخ الہند کا امین نانوتوی و گنگوہی کا روحانی فرزند، لکھنوی و بخاری کا ترجمان، مفتی و مدنی کا خادم پرچم حق تھامتے ہوئے خمینی ازم اور جارحیت روکنے کے لئے میدان کارزار میں اتر آیا اہل نظر اور اہل انصاف نے دیکھا کہ وہ اس طرح ٹکرایا جس طرح ٹکرانے کا حق تھا۔ اہل حق کی ترجمانی کرتے ہوئے جام شہادت نوش کر کے ابدالآباد تک کامیاب و کامران ہو کر حیات جاویداں پا گیا مگر دشمن اور اعداء دین اس کو راستہ سے ہٹا کر گولیوں سے چھلنی کر کے بھی ناکام و نامراد ہے اسے ہر مقام پر ذلت و رسوائی کا سامنا ہے اسے ہر فورم پر چاہے سپریم کورٹ ہو یا پارلیمنٹ میزان پروگرام ہو یا اخباراتی فورم متحدہ علماء بورڈ ہو یا ملی یکجہتی کونسل کا تیار کردہ ضابطہ اخلاق نیازی کمیٹی کی سفارشات ہوں یا سلطانی زیر صدارت اجلاس شکست و ریخت رسوائی اور شرمندگی اٹھانی پڑی میں جب قرآن و سنت زمینی حقائق اور اسلاف و اکابر کی سنہری تاریخ کے اوراق کی ورق گردانی کرتا ہوں تو میرا پہلے سے موجود یقین یقین محکم کی صورت اختیار کر لیتا ہے کہ وہ وقت اب زیادہ بعید نہیں جب ماضی کے تمام معرکوں کی طرح یہ معرکہ بھی اہل حق سر کر لیں گے اور اصحاب رسول اور اہل بیت رسول ﷺ کو آئینی تحفظ حاصل ہونے کے ساتھ ساتھ رافضیت بھی قادیانیت کی طرح غیر مسلم اقلیت قرار دے دی جائے گی اور یہ بات وثوق سے کہی اور سنی جا سکتی ہے کہ رافضیت کے غیر مسلم اقلیت قرار پانے کے بعد تنفیذ اسلام اور نظام خلافت راشدہ کی راہ میں حائل تمام قابل ذکر مشکلات و رکاوٹیں یکسر دم توڑ دیں گی۔ انشاءاللہ

پیغمبر اسلام ﷺ کا مختصر تعارف

آنحضرت ﷺ کے اعلیٰ اخلاق و اطوار آفاقی عالمگیر رسالت اور آپ کی مقدس زندگی کے ایام و شہور کا انتہائی مختصر خاکہ

ابو ریحان ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید

ہدیہ 15/- روپیہ - صفحات 40

ناشر اشاعت المعارف
ریلوے روڈ فیصل آباد پاکستان فون نمبر 640024

ناموس صحابہ کا تحفظ • آنحضرت ﷺ کے مقدس ارشادات و فرامین

مناقب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر چالیس احادیث

سکولوں اور مدارس عربیہ کے طلبہ اور تمام مسلمان بچوں کو تحفظ ناموس صحابہ کے مکمل مشن کو متعارف کرانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چالیس احادیث

ابو ریحان ضیاء الرحمٰن فاروقی شہید

ہدیہ: 10/- روپیہ - صفحات 20

ناشر اشاعت المعارف
ریلوے روڈ فیصل آباد پاکستان فون نمبر 640024

Scanned with CamScanner

صفحہ خواتین

سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراءؓ

تحریر:- صائمہ منیر سوہدرہ

حضرت فاطمہؓ جناب رسول مقبول ﷺ کی سب سے چھوٹی صاحبزادی ہیں۔

ولادت آپ کی سن ولادت میں کچھ اختلاف ہے مشہور ہے کہ آپ نبوت کے دوسرے سال جبکہ آنحضرت ﷺ کی عمر مبارک اکتالیس برس کی تھی پیدا ہوئیں۔ حضرت خدیجہؓ پہلی زوجہ تھیں آپ کی والدہ محترمہ ہیں۔ آپ ﷺ نے آپ کا نام فاطمہ رکھا۔ عربی میں فاطمہ کے معنی ہیں باز رہنا اور فاطمہ کے معنی ہیں باز رہنے والی۔ آپ ﷺ کی دختر نے عیش و عشرت کو قریب نہ پھٹکنے دیا۔ دنیا سے دل نہ لگایا' برائیوں اور عیبوں کو ہنسی خوشی برداشت کیا' لہو ولعب کو اللہ اور اس کے مقدس دین کے لئے ترک کیا۔ اس لئے ان کا نام فاطمہ اس باسمی ثابت ہوا' جیسا نام ویسا کام۔

بچپن نبی کریم ﷺ کو حضرت فاطمہ سے بہت پیار تھا۔ حضور ﷺ انہیں گود میں بٹھاتے اور اٹھا کر لئے پھرتے رہتے۔

حضرت فاطمہ ابھی عمر کی دوسری بہار دیکھ رہیں تھیں کہ ان کی والدہ ماجدہ حضرت خدیجہ الکبریٰ اس فانی دنیا کو چھوڑ کر فردوس بریں چلی گئیں اور حضرت فاطمہ اپنی محبوب ماں کی آغوش شفقت سے محروم ہو گئیں۔ دو سال کی عمر ہی کیا ہوتی ہے۔ اس ننھی سی عمر میں تو بچہ آنکھیں بھی نہیں کھولتا اور اسی ماں کی گود میں پلنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس طرح آپ ﷺ اپنی والدہ دادا' چچا وغیرہ کے سائے سے محروم ہو گئے تھے۔ اسی طرح آپ کی پیاری بیٹی بھی اپنی پیاری ماں کی گود سے جدا ہو گئی۔

سیدہ محترمہ کو بچپن ہی سے دنیا سے نفرت تھی' طبیعت شروع ہی میں نہایت متین و سنجیدہ تھی' بے موقع ہنسنا' بے وجہ رونا' رونا چلانا' جیسا کہ ننھے بچوں کی عادتیں ہوتی ہیں ان میں بالکل نہ تھیں۔ ان میں شرم و حیا بھی کوٹ کوٹ کر بھری تھی ابھی چھوٹی ہی تھیں تو پردے میں رہنے لگیں تھیں۔ کبھی گھر سے نکلنا پڑا تو منہ پر نقاب ہوتا۔ گفتگو میں بڑی متانت تھی آپ کی بات معقول اور مختصر ہوتی ٹھہر ٹھہر کر بولتیں نرمی اور آہستگی سے بات کرتیں' حافظہ بلا کا تھا جو بات ایک دفعہ سن لیتیں دماغ پر نقش ہو جاتی۔

اکثر دیکھا گیا ہے کہ جاہل مرد اور احمق عورتیں لڑکی کی پیدائش پر سوگ میں پڑ جاتی ہیں وہ بیٹی کو منحوس خیال کرتے ہیں اور اسی خیال سے بعض وقت اس کو مار دینے پر تیار ہو جاتے ہیں اور زمانہ جاہلیت کی رسم کو تازہ کرتے ہیں۔ آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے اہل عرب میں یہی رواج تھا۔

کس گھر میں پیدا جو ہوتی تھی دختر
تو خوف شماتت سے بے رحم مادر
پھرے دیکھتی جب تھی شوہر کے تیور
کہیں زندہ گاڑ آتی تھی اس کو جا کر
وہ گود ایسی نفرت سے کرتی تھی خالی
جنے سانپ جیسے کوئی جننے والی

لیکن جب حضور ﷺ نے ظہور فرمایا تو اس قسم کی بے رحمی کو کبیرہ گناہ قرار دے کر اس سے منع کیا۔ خود رسول ﷺ کے ہاں بیٹیاں پیدا ہوئیں اور حضور ﷺ نے ان کی پیدائش پر رنج و افسوس کرنے کی بجائے خوشی کا اظہار فرمایا ان کو گود میں لیا پیار کیا' پالا پوسا تعلیم دی اور امت کو سبق دیا کہ لڑکی آفت نہیں رحمت ہوتی ہے اور اپنے ساتھ رحمتیں اور برکتیں لاتی ہے۔ حضور ﷺ نے تو یہاں تک فرمایا کہ جس کسی کے گھر میں لڑکی ہوتی ہے اور وہ جوان ہونے تک اس کو نیک نیتی اور خالصتاً للہ پالنا شروع کر کے اسے اچھا کھانا اور کپڑے دے۔ اس کی بہت اچھی تربیت کرے خدا تعالیٰ اسے اجر عظیم دیتا ہے۔

تعلیم و تربیت جناب رسول ﷺ نے جو دنیا کے سب سے بڑے معلم استاد اور پروفیسر تھے اپنی امت کو حکم دیا ہے کہ طلب العلم فریضتہ علی کل مسلم و مسلمتہ علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ تحصیل علم سے یہ مراد نہیں کہ مسلمان اپنے لڑکے اور لڑکیوں کو کسی ایسے سکول کالج اور یونیورسٹی میں داخل کرا دیں۔ جہاں مغربی طرز کی تعلیم دی جاتی ہو اور یورپی طریق تعلیم جاری ہو "نہیں" اسلام میں علم کے معنی دینی علم ہیں اور مسلمان مرد و عورت کو یہی علم حاصل کرنے کی تاکید و ہدایت کی گئی ہے۔ بہر حال فاطمہ نے جس اعلیٰ طریقے سے تعلیم و تربیت پائی ہے اس سے بھی ہم بہت کچھ حاصل کر سکتے ہیں۔ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہم اپنی اولاد کو شروع ہی میں دینی تعلیم نہیں دیتے پس ذرا بچے نے ہوش سنبھالا تو کسی انگریزی سکول میں داخل کروا دیا۔ سوہاں سے فارغ ہوا تو کالج میں لے دوڑے اس پر بھی صبر نہ آیا تو کسی مغربی ملک میں بھیج دیا جہاں جا کر اس کا رہا سہا دین و ایمان بھی غرق ہو گیا۔ دنیوی علم و فنون کی تحصیل کوئی بری چیز نہیں مگر اسلام نے ہدایت فرمائی ہے کہ علم دین کو مقدم سمجھو اور دوسرے تمام علوم و فنون کو اس علم کے تابع رکھو مطلب یہ ہے کتاب اللہ اور حدیث رسول ﷺ کے علاوہ جو باقی علم ہیں وہ اگر حاصل کرو تو صرف اس لیے کہ ان سے دین و ملت کو تقویت پہنچے اور قوم و مذہب کے فائدے اور نفع کے لئے ہوں مگر آج تو اس کے برعکس ہو رہا ہے بیٹے ایک طرف مغربی تعلیم حاصل کر رہے ہیں تو ایک طرف بیٹیاں بھی مغربی تعلیم حاصل کر رہی ہیں "بقول اکبر"

لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی
ڈھونڈلی قوم نے فلاح کی راہ

پردہ یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ فاطمہؓ میں شرم و

Scanned with CamScanner

حیا کا جوہر بدرجہ کمال موجود تھا اور آپ چھوٹی عمر میں ہی پردہ کرنے لگیں تھیں۔ بھلا جس نبی ﷺ پر قرآن اترا ہو اور جس قرآن میں مسلمان مستورات کو پردہ کرنے اور گھر میں بیٹھنے کی ہدایت ہو اس نبی ﷺ کی بیٹی اور اس قرآن کی تعلیم پانے والی بیٹی کس طرح بے پردہ رہ سکتی اور منہ باہر نکال سکتی تھی۔

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ لڑکیاں میکہ میں پردہ نہیں کرتیں اگر کوئی کرتی بھی ہیں تو محض برائے نام سیدہ فاطمہؓ جیسے میکہ میں پابند پردہ تھیں ویسے ہی سسرال میں حجاب نقاب لازمی سمجھتی اگر ان سے کبھی غفلت یا کوتاہی ہو جاتی تو رسول خدا ﷺ خود باز پرس کرتے۔

مگر آج کل پردہ کہاں ہے اس کا وجود ہی ختم ہوا جا رہا۔ جہاں دیکھو بالغ لڑکیوں سے لے کر بوڑھی عورتوں تک بے حجاب و بے پردہ نظر آتی ہیں نہ کسی سے شرم نہ حیا' نہ اپنوں سے جھجک ہے' نہ بیگانوں سے پرہیز بس ایک بد تمیزی اور بے حیائی کا شیطانی طوفان اٹھ رہا ہے۔ جو اسلامی تہذیب اسلامی تمدن اسلامی غیرت و حمیت کو اپنی لپیٹ میں لے رہا ہے۔ نہ کسی کنواری کو شرم ہے' نہ بیاہی کو حیا' کھلے منہ اور کھلے سر سڑکوں پر دندنا رہی ہیں۔ ہوٹلوں اور باغیچوں میں ان کی نمائشیں اور بھی غضب ڈھاتی ہیں۔ گلیوں میں گھوم رہی ہیں۔ اسلامی غیرت و حمیت کو چیلنج کرتی ہیں اگر کوئی عورت پردہ بھی کرتی ہے تو یہ پردہ اپنوں سے ہی ہوتا ہے' غیروں سے نہیں ہوتا جو محرم لوگ اس کے سامنے ہو سکتے ہیں بات چیت کر سکتے ہیں ان سے تو منہ چھپایا جاتا ہے لیکن جو رشتے دار نہیں نا آشنا ہیں نامحرم ہیں ان سے کوئی پردہ نہیں کوئی شرم نہیں گفتگو اور ہنسی مذاق کرنے میں کوئی پرہیز نہیں بلکہ ملازم سے بھی کوئی حجاب نہیں خواہ وہ کتنے ہی جوان کیوں نہ ہوں انہیں تو مرد سمجھا ہی نہیں جاتا۔

کاش! ہماری مائیں بہنیں پردے کے حکم پر غور کریں اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جو پردے کی تاکید فرمائی ہے اس کی پابند رہیں اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور ام المومنین کی پیروی کر کے صحیح

سرخی: اسلام میں [illegible] انسان کی فطرت ذہنیت کا بدلنا

دشوار ہوتا ہے یہاں تک کہ اس کی خصلت و عادات بھی مشکل تبدیل ہو سکتی ہیں لیکن اسلام ایک ایسا مذہب ہے جس نے ثابت کر دیا ہے کہ خدائے ذوالجلال اور رسول خدا ﷺ کا دین نہ صرف اس کے عادات و خصائل مزاج اور طبیعتوں کو ہی بدل دیتا ہے بلکہ اس کی فطرتوں اور ذہنیتوں کو بھی تبدیل کرتا ہے۔ تاریخ شاہد اور حالات گواہ ہیں کہ اس مقدس مذہب نے انسانوں کی فطرت اور ذہنیت میں وہ انقلاب عظیم پیدا کیا کہ دنیا نے انگشت حیرت منہ میں دبالی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا لباس اتنا معمولی اور ہلکا قسم کا ہوتا کہ آج کل کے حساب سے اس کی قیمت بمشکل تین چار روپے تھی اور کوئی غریب سے غریب عورت بھی ایسی پوشاک پہننا پسند نہ کرے۔ غذا اتنی سادہ کہ بھک منگی بھی اسے کھا نہ سکے جو کی روٹی وہ بھی روکھی سوکھی' نہ سالن کی احتیاج' نہ گھی کی ضرورت' لطف یہ کہ ایسی غذا بھی روزانہ میسر نہ تھی کئی کئی دن فاقوں میں گزر جاتے کبھی چند کھجوریں کھا کر ہی گزارہ کر لیا جاتا اور کبھی ایسا بھی ہوتا کہ ایک کف دست ستو پھانک کر اوپر سے پانی کے چند گھونٹ پی لیے جاتے۔ ایک بار سیدہ عالم نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ و حسین رضی اللہ عنہ کو چاندی کے کنگن پہنائے جناب سرور کونین ﷺ کو پتہ چلا تو سخت ناراض ہوئے اور اس وقت تک ان کے گھر نہ گئے جب تک دونوں صاحبزادوں کے کنگن نہ اتروائے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں نہیں چاہتا کہ میرے اہل بیت کسی قسم کی دنیاوی زیب و زینت میں مبتلا ہوں۔

حضور ﷺ کی اپنی بھی یہی عادت تھی کہ گھر میں کوئی ایسی چیز ہوتی تو سخت بے قرار ہو جاتے اور جب وہ چیز خیرات کر دی جاتی تو آپ ﷺ کو تسکین حاصل ہوتی۔ مطلب یہ کہ مسلمان کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ہر بات ہر معاملہ میں سادگی اختیار کرنے کا حکم دیا۔ یہ اس لئے کہ وہ دنیا اور اس کی زیب و زینت سے محبت لگا کر یاد الٰہی سے غافل نہ ہو جائیں اس سے دل میں تکبر اور غرور پیدا ہوتا ہے جو انسان کا خاصہ نہیں شیطان کی خصلت ہے۔

تکبر عزازیل را خوار کرد
بزندان لعنت گرفتار کرد

بقیہ 3

ہم اس کام کو سرانجام نہیں دیں گے اچھائی کا حکم نہیں کریں گے برائی سے منع نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ کے عمومی عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر کسی جماعت اور قوم میں کوئی شخص کسی گناہ کا ارتکاب کرتا ہے اور وہ جماعت و قوم باوجود قدرت کے اس شخص کو اس گناہ سے نہیں روکتی تو ان پر مرنے سے پہلے دنیا میں اللہ تعالیٰ کا عذاب مسلط ہو جاتا ہے۔"
(ابوداؤد۔ ابن ماجہ بحوالہ فضائل تبلیغ صفحہ نمبر ۱۱۵ از شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا نور اللہ مرقدہ)

در منثور میں بروایت ترمذی وغیرہ حضرت حذیفہ سے نقل کیا ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے قسم کھا کر یہ ارشاد فرمایا کہ "تم لوگ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو ورنہ اللہ جل جلالہ اپنا عذاب تم پر مسلط کر دیں گے پھر تم دعا بھی مانگو گے تو قبول نہ ہوگی۔" (فضائل تبلیغ ص ۱۸)

حضرت عائشہ نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ کیا کوئی اللہ تعالیٰ کا عذاب اگر زمین والوں پر نازل ہو اور وہاں کچھ دین دار لوگ بھی ہوں تو ان کو بھی نقصان پہنچتا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ دنیا میں تو سب کو اثر پہنچتا ہے مگر آخرت میں وہ لوگ گنہگاروں سے علیحدہ ہو جائیں گے۔" (فضائل تبلیغ ص ۱۷)

اس حدیث مبارکہ کے تحت حضرت شیخ الحدیث نور اللہ مرقدہ لکھتے ہیں کہ اس لئے وہ حضرات جو اپنی دین داری پر مطمئن ہو کر دنیا سے یکسو ہو کر بیٹھے اس سے بے فکر نہ رہے کہ خدانخواستہ اگر منکرات کے اس شیوعے پر کوئی بلا نازل ہو گئی تو ان کو بھی اس کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔

کامیابی پر مبارک باد

سپاہ صحابہ ضلع جھنگ کے نائب صدر شیخ سجاد حسین بھاری اکثریت سے بلدیہ چنیوٹ کے کونسلر منتخب ہو گئے۔ چنیوٹ بھر میں مٹھائیاں تقسیم کی گئیں۔

Scanned with CamScanner

خواتین کا صفحہ

عظیم صحابی رسول ﷺ
حضرت خبیب بن عدی رضؓ

فوزیہ بنت عبد الرحمان بھریارو ڈ

دشمن جب محلّہ چھوڑ دے یا شہر سے نکل جائے تو سکون مل جاتا ہے لیکن مسلمانوں نے جب چھوڑا اور تمام جائدادیں کفار کے حوالے کر کے مکہ سے (۳۰۰) تین سو میل دور مدینہ میں جا آباد ہوئے تو کفار پہلے سے بھی زیادہ بے قرار ہو گئے۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ ہجرت مدینہ سے انہیں یقین ہو گیا تھا کہ مسلمان الگ رہ کر تیاری کریں گے اور اہل عرب رسول ﷺ کی دعوت کو قبول کرلیں گے کہ سیلاب حق کے سامنے خس و خاشاک کی طرح بہہ جائے گا۔

مدینہ پہنچ کر مسلمانوں کو جنگ میں پہل کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئی۔ قریش مکہ نے اپنی دماغی پریشانیوں کے تحت "آ بیل مجھے مار" کی روش اختیار کرلی تھی۔ جب بدر اور احد کے میدانوں میں ان کے تیغ آزماؤں کا زعم باطل بھی ختم ہو گیا تو وہ سازش کے جال بچھانے لگے۔ انہوں نے عضل اور قارہ کے سات آدمیوں کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا اور کہلوایا۔ "اگر آپ ہمیں چند مبلغ عنایت فرما دیں تو ہمارے تمام قبیلے مسلمان ہو جائیں گے" حضور ﷺ نے عاصم بن ثابتؓ کی ماتحتی میں کل دس بزرگ صحابہؓ کا وفد ان کے ساتھ بھیج دیا۔

ایک گھاٹی میں کفار کے دو سو مسلح جوان مسلمانوں کے تبلیغی وفد کا انتظار کر رہے تھے۔ جب مبلغین اسلام یہاں پہنچے تو بے نیام تلواروں نے بجلی بن کر ان کا استقبال کیا۔ مسلمان اگرچہ اشاعت قرآن کے لئے گھروں سے نکلے تھے مگر تلوار سے خالی نہ تھے' احساس خطرہ کے ساتھ ہی دو سو کے مقابلے میں دس تلواریں نیاموں سے باہر نکل آئیں اور مقابلہ شروع ہو گیا۔ آٹھ صحابہ مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہوئے اور خبیب بن عوفؓ اور زید بن دثنہؓ ان دو شیروں کو کفار نے محاصرہ کر کے گرفتار کرلیا۔ سفیان مزلی انہیں مکہ لے گیا اور یہ دونوں صالح مسلمان نقد قیمت پر مکہ کے درندوں کے ہاتھ فروخت کر دیئے گئے۔

حضرت خبیبؓ اور حضرت زیدؓ کو حارثا بن عامر کے گھر ٹھہرایا گیا اور پہلا حکم یہ دیا گیا کہ انہیں روٹی دی جائے اور نہ پانی' حارثا بن عامر نے حکم کی تعمیل کی اور کھانا پینا بند کر دیا گیا۔

ایک دن حارث کا نو عمر بچہ چھری سے کھیلتا ہوا حضرت خبیبؓ کے پاس پہنچ گیا' اس مرد صالح نے جو کئی روز سے بھوکا اور پیاسا تھا' حارث کے بچے کو گود میں بٹھا لیا اور چھری اس کے ہاتھ سے لے کر زمین پر رکھ دی۔ جب ماں نے پلٹ کر دیکھا تو حضرت خبیبؓ چھری اور بچہ لئے بیٹھے ہیں۔ عورت چونکہ مسلمانوں کے کردار سے ناواقف تھی' یہ حال دیکھ کر لڑکھڑا گئی اور بے تابانہ چیخنے لگی۔ حضرت خبیبؓ نے عورت کی تکلیف محسوس کی تو فرمایا! "بی بی تم مطمئن رہو' میں بچے کو ذبح نہیں کروں گا۔ مسلمان ظلم نہیں کرتے" ان الفاظ کے ساتھ ہی خبیبؓ نے گود کھول دی معصوم بچہ اٹھا اور دوڑ کر ماں سے لپٹ گیا۔

قریش نے چند روز انتظار کیا' جب فاقہ کشی کے احکام اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو سکے تو قتل کی تاریخ کا اعلان کر دیا گیا' کھلے میدان میں ایک ستون نصب تھا اور اپنی بے بسی پر رو رہا تھا۔ اس کے چاروں طرف بے شمار آدمی ہتھیار سنبھالے کھڑے تھے۔ بعض تلواریں چمکا رہے تھے۔ بعض نیزے تان رہے تھے۔ بعض کمان میں تیر جوڑ کر نشانہ ٹھیک کر رہے تھے کہ آواز آئی۔ "خبیبؓ آ رہا ہے" مجمع میں ایک شور محشر بپا ہو گیا۔ لوگ ادھر ادھر دوڑنے لگے۔ بعض لوگوں نے مستعدی سے ہتھیار سنبھالے اور حملہ کرنے اور خون بہانے کے لئے تیار ہو گئے۔

مرد صالح خبیبؓ قدم بہ قدم تشریف لائے اور انہیں صلیب کے نیچے کھڑا کر دیا گیا۔ ایک شخص نے انہیں مخاطب کیا اور کہا! "خبیب ہم تمہاری مصیبت سے درد مند ہیں اگر اب بھی اسلام چھوڑ دو تو تمہاری جان بخشی ہو سکتی ہے۔"

حضرت خبیبؓ خطاب کرنے والے کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا! "جب اسلام ہی باقی نہ رہے تو جان بچانا بیکار ہے" اس جوان کی ثابت قدمی بجلی کی طرح پر شور بھیڑ پر گری مجمع ساکت ہو گیا اور لوگ رم بخود ہو گئے۔

"خبیب کوئی آرزو ہے تو بیان کرو" ایک شخص نے کہا' "کوئی آرزو نہیں بس دو رکعات نماز ادا کر لوں" حضرت خبیبؓ نے فرمایا۔

"بہت اچھا فارغ ہو جاؤ" ہجوم سے آوازیں آئیں۔

پھانسی گڑی ہوئی ہے۔ حضرت خبیبؓ اس کے نیچے کھڑے ہیں تاکہ اللہ کی بندگی کا حق ادا کریں۔ خلوص و نیاز کا اصرار ہے کہ زبان شاکر جو حمد حق میں کھل چکی ہے اب کبھی بند نہ ہو۔ دست نیاز جو بارگاہ کبریا میں بندھ چکے ہیں اب کبھی نہ کھلیں رکوع میں جھکی ہوئی کمر کبھی سیدھی نہ ہو۔ سجدے میں گرا ہوا سر کبھی خاک نیاز سے نہ اٹھے۔ ہر بن مو سے اس قدر آنسو ہیں کہ عبادت گزار کا جسم تو خون سے خالی ہو جائے مگر اس کے عشق و محبت کا چمن اس کی آبیاری سے رشک فردوس بن جائے۔

حضرت خبیبؓ کا دل محبت نواز' عشق و نیاز کی لذتوں میں ڈوب چکا تھا کہ عقل مصلحت کیش نے انہیں روکا اور ایک ایسی آواز جسے صرف شہیدوں کی روح ہی سن سکتی ہے انہیں روح السلام کی طرف سے یہ پیغام دیا کہ اگر نماز زیادہ لمبی کرو گے تو کافر یہ سمجھے گا کہ مسلمان موت سے ڈر گیا ہے۔ اس پیغام حق کے ساتھ ہی حضرت خبیبؓ نے دائیں طرف گردن موڑ دی اور کہا!

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ" کفار نہیں بولے مگر ان کی کھنچی ہوئی تلواروں نے جواب دیا۔ اب آپ نے بائیں طرف گردن موڑی اور کہا!

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ" کفار اب بھی خاموش رہے مگر نیزوں کی انیاں اور تیروں کی زبانیں رو رو کر پکاریں۔ "اے مجاہد اسلام وعلیکم اسلام ورحمتہ اللہ"

مرد مجاہد خبیبؓ سلام پھیر کر صلیب کے نیچے کھڑے ہو گئے کفار نے انہیں پھانسی کے ستون کے ساتھ جکڑ دیا اور پھر نیزوں اور تیروں کو دعوت دی کہ وہ آگے بڑھیں اور ان کے صدق و مظلومیت کا امتحان لیں۔ ایک

Scanned with CamScanner

شخص آگے آیا اور اس نے خبیبؓ مظلوم کے جسم پاک کے مختلف حصوں پر نیزے سے ہلکے ہلکے چرکے لگائے اور وہی خون اطہر جو چند ہی لمحے پہلے حالت نماز میں شکر و سپاس کے آنسو بن کر آنکھوں سے بہا تھا۔ اب زخموں کی آنکھ سے شہادت کے مشک بو قطرے بن کر ٹپکنے لگا۔ پیکر صبر خبیبؓ کے دردناک مصائب کا تصور کیجئے۔ آپؓ ستون کے ساتھ جکڑے ہوئے ہیں کبھی ایک تیر آتا ہے اور دل کے پار ہو جاتا ہے کبھی نیزہ لگتا ہے اور سینے کو چیر دیتا ہے۔ ان کی آنکھیں آئے ہوئے تیروں کو دیکھ رہی ہیں ان کے عضو عضو سے خون بہہ رہا ہے مگر درد و تکلیف کی اس قیامت میں بھی ان کا دل اسلام سے نہیں ٹلتا۔

ایک اور شخص آگے آیا اس نے حضرت خبیبؓ کے جگر پر نیزے کی انی رکھ دی پھر اس قدر دبایا کہ وہ کمر کے پار ہو گئی۔ یہ جو کچھ ہوا خبیبؓ کی آنکھیں دیکھ رہی تھیں، حملہ آور نے کہا! "اب تو تم پسند کرو گے کہ محمد ﷺ یہاں لگ جائیں اور تم اس مصیبت سے چھوٹ جاؤ"

پیکر صبر خبیبؓ نے جگر کے چرکے کو دل کی حوصلہ مندی سے برداشت کر لیا مگر یہ زبان کا گھاؤ برداشت نہ ہوا۔ اگرچہ زبان کا خون نچڑ چکا تھا مگر جوش ایمان نے اس خشک گوشت میں تاب گویائی پیدا کر دی اور آپ نے جواب دیا۔ "اے ظالم! خدا جانتا ہے کہ مجھے جان دے دینا پسند ہے مگر نہ پسند نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک قدموں میں ایک کانٹا بھی چبھے۔"

نماز کے بعد حضرت خبیبؓ پر جو حالتیں گزریں، آپ بے ساختہ شعروں میں انہیں ادا فرماتے رہے۔ انکے اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

"لوگ انبوہ در انبوہ میرے گرد کھڑے ہیں، قبیلے، جتھے اور جماعتیں، یہاں سب کی حاضری لازم ہو گئی ہے۔" "یہ تمام اجتماع اظہار عداوت کے لئے ہے یہ سب لوگ میرے خلاف اپنے جوش و انتقام کی نمائش کر رہے ہیں اور مجھے یہاں موت کی کھونٹی سے باندھ دیا گیا۔" "میں دشمن کے سامنے گردن نہیں جھکاؤں گا۔ میں فریاد نہیں کروں گا۔ میں خوفزدہ نہیں ہونگا۔ اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ اب اللہ کی طرف جا رہا ہوں۔" "میں اپنی عاجزی، بے وطنی اور بے بسی کی اللہ سے فریاد کرتا ہوں، نہیں معلوم میری موت کے بعد ان کے کیا ارادے ہیں، کچھ بھی ہو میں راہ خدا میں جان دے رہا ہوں۔" "مجھے اللہ کی ذات سے امید ہے کہ وہ میرے گوشت کے ایک ایک ٹکڑے کو برکت عطا فرمائے گا۔ اے اللہ جو کچھ آج میرے ساتھ ہو رہا ہے۔ اپنے رسول ﷺ کو اس کی اطلاع پہنچا دے۔"

اس مرد مجاہد نے خدا کی راہ میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کر دیا، اور جام شہادت نوش کر گئے۔ حضرت سعد بن عامرؓ حضرت فاروق اعظمؓ کے عامل تھے۔ بعض اوقات آپ کو بیٹھے بیٹھے دورہ پڑتا اور آپ وہیں بے ہوش ہو کر گر پڑتے۔ ایک دن فاروق اعظمؓ نے پوچھا "آپ کو یہ کیا مرض ہے؟ جواب دیا میں بالکل تندرست ہوں، اور مجھے کوئی مرض نہیں ہے، البتہ جب حضرت خبیبؓ کو پھانسی دی گئی تو میں اس مجمع میں تھا، جب وہ ہوشربا واقعات یاد آتے ہیں تو مجھ سے سنبھلا نہیں جاتا اور میں کانپ کر بے ہوش ہو جاتا ہوں۔

بقیہ 5

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

محمد کمال الدین راشدی

دارالافتاء دارالعلوم کراچی ۱۴

۲۱/۱/۱۴۱۹ھ

الجواب صحیح

الجواب صحیح

الجواب صحیح

الجواب صحیح

ضرورت خطیب

سپاہ صحابہ کے مرکزی سیکریٹریٹ لاہور میں ایک اچھے تعلیم یافتہ خطیب کی ضرورت ہے۔ خواہش مند حضرات بالمشافہ یا درخواست کے ساتھ ڈاکٹر خادم حسین ڈھلوں چیئرمین سپاہ صحابہ ویلفیئر ٹرسٹ جامع مسجد حق نواز شہیدؒ جھنگ صدر سے فوری رابطہ کریں۔

یا مندرجہ ذیل پتہ پر بذریعہ درخواست یا بالمشافہ رابطہ کریں۔

قاری شفیق الرحمان صاحب اسد نقشبندی فاروق اعظم سیکریٹریٹ جیا موسیٰ شاہدرہ لاہور

کوائف :- سند وفاق المدارس کا فارغ التحصیل دو سالہ۔ جماعتی وابستگی۔ مقامی ضلعی صدر یا سیکریٹری کی تصدیق ضروری ہے۔

Scanned with CamScanner

استفتاء

حرمین شریفین سے یہود و نصاریٰ کی افواج کے انخلاء کی جدوجہد کا شرعی حکم

دارالعلوم کراچی اور جامعہ اشرفیہ لاہور کے مفتیان کرام کا فتویٰ

نحمدہ تعالی ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ خلیج عرب میں امریکہ اور اس کے حواری ممالک کی مسلح افواج کی موجودگی پوری ملت اسلامیہ بالخصوص عرب مسلمانوں کے لئے بے حد اضطراب اور تشویش کا باعث بنی ہوئی ہے اور عرب ممالک کے دینی حلقوں کا موقف ہے کہ یہ مسلح افواج

☆-- اسرائیل کی تقویت و تحفظ اور اس کے توسیع پسندانہ عزائم کے لئے ممد و معاون ہیں

☆-- عرب ممالک کی خود مختاری کے لئے خطرہ ہیں

☆-- اسلامی حکومتوں کے قیام اور اسلامی نظام کے نفاذ میں رکاوٹ ہیں

☆-- عربوں کے سرمائے اور تیل کے مسلسل استحصال کا ذریعہ ہیں

☆-- جناب نبی اکرم ﷺ کے ارشاد کی کھلم کھلا خلاف ورزی ہیں جس میں جزیرہ عرب سے یہود و نصاریٰ کو نکالنے کا حکم دیا گیا ہے۔

☆-- حرمین شریفین کی تقدیس کے منافی ہیں

عرب ممالک کے دینی حلقے ان افواج کی موجودگی کے خلاف مسلسل کلمہ حق بلند کر رہے ہیں اور خلیج عرب سے ان افواج کے انخلاء کے لئے جدوجہد میں مصروف ہیں۔ ازراہ کرم شرعی دلائل کی روشنی میں واضح فرمائیں کہ اس جدوجہد کی شرعی حیثیت کیا ہے اور اس میں علماء کرام اور عامۃ المسلمین پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے؟ بینوا توجروا!۔ المستفتی

ابو عمار زاہد الراشدی

خطیب مرکزی جامع مسجد' پوسٹ بکس ۳۳۱

گوجرانوالہ

الجواب حامدا و مصلیا

غیر مسلموں سے جنگی امور میں بوقت ضرورت تعاون حاصل کرنے کی شرعاً گنجائش ہے' تاہم اس میں یہ شرط ہے کہ ان سے مدد لینے میں مسلمانوں کی واقعتاً کوئی مصلحت پیش نظر ہو' اور ان پر اصل قیادت و حکمرانی اہل اسلام کو حاصل ہو' نیز یہ بھی ضروری ہے کہ ان غیر مسلموں سے یہ اندیشہ نہ ہو کہ وہ کسی قسم کا فساد و فتنہ پھیلائیں گے یا کسی بھی طریقہ سے مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں گے۔

اور اگر غیر مسلم افواج مسلمانوں کے علاقوں میں اس طرح مستقل قیام کریں کہ جس سے ان کی بالادستی کا تاثر قائم ہوتا ہو یا وہ صرف کافروں کے مفادات کا تحفظ کرتی ہوں یا خود مسلمانوں کو ان کی ضرورت نہ ہو تو ان تمام صورتوں میں کافر فوجوں کو مسلمانوں کے علاقوں میں قیام کی اجازت دینا شرعاً جائز نہیں' ایسی صورت میں مسلمان حکمرانوں پر لازم ہوگا کہ وہ حسب استطاعت ان کافر افواج کو مسلمانوں کے علاقوں سے نکال باہر کرنے کی تدبیر کریں اور اپنی بھرپور جدوجہد کو بروئے کار لائیں۔ لیکن اگر مسلمان حکمران اس اہم ملی فریضہ میں غفلت برت رہے ہوں اور اس کے لئے کوئی خاطر خواہ کوشش نہ کر رہے ہوں تو ایسی صورت میں عالم اسلام کی سیاسی و دینی جماعتوں کے راہنما' علماء اور عام مسلمانوں کو چاہئے کہ وہ اپنی بساط اور اپنی استطاعت کے مطابق شرعی حدود میں رہتے ہوئے تقریراً اور تحریراً اپنے مسلم حکمرانوں کو اس طرف متوجہ کریں۔

قال اللہ سبحانہ وتعالی :-

یاایھاالذین امنو لا تتخذوا الذین اتخذوا دینکم ھزوا ولعبا"

قال ابوبکر الجصاص فی تفسیر ھذہ الایہ:" وقال اصحابنا لا باس بالاستعانہ بالمشرکین علی قتال غیرھم من المشرکین اذا کانوا متی ظھروا کان حکم الاسلام ھوالظاھر' واما اذا کانوا لوظھروا کان حکم الشرک ھوالغالب فلا ینبغی للمسلمین ان یقاتلوا معھم "(احکام القرآن للجصاص ۲:۵۴۴)

وجاء فی تکملہ فتح الملھم ۳:۲۶۹:" والذی یتخلص من مجموع الروایات ان الامر بالاستعانہ موکول الی مصلحہ الاسلام والمسلمین 'فان کان یومر علیھم من الفساد وکان فی الاستعانہ بھم مصلحہ فلا باس بذالک ان شاء اللہ تعالی اذا کان حکم الاسلام ھوالظاھر ویکون الکفار تبعا للمسلمین 'وان کان للمسلمین عنھم غنی اوکانو ھم القادہ والمسلمون تبعالھم 'اویخاف منھم الفساد فلا یجوز الاستعانہ بھم "

الجواب صحیح

الجواب صحیح

مفتی

بقیہ صفحہ 66 نمبر

بقیہ 4

اسلامی عقائد و عربی سیکھنے کو ناجائز' خنزیر و کتے کی طرف دیکھنا عبادت قرار دے دیا۔

اکبر کے بعد اس کے بیٹے جہانگیر کے دور میں بھی اس خود ساختہ دین الٰہی کا چرچا رہا لیکن اسی دور کے ایک وارث علوم نبوۃ شیخ احمد سرھندی المعروف مجدد الف ثانی نے فیصلہ کرلیا کہ وہ اس خود ساختہ سرکاری نظریہ و بناوٹی دین کا خاتمہ کرکے دم لے گا پھر جرم حق گوئی میں کبھی وہ گوالیار کے قلعہ میں قید ہوا تو کبھی اس کے بچوں کو گھر سے نکال کر بے کسی و بے بسی سے دوچار کیا گیا کبھی مجدد الف ثانی پر پہرے بٹھائے گئے تو کبھی ان کی جائیداد و املاک کو بحق سرکار ضبط کیا گیا۔

وقت گزرتا رہا بالآخر گوالیار کے قلعہ کی اسیری اور جرم حق گوئی میں برداشت کی جانیوالی تکالیف اور پیش کی جانیوالی قربانیاں رنگ لائیں کہ جہانگیر کا پوتا اورنگ زیب عالمگیر شریعت مصطفویؐ کا ایسا خدمتگار بن کر سامنے آیا کہ زمانے میں ایسے پاک طینت بادشاہ کی مثال خلفاء راشدین کے بعد ڈھونڈے نہیں ملتی۔

اور آج پورے ہندوستان میں نظریہ و نام مجدد الف ثانیؒ کا زندہ ہے "دین اکبری" اور اکبر بادشاہ کے سرکاری مولویوں کا نام لینے والا بھی کوئی نہیں ہے۔

تیسرا واقعہ سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید جیسے مجاہدین اسلام کا ہے کہ جنہوں نے اپنے خون کے قطروں سے برصغیر کو سکھوں اور انگریزوں سے آزاد کرانے کی تحریک کی بنیاد ڈالی۔ ایک طرف ان کے وفادار ساتھی 1857ء کی جنگ آزادی لڑتے ہوئے کالے پانی کی طرف دھکیلے جارہے تھے تو دوسری طرف کچھ لوگ انگریز سے وفاداری کرنے اور ملکہ وکٹوریہ کی خدمت سپاسنامے پیش کرکے جاگیریں اور دستاریں حاصل کرنے میں معروف تھے ایک طرف ہندوستان کو دارالحرب قرار دیکر انگریز کی فوج میں بھرتی ہونا حرام ہے کے فتوؤں کے ذریعہ مسلمان قوم کو انگریز کا باغی بنانے والے علماء حق سرگرم علم تھے تو دوسری طرف ہندوستان کو دارالسلام قرار دیکر اپنے مریدوں اور پیروکاروں کو انگریزی فوج میں شامل ہونے کی ہدایت دینے والے علماء سید پیران انگریزی دولت و القابات سمیٹ رہے تھے۔

لیکن ہندوستان کی آزادی اور پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے پچاس سال بعد پاکستان کے وزیراعظم نے 11 جون 1998ء کو اپنے تاریخی خطاب میں تحریک آزادی کے مجاہدین کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے انگریز کے وفاداروں سے جاگیریں واپس لینے کا اعلان کرکے یہ بتادیا کہ آج قربانیاں دینے والوں کے نظریہ کی فتح کا دن ہے اور غداروں کی رسوائی اور ذلت کا لمحہ آپہنچا ہے۔

آج آزادی کی تحریک میں قربانیاں دینے والوں پر عقیدت کے پھول نچھاور کئے جارہے ہیں اور انگریز کے وفادار ملت اسلامیہ کے غداروں پر تین حرف بھیجے جارہے ہیں۔

کچھ ایسا ہی چوتھا واقعہ تاریخ کے سینے میں مرزا قادیانی کی جھوٹی نبوت اور اس کے پیروکاروں کا ہے جنہوں نے انگریز کے اقتدار کی چھتری کے سائے میں امت مسلمہ کو عقیدہ ختم نبوت سے ہٹانے اور تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نیت توڑ کر قادیان کے "گاے کانے" سے تعلق پیدا کرنے کی دعوت دی۔ انگریز کے اس خود کاشتہ پودے کی جڑیں کاٹنے کے لئے اہل حق میدان میں اترے تو انہیں فرقہ پرست' انتشاری ملاں اور مسلمان جماعت میں دراڑیں پیدا کرنے والے تخریب کار کے القابات سے نوازنے اور ختم نبوۃ کا نعرہ لگانے کے جرم میں قید و بند کی سزائیں سنانے کے لئے عدالتیں سرگرم عمل ہوگئیں۔ حتیٰ کہ خاتم الانبیاء کو المرسلین کے نام لیواؤں پر گولیوں کی بارش کرکے ہزاروں جیتے جاگتے انسانوں کو خاک وخوں میں تڑپانے سے بھی گریز نہ کیا گیا۔ بالآخر نوے سال کی قربانیوں کے بعد دنیا نے دیکھا کہ قربانیاں دینے والے جیلوں کو آباد کرنے والے۔ سینے پہ گولیاں کھانے والے کامیاب ہوگئے اور انگریز کے حق میں پچاس پچاس الماریوں پر مبنی کتب لکھنے والے پاکستان کے معرض وجود میں آتے وقت اعلیٰ وزارتیں اور فوج میں اعلیٰ عہدے حاصل کرکے ظلم ڈھانے والے غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔

پیارے قارئین! اور سپاہ صحابہ کے غیور ساتھیو! ان چار واقعات کو نہایت اختصار سے بیان کرنے کا مقصد صرف اس دعویٰ کو ثابت کرنا ہے کہ جب کسی جماعت کا موقف و مشن حق ہوتا ہے اس کا نظریہ قرآن و سنت کی تعلیمات پر مبنی ہوتا ہے تو پھر ایک عرصہ تک اس جماعت کو اپنے مشن کی تبلیغ و دعوت اور اپنے موقف کے پرچار و اشاعت میں طرح طرح کی اذیتوں کا سامنا کرنا ضروری ہوتا ہے وقت کے آمر و جابر بادشاہوں کے ہتھکنڈوں کو مسکرا کر سہنا پڑتا ہے' پھر ایک وقت آتا ہے کہ جب قربانی پر مبنی تحریک کامیابی کی منازل طے کرکے وہ مقام حاصل کرلیتی ہے کہ پھر باطل نظریات کا نام و نشان تک ختم ہوجاتا ہے۔

میں آج پورے وثوق و اعتماد سے یہ بات اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرکے اٹک جیل کی تنگ و تاریک کوٹھڑی سے لکھ رہا ہوں کہ اگر ہم لوگ اخلاص و للہیت کے ساتھ خوف خداء عشق مصطفیٰ اور حب صحابہؓ کے جذبہ سے سرشار ہوکر سپاہ صحابہ کے مشن و موقف کے لئے اپنی توانائیاں اور صلاحیتیں صرف کرتے چلے جائیں تو دنیا کی کوئی طاقت ہمیں کامیابی و کامرانی کی منزل تک پہنچنے سے نہیں روک سکتی ہے۔

کیونکہ آخری فتح ہمیشہ حق کی ہوتی ہے۔

والسلام

آپ کا بھائی محمد اعظم طارق

15 جون 1998ء بوقت رات گیارہ بجے قاسم بلاک اٹک جیل

دعائے مغفرت

سپاہ صحابہ ڈیرہ غازی خان کے رہنما ماسٹر عبدالکریم کی والدہ مورخہ 98-05-11 کو انتقال کرگئی ہیں تمام مسلمان بھائیوں سے اپیل ہے ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ ایزدی میں جگہ دے۔ آمین سوگواران کو صبر جمیل عطا فرمائیں۔

Scanned with CamScanner

بنام وزیر اعظم پاکستان

(مولانا سیف الرحمان درخواستی روجھان)

السلام علیکم ورحمتہ اللہ

عرض ہے کہ روجھان ضلع راجن پور ایک ایسا شہر ہے جو نہایت ہی پرامن ہے اس لئے اس شہر میں تعزیہ' ذوالجناح کے جلوس کا کوئی لائسنس نہیں۔ روٹ نہیں ہر فرقہ اپنے گھر تک اپنے آپ تک محدود ہے شومئی قسمت کہ یہاں سعید احمد نامی اے سی متعین کیا گیا۔ جس نے گزشتہ سال بھی کچھ غیر قانونی کام کئے اور امسال ۷ محرم کو تمام دکانیں' بازار زبردستی بند کرا کر ایک غیر قانونی جلوس' بغیر لائسنس' بغیر روٹ کے لیکر آیا جس میں سینکڑوں افراد شریک تھے اور اے سی صاحب اسے خود لیکر آئے۔

دارالعلوم محمدیہ روجھان (جو ایک عظیم درسگاہ ہے جس کے بانی فقیر کے نانا شیخ الاسلام حضرت درخواستی رحمتہ اللہ علیہ تھے اب اس کی خدمت فقیر کے ذمہ ہے) کے قریب اور فقیر کے مکان کے قریب سے جب ان کا جلوس گزرا تو انہوں نے فقیر کے گھر پر پتھر پھینکے اور غلط نعرہ بازی کی۔ سینہ کوبی کی۔ پتھر پھینکنے سے طلباء و مدرسین میں اشتعال پھیلا۔ دونوں طرف سے خشت باری شروع ہو گئی (یہاں غیر قانونی جلوس کا بہانہ بنایا گیا کہ علم تبدیل کرنے کے لئے جلوس آیا حالانکہ اس کو تو کوئی بھی دو چار آدمی تبدیل کر سکتے ہیں۔ غیر قانونی جلوس کی کیا ضرورت ہے جس کا لائسنس وغیرہ کچھ بھی نہیں پھر یہ جھنڈا ایک قبر پر ہے اس پورے محلہ میں ایک اہل تشیع بھی نہیں ہے خالی قبر کا جھنڈا ہے) اس پر اے سی صاحب نے گولی چلانے کا آرڈر دے دیا حکم ملنے پر BMP نے گولی چلا دی جس سے قرآن مجید کی درسگاہ چھلنی ہو گئی اس کے بعد اے سی اور احمد علی جمعدار بی ایم پی (جو کہ بدنام زمانہ شخص ہے) نے معصوم طلباء پر قیامت برپا کر دی۔ قرآن مجید کی درسگاہ میں جوتوں سمیت گھس کر معصوم اور ننھے طلباء پر بے انتہاء تشدد کیا گیا اس کے علاوہ چند اساتذہ اور طلباء کو گرفتار کر کے لے گئے پھر پولیس نے ان پر بے جا تشدد کیا مدرسہ کی تلاشی لی گئی سردار معظم مزاری جمعدار بھی تلاشی میں ساتھ تھے۔ پورے مدرسہ میں معصوم طلباء اور قرآن و احادیث کی کتب کے سوا انہیں کچھ نہ ملا نہ کوئی آدمی' نہ اسلحہ چاقو' غلیل تک بھی وہاں نہ تھا۔ اس کے باوجود اے سی صاحب نے تحصیل دار کو مدعی بنا کر معصوم طلباء اور اساتذہ کے خلاف پرچہ کرا دیا۔

جناب والا!

عظیم دینی درسگاہ اور قرآن مجید کی تعلیم گاہوں کا تقدس پامال کیا گیا روجھان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ غیر قانونی جلوس نکالا گیا۔ معصوم طلباء پر سیدھی گولیاں چلائی گئیں۔ ان پر تشدد کیا گیا۔ انہیں ناجائز گرفتار کیا گیا اور یہ سب کچھ مقامی اے سی سعید احمد نے اپنی نگرانی میں کرایا۔ اتنے بڑے ظلم اور عظیم واقعہ کے باوجود ضلعی انتظامیہ ٹس سے مس نہیں ہوئی۔ ضلعی انتظامیہ نے موقع تک دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا۔ ڈی سی صاحب دو مرتبہ روجھان آنے کے باوجود مقام وقوعہ پر تشریف نہیں لائے۔ فقیر جماعت اور مریدین کو بردباری اور حوصلہ سے کام لینے کی متواتر ترغیب دے رہا ہے۔ صرف امن و امان کے لئے دس یوم تک ہم نے اجلاس تک نہیں بلایا۔ ۲۱ محرم کو لائحہ عمل طے کرنے کے لئے اجلاس بلایا۔ اگلے دن کرنے کا کہا ہم نے باوجود اطلاعات اجلاس دوسرے دن کے لئے موخر کر دیا لیکن ہماری امن پسندی اور بردباری کو کمزوری سمجھا جا رہا ہے اس علاقہ میں فقیر کے ہزاروں مریدین' معتقدین ہیں جو انتہائی غم و غصہ میں ہیں۔

مقامی انتظامیہ کی ظلم و زیادتی اور ضلعی انتظامیہ کی سستی اور لاپرواہی کے نتائج کے ذمہ دار وہی ہوں گے فقیر نے پہلے آپ کو مطلع نہیں کیا کہ ضلعی انتظامیہ معاملہ کو سلجھا لے گی مگر ان کی طرف سے ظالمانہ لاپرواہی کے بعد آپ کی خدمت عریضہ لکھ رہا ہوں اس کے بعد نتائج کا ذمہ دار فقیر نہیں ہو گا۔ فقیر نے صبر کی حد کر دی ہے۔ اس کے بعد جماعت کو کنٹرول کرنا میرے بس میں نہیں ہو گا جس کی ذمہ داری انتظامیہ پر ہو گی۔ اللہ تعالیٰ اس ملک کو امن کا گہوارہ بنائے (آمین) والسلام

سیف الرحمان درخواستی مہتمم دارالعلوم محمدیہ

روجھان ضلع راجن پور امیر جمعیت علماء اسلام ضلع راجن پور

بقیہ 6

لے کر من و عن چھاپ دیا۔ بلاشبہ ان کی یہ گوہر شناسی قابل تحسین ہے۔ لیکن کیا ہی اچھا ہوتا کہ موصوف اس کتاب کی اچھی سی کمپوزنگ کرا لیتے۔ یہ کمپیوٹر کا دور ہے۔۔ کتاب کی خوبصورتی میں بھی کئی گنا اضافہ ہو جاتا اور 632 صفحات پر پھیلی ہوئی یہ کتاب نہایت سلیقے سے بیش از بیش تین سو صفحات پر مشتمل ہوتی۔ طباعت پر بھی کم لاگت خرچ ہوتی اور قارئین کو بھی سستے داموں دستیاب ہوتی۔ کتاب اچھے سفید کاغذ پر چھپی ہے۔ خوبصورت رنگین سرورق اور مضبوط جلد سے مزین یہ کتاب کتب خانہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان سے دستیاب ہے۔ قیمت درج نہیں کی گئی۔

Scanned with CamScanner

آئینہ کتب نما

مبصر
مولانا ثناء اللہ شجاع آبادی

تبصرے کے لئے کتاب کے دو نسخے ارسال فرمائیں

الاربعین فی امور الدین

زیر تبصرہ کتاب شیخ الاسلام حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی رحمتہ اللہ علیہ کے قابل فخر نواسے اور انتہائی باصلاحیت عالم باعمل حضرت مولانا سیف الرحمان درخواستی مدظلہ کی تالیف لطیف ہے۔

مولانا موصوف جس علمی خانوادے سے تعلق رکھتے ہیں حدیث رسول ﷺ سے محبت اس خانوادے کی پہچان ہے اس کتاب میں حضرت مولانا موصوف نے رسول اکرم ﷺ کی چالیس احادیث مبارکہ اس قدر دلکش تشریح و تفسیر کے ساتھ پیش کی ہیں کہ قاری اس کا مطالعہ کرنے لگے تو کرتا ہی چلا جائے۔

مولانا کا حسن ترتیب ملاحظہ ہو کہ بنی الاسلام علی خمس" والی روایت میں حضور اکرم ﷺ کے ارشاد فرمودہ پانچ بنیادی ارکان اسلام کلمہ 'نماز' زکوٰۃ' روزہ' اور حج کے بعد بالترتیب علم و ذکر خدمت خلق' اخلاص دعوت و جہاد اور درود شریف کے فضائل جیسے عنوانات پر چار چار احادیث مبارکہ آپ نے اس کتاب کی زینت بنائی ہیں اور آخر میں مسنون عملیات کے عنوان سے ایک باب میں مختلف آفات و بلیات سے حفاظت کے لئے حضور ﷺ کی مسنون دعائیں اور اعمال ذکر فرمائے ہیں۔ جو علماء 'طلباء اور عامتہ المسلمین کے لئے انتہائی سود مند اور باعث بلندی درجات ثابت ہو سکتے ہیں۔۔۔ کیونکہ اول و آخر ضرورت عمل کی ہے۔ مسنون عملیات کے ضمن میں ایک کمی رہ گئی ہے۔ وہ یہ کہ ان عملیات و ادعیہ کو باحوالہ درج نہیں کیا گیا تاہم ان عملیات کی افادیت مسلم ہے

آخر میں ایک اور قابل ذکر بات یہ ہے کہ کتاب کے آخر میں دو عربی قصیدے جو حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی نے آج سے تقریباً ۵۲ سال پہلے ۱۳۲۶ھ میں فریضہ حج ادا فرمانے کے بعد مدینہ منورہ کے سفر اور روضہ رسول اللہ ﷺ کی زیارت کے دوران فی البدیہ رقم فرمائے تھے مع اردو ترجمہ ذکر کر دیے گئے ہیں جن کی ہر ہر سطر کے ہر ہر حرف کے ہر ہر نقطے سے عشق و الفت رسالت مآب کا شہد ٹپکتا ہے۔

کتاب ظاہری و معنوی خوبیوں سے آراستہ و پیراستہ ہے۔ 136 صفحات' عمدہ کاغذ خوبصورت کمپیوٹر کمپوزنگ 'صاف ستھری چھپائی دو رنگا خوبصورت آرٹ کارڈ چھپا ہوا سرورق یہ کتاب جامعہ دارلعلوم محمدیہ روجھان ضلع راجن پور کے شعبہ نشر و اشاعت کے اہتمام سے چھپی ہے۔ اور اسی پتے سے حاصل کی جا سکتی ہے کتاب پر قیمت درج نہیں ہے۔

"الاصحاب فی الکتاب" (صحابہ کرام قرآن مجید میں)

یہ کتاب مشہور مناظر اسلام و مجاہد ملت حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ صاحب بخاری" کے موئے قلم کا وہ حسین شاہکار ہے۔ جو ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں گرفتاری کے بعد ساہیوال اور لاہور کی جیلوں کی سنگدل دیواروں کے سائے میں علامہ مرحوم کی معنی بلیغ سے معرض وجود اور منصہ شہود پر جلوہ گر ہوا' علامہ مرحوم نے اس کتاب میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عظمت و تقدیس قرآن مجید کے حوالے سے نہائت احسن انداز میں پیش فرمائی ہے۔ اور کلام اللہ میں سے دس آیت و براہین کو موضوع سخن بنا کر گستاخان اصحاب پیغمبر پر حجت تمام کی ہے۔ اصحاب رسول ﷺ کے حق میں قرآن مجید کی ان دس گواہیوں کا جواب مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ جو اصحاب ذوق علامہ مرحوم کے نام اور شخصیت سے واقف ہیں یا انہوں نے موصوف کی کسی کتاب کے مطالعے کی سعادت حاصل کی ہے وہ موصوف کے حسن بیان .طرز استدلال اور انداز تحریر کی خوبیوں سے آگاہ ہونے کے باعث علامہ کے نام کو ہی سند مانتے ہیں۔ اور جن حضرات کو علامہ مرحوم کی شخصیت اور طرز تحریر سے واقفیت نہیں .انہیں زیر تبصرہ کتاب کا ایک ایک حرف دعوت مطالعہ دے رہا ہے۔ اس کتاب میں حقائق کا دریا موجزن ہے۔ عجیب و غریب علمی نکات اور عقلی دلائل کے علاوہ لطیف اشعار کی شیرینی نے کتاب کی اہمیت و افادیت کے علاوہ تمام مندرجہ ابحاث کو سمجھنے میں جہاں بہت سی آسانیاں پیدا کر دی ہیں .وہاں ان تمام عوامل کا بھی قلعہ قمع ہو گیا ہے .جو قاری کو کسی کتاب کے مطالعے کے دوران بوریت کا احساس دلاتے ہیں۔

یہ کتاب عرصہ دراز سے نایاب تھی .اور اس کی مانگ روز بروز بڑھ رہی تھی .علامہ مرحوم کے صاحبزادے کو اللہ جزائے خیر عطا کرے کہ انہوں نے بڑی محنت و جستجو کے بعد کتاب کا ایک نسخہ کہیں سے لا کر کتب خانہ مجیدیہ ملتان کے مالک جناب بلال احمد شاہد کو دیا اور انہوں نے اس کی کاپی

بقیہ صفحہ 49 نمبر 6

Scanned with CamScanner

سپاہ صحابہ کے کارکنان کی شدید خواہش اور اصرار پر

جبل استقامت مرد آہن علامہ محمد اعظم طارق کا

باتصویر چارٹ

انتہائی خوبصورت چہار رنگا طباعت

ہدیہ تھوک ۸ روپے

جسمیں ان پر قاتلانہ حملے، گرفتاریوں اور حالات زندگی پر مختصر مگر انتہائی جامع مضمون

ملنے کا پتہ:- علی معاویہ اسلامی کیسٹ ہاؤس ریلوے روڈ فیصل آباد فون 640024

شہید ملت اسلامیہ علامہ ضیاء الرحمان فاروقیؒ کے گلشن جامعہ عمر فاروق اسلامیہ

الضیاء

سمندری کا ترجمان سہ ماہی

زیر ادارت مولانا ثناء اللہ شجاع آبادی

ربیع الاوّل تا جمادی الاوّل 1419ھ

شائقین علم وادب کے ذوق سلیم کی تسکین کے سامان سے بھرپور

دوسرا شمارہ منظر عام پر آچکا ہے

ملنے کا پتہ:- فاروقی شہیدؒ اکیڈمی جامعہ عمر فاروق اسلامیہ سمندری فیصل آباد

Scanned with CamScanner

یا اللہ مدد

حُبِّ صحابہؓ رحمت اللہ

بُجھتی ہُوئی شمعوں سے مایُوس نہ ہو جانا
ہم سر بکفِ اوّل ہم سر بکفِ آخر

بُغضِ صحابہؓ لعنت اللہ

اُڑتے ہُوئے پروانے شعلوں کو ہوا دیں گے
قاتل کو شہادت کے آداب سکھا دیں گے

امیرِ عزیمت علامہ حق نواز جھنگوی شہیدؒ

قائدِ ملتِ اسلامیہ ابوریحان علامہ ضیاء الرحمن فاروقی شہیدؒ

جرنیل سپاہ صحابہ حافظ ایثار القاسمی شہیدؒ

ضلعی صدر: حاجی مُشتاق شہیدؒ
ضلعی سالار: محمد یُوسف گجر شہیدؒ

سمیت تمام شہداء ناموس صحابہؓ
کی
شہادت کو سلام
پیش کرتے ھیں

جانشین شہیدِ ملتِ اسلامیہ
مولانا علی شیر حیدری

جرنیل سپاہ صحابہ
مولانا محمد اعظم طارق ایم این اے

جناب محمد یوسف مجاہد

جناب شیخ حاکم علی

مولانا حافظ محمد احمد لدھیانوی

کی قیادت پر اعتماد کا بھرپور اظہار کرتے ہیں

اور حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ

علامہ علی شیر حیدری، جرنیل ss محمد اعظم طارق
محمود اقبال، مجیب الرحمن انقلابی، حافظ احمد بخش ایڈووکیٹ
محمد رفیع مجاہد، حافظ اطہر اقبال سمیت تمام اسیران سپاہ صحابہ کو
رہا کیا جائے

منجانب سپاہ صحابہؓ وہاڑی شہر و ضلع وہاڑی

Scanned with CamScanner